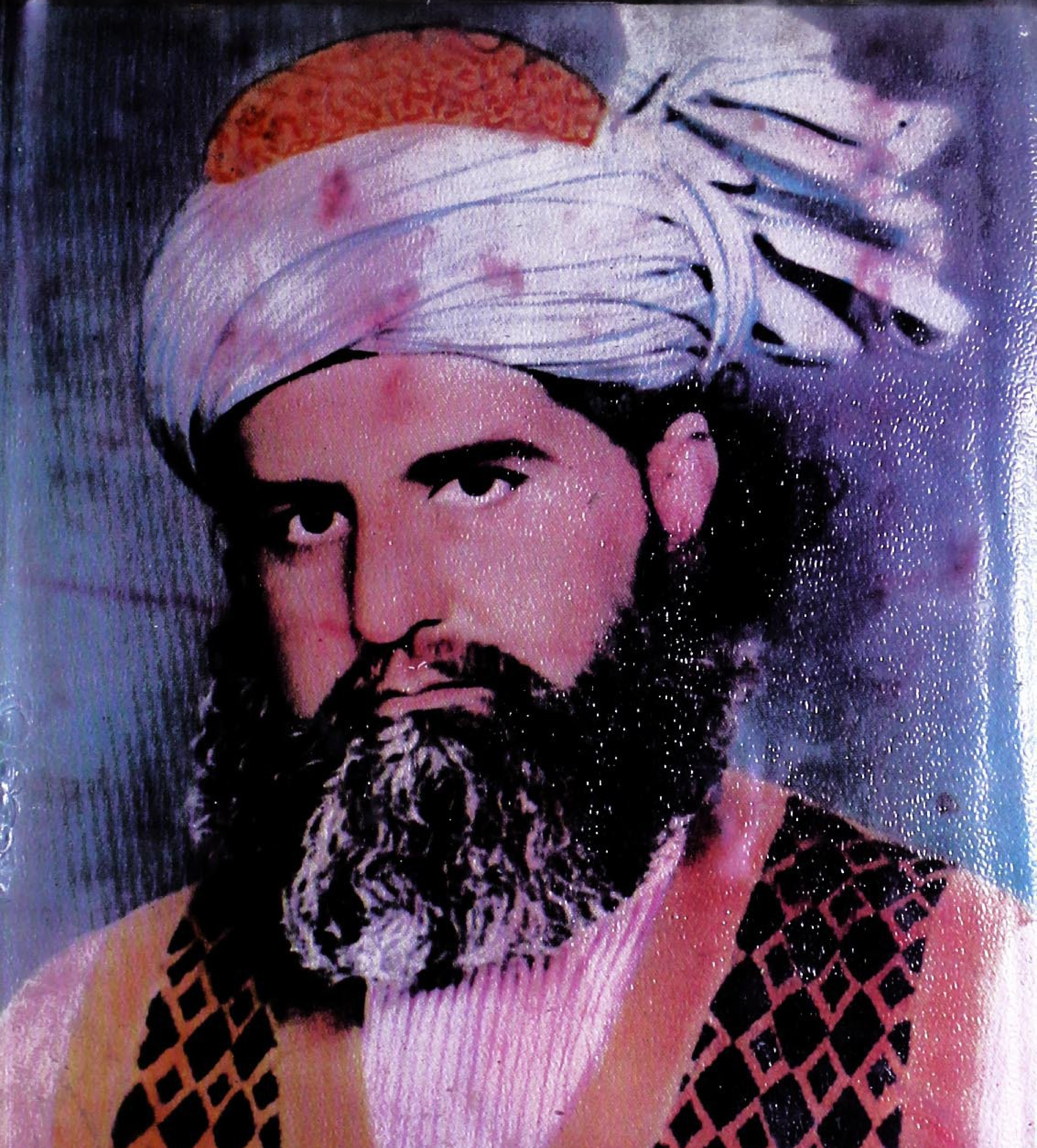

تذکرہ شاہ نظام الدین محمودی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ ملت مرشد کامل تونسہ شریف

شمیم

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

مرشدِ عالم

حضرت خواجہ غلام محمد نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

ڈیرہ غازی خان ۱۹۸۴

نسیم الخطاط

از قلم ڈاکٹر غلام فرید نظامی

ناشر انجمن فروغِ فنونِ اسلامی پاکستان ڈیرہ غازی خان

Marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

128346

بار اوّل　　۱۹۸۷ء　　۱۴۰۷ھ

ضخامت　　۳۰۴ صفحات

سائز　　۱۸ × ۲۳ آفسٹ

طباعت باہتمام　　شمیم دار الکتابت بلاک ۲۸
ڈیرہ غازیخان

تعداد　　ایک ہزار

قیمت　　۷۰ ستر روپے

ناشر　　انجمن فروغ فنون اسلامی پاکستان
ڈیرہ غازیخان

ملنے کا پتہ

جیلانی فریم میکرز بلاک ۱۰ ڈیرہ غازیخان

ناصر بک ہاؤس بلاک ۱۷ نزد پاکستانی چوک ڈیرہ غازیخان

مکتبہ اسلامیہ بلاک ۲۵ ڈیرہ غازیخان

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ جب موجِ رحمت جوش میں آتی ہے تو سینکڑوں گنہگار اپنے دامانِ عصیاں سے گلوخلاصی حاصل کر کے بخشش کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر نہ صرف رب العزت کے حضور سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں بلکہ دوسرے خطا کاروں کی بخشش کے امیدوار بھی بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہبری و ہدایت کیلئے تقریباً سوا لاکھ پیغمبر مبعوث فرمائے اور ہماری خوش بختی ہے کہ ہم اس نبیؐ آخرالزماں کی امت ہیں جسے نہ صرف رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا بلکہ اسی کی عظمت کی مزید بلندی کیلئے ان کو حشر کے دن مقامِ محمود کا سزاوار ہونے کی بشارت بھی دے دی گئی۔

آقائے نامدار فخر الانبیاءؐ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد پیغمبروں کی آمد کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ایک واضح حکم کے تحت بند کر دیا گیا اور قرآن کریم کے بعد آسمانی کتابوں کا نزول بھی ختم ہو گیا۔ اس لئے باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رشد و ہدایت کی راہ دکھانے کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ سلسلہ اپنے ان لوگوں کے ذریعے جاری و ساری رکھا جنھیں ہم غوث، قطب، ابدال اور ولی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ہر ملک میں اولیائے کرام نے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے بڑی بڑی مشکلات کا مقابلہ کر کے نہ صرف اسلامی اقدار کو جِلا بخشی بلکہ

Marfat.com

۔ ان کے اسمائے گرامی بھی امر ہو گئے ۔ مملکت خداداد پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اولیائے کرام کی تعداد دوسرے اسلامی ممالک کی نسبت بہت زیادہ ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ علاقہ کفر و شرک کا گڑھ تھا ۔ ہمارے ملک کے ہر قصبے، گاؤں اور شہر میں اولیائے کرام کے مزارات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے اولیائے کرام نے قریہ قریہ گاؤں گاؤں سفر کر کے احکام الٰہی کی پیروی اور اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مقصد حیات بنائے رکھا ۔

ضلع ڈیرہ غازیخان ملک کے چاروں صوبوں کا سنگم ہے اور یہ خطہ خاص طور پر اولیائے کرام کی نظر کرم کا مرکز رہا ہے ۔ اسی وجہ سے اس دور افتادہ علاقہ کے شمال و جنوب میں بزرگان دین کے مزارات نہ صرف اس علاقہ بلکہ ہند و سندھ کیلئے مرجع خلائق ہیں ۔ زیر نظر کتاب کا تعلق تونسہ شریف کے معروف اور برگزیدہ بزرگ پیر پٹھان حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہے ۔

حضرت پیر پٹھان رحؒ کے متعلق میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ :-

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مجھ جیسے عاصی و خطا کار کیلئے یہ امر باعث فخر و سعادت ہے کہ الحاج ڈاکٹر غلام فرید خان صاحب کی تصنیف نہیں بلکہ آپ بیتی کیلئے ابتدائی سطور تحریر کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور مجھے اس بات پر بھی حیرت و خوشی ہے کہ اس کتاب کی صورت میں بزرگان دین کے کمالات و حالات کو یکجا کرنے کی سعادت ڈاکٹر صاحب کے حصے میں آئی جبکہ بہت سے حضرات کو حضرت پیر پٹھان رحؒ کی حضوری کا شرف حاصل رہا ۔ ایں سعادت بزور بازو نیست

Marfat.com

کے مصداق یہ ڈاکٹر صاحب کا خلوص اور عقیدت ہی ہے جس کی بنیاد پر انھوں
اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ایک انمول خزانے کو یکجا کر کے حقیقت میں
کو کوزے میں بند کر دیا ہے ۔

اس کتاب کے اوراق حقیقت میں ایک انمول سرمایہ ہیں جس میں
صرف ڈاکٹر صاحب نے اپنی قلبی حقیقت کو بروئے کار لاکر پیر پٹھانؒ کے کمالات
وعبادات کو قلمبند کیا بلکہ سلسلہ چشتیہ کے بہت سے دوسرے بندگان دین
کے ساتھ کئی اور بزرگان کے حالات بھی تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر لی
جناب ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں حضرت پیر پٹھانؒ کے سوانحی خاکہ کے
ساتھ کچھ ایسے اہم واقعات وکمالات اور کرامات کو تحریر کیا ہے جن کا علم
بہت کم لوگوں کو ہے ۔

حضرت شیخ سعدیؒ کا قول ہے کہ "صحبت صالح ترا صالح کند"
اور یہ بھی زبان زدِ عام ہے کہ "زیارت بزرگاں کفارۂ گناہ"۔ ان دو اقوال
کا آئینہ ڈاکٹر صاحب کی ذات اور ان کی تحریر کردہ یہ کتاب ہے ۔ انھوں
نے حضرت پیر پٹھانؒ کے حالات کو کتابی شکل دے کر اپنے آپ کو حضرت
پیر پٹھانؒ کا صحیح عقیدت مند ثابت کر دیا ہے ۔ کتاب میں حمد وثنا
کے علاوہ دیگر منظوم کلام بھی قابل تحسین ہے ۔

اس کتاب میں کچھ مقامات ایسے ہیں کہ قاری پر وجد طاری ہو جاتا
ہے اور کچھ مقامات حد سے زیادہ رقت آمیز ہیں ۔ ان میں سے دو واقعات
کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں کہ نہ صرف ان کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا بلکہ
میری ہچکی بندھ گئی ۔

کل نفس ذائقۃ الموت ایک اٹل حقیقت ہے مگر

ڈاکٹر صاحب نے جس انداز میں شہید پیر فرید ؒ کی وفات اور حضرت پیر پٹھان ؒ کی رحلت کا منظر جس سادہ اور پرسوز انداز میں کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے ۔ اس کے علاوہ ایک ہندوستانی ہندو کے ساتھ نسبت محمدی پر حرف آنے کی بنا پر مدد کرنا اور قتل کے مقدمہ میں گواہی کے بعد مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کرنے کے واقعات بڑے اثر انگیز ہیں ۔

ڈاکٹر صاحب نے حضرت ؒ کے کمالات و عبادات اور کرامات کو سادا اور مختصر طریقے سے بیان کر دیا ہے ۔ اگر کوئی ادیب یا مضمون نگار اس کو اپنے اسلوب بیان کے مطابق تحریر کرتا تو سادگی کی مٹھاس ختم ہو جاتی ۔ نیز خواجہ صاحب ؒ کے اقوال کو نہایت سادہ اور خوبصورت انداز میں یوں پیش کیا گیا ہے کہ جن کا حاصل حرف یہ ہے ۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں ۔

محمد خورشید شمیم الخطاط
ایم ۔ اے
مرکزی نائب صدر انجمن فروغ فنون اسلامی
پاکستان

Marfat.com

إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما
غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است
وأجمل منك لم تر قط عيني وأحسن منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من كل عيب كأنك قد خلقت كما تشاء
ابوبکر
عمر
يا صاحب الجمال ويا سيد البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
بلغ العلى بكماله
كشف الدجى بجماله
حسنت جميع خصاله
صلوا عليه وآله
طلع البدر علينا
من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا
ما دعا لله داع
عثمان
علی
نہیں حسرت زیادہ جینے کی
زندگی چاہیے قرینے کی
ہفت قلزم کے موتیوں سے گراں
بوند اک اک تیرے پسینے کی

Marfat.com

حمد

اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ

میں نے جب لکھنا سیکھا تھا
پہلے تیرا نام لکھا تھا

اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ

میں وہ اسمِ عظیم ہوں جسکو
جن و ملک نے سجدہ کیا تھا

اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ

سجدے میں ساری عمر گذاری
لوگ کہیں گے تو میرا تھا

اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ

Marfat.com

نعت

جو پایا وہ بھی تیرا تھا
جو کھویا وہ بھی تیرا تھا
اللہ اللہ اللہ اللہ
اللہ

پہلی بارش بھیجنے والے
میں تیرے درشن کا پیاسا تھا
اللہ اللہ اللہ اللہ
اللہ

میں وہ قبرِ زمین ہوں جس نے
بارِ امانت سر پہ لیا تھا
اللہ اللہ اللہ اللہ
اللہ

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

جنوری ۱۹۸۷ء

Marfat.com

مُنَاجَات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی انت ربی وقوتی وانا عاجز

الٰہی انت مالک وانا مملوک

الٰہی عاجز تریں عاجز انم

الٰہی جاہل تریں جاہل انم

الٰہی نمیدانم تا چگونہ رضائے تو جویم

الٰہی نمیدانم تا چہ گویم

الٰہی عجز و درماندگی من تو مے بینی

الٰہی حاجت من تو می دانی

الٰہی من بے چارہ و عاجز ہیچ حیلہ وقوت و وسیلہ ندارم وآنچہ جز تست ازاں بیزارم
الٰہی من ضعیف درماندہ را، ومن نحیف درہائے راندہ را، ومن مدہوش سیاہ کار گنہگار را
ومن بدکردار را، ومن پذیرندہ فرمان شیطان را، ومن استاد مکتب عاصیاں را،
ومن مدہوش سرگشتہ را، ومن عہد شکن خودکام را، ومن گندم نمائے جوفروش را،
ومن زنار از خرقہ پوش را، ومن سیاہ رُو نامہ سیاہ را، ومن منافق
بتاہکار الفضل عمیم وبہ لطف قدیم از بندہ نفس امارہ
خلاصی دہ وتوبہ نصوحا عطا کن کہ طاقت حضرت عدل تو ندارم۔

الٰہی مرا توفیق دہ کہ ترا بپرستم کہ بے توفیق تو ترا نتواں شناخت۔

الٰہی مرا تعریف دہ کہ ترا بشناسم کہ بے تعریف تو ترا نتواں شناخت

Marfat.com

الٰہی ضائع کردم عمر خویش بداں چیز کہ رضائے تو نبود و من ندانستم ازاں توب
کردم و بیزار گشتم۔

اے دستگیر ہر شکستہ وائے دلیل ہر درماندہ وائے فریاد رس ہر دشوا
وائے چارہ ساز بے چارگاں وائے قبول کنندہ توبہ عاصاں
وائے پذیرندہ گریختگاں اے حلیمے کہ حلم تو مارا گستاخ کرد۔
اے رحیمے کہ رحم تو مارا بیباک گردانید۔ایں گستاخ
عفوکن واز خلعت معرفت ہمہ اعضائے مارا بپوشان

الٰہی بحق تہلیل و تسبیح و تحمید و تمجید جملہ روحانیاں وکروبیاں
الٰہی بحرمتِ عابداں و زاہداں۔
الٰہی بحرمتِ خواصگاں درگاہ تو۔
الٰہی بحرمتِ لواحقان حضرت تو۔
الٰہی بحرمتِ غریبان و شہادت جواناں
الٰہی بحرمتِ آبدیدہ عاصیان
الٰہی بحرمتِ عفو تو کہ برعاصیاں درگاتست
الٰہی بحرمتِ عزو جلال تو
الٰہی بحرمتِ وعظمت کمال تو کہ حاجات من وجملہ مسلماناں رواکنی وایمان ما ا
در دنیا و آخرت برما ارزانی داری
الٰہی چو دراں حجرہ تنگ و تاریک بے شمع مارا مبتلاکنی ایمان چراغ لحد گردانی

Marfat.com

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(امامِ اعظم ابو حنیفہؒ)

اَلصُّبحُ بَدَا مِن طَلعَتِہٖ
وَاللَّیلُ دَجَا مِن وَفرَتِہٖ

فَاقَ الرُّسُلَا فَضلًا وَّعُلٰی
اَھدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِہٖ

سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الحَجَرُ
شَقَّ القَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ

جِبرِیلُ اَتٰی لَیلَۃَ اَسرٰی
وَالرَّبُّ دَعَاہُ لِحَضرَتِہٖ

کَنزُ الکَرَمِ مَولَی النِّعَمِ
ھَادِی الاُمَمِ لِشَرِیعَتِہٖ

اَزکَی النَّسَبِ اَعلَی الحَسَبِ
کُلُّ العَرَبِ فِی خِدمَتِہٖ

فَاقَ الشُّرَفَا وَاللہُ عَفَا
عَمَّا سَلَفَ مِن اُمَّتِہٖ

فَمُحَمَّدُنَا ھُوَ سَیِّدُنَا
فَالعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِہٖ

اَلصُّبحُ بَدَا مِن طَلعَتِہٖ
وَاللَّیلُ دَجَا مِن وَفرَتِہٖ

Marfat.com

دل برد از من دیروز شامے
فتنہ طرازے محشر خرامے

روئے مبینش صبح تجلیٰ [1] — لوحِ جبینش ماہِ تمامے
مشکین خط او سنبل بہ گلشن — لعلیں لب او بادہ بہ جامے
چشمے کہ کوثر یک جرعہ او — قدے کہ طوباش ادنیٰ غلامے
عارض چہ عارض گیسو چہ گیسو — صبحے چہ صبحے شامے چہ شامے
آں تیغ ابرو واں تیغ مژگاں — آمادہ ہر یک بر قتل عامے
برق نگاہش صد جاں بدامن — زلف سیاہش صد دل بدامے
ہر عشوۂ او شیریں مقالے — ہر غمزۂ او رنگیں پیامے
از جسمِ لرزاں [2] لرزاں دو عالم — از زلفِ برہم [3] برہم نظامے
گاہے بہ مستی طاؤس رقصاں — گاہے بہ شوخی آہو خرامے
از بار مینا لرزش بدستے — وز کیف صہبا لغزش بگامے

گفتم چہ جوئی گفتہ دل وجاں
گفتم چہ خواہی گفتہ غلامے

[1] [2] [3] آپ کو ان اشعار پر وجد آتا تھا

Marfat.com

نعت

گل از رخت آموختہ نازک بدنی را

بلبل زتو آموختہ شیریں سخنی را

ہر کس کہ لب لعل ترا دیدہ بہ دل گفت — حقا کہ چہ خوش کندہ عقیق یمنی را

خیاط ازل دوختہ بر قامت زیبا — در قد تو ایں جامہ سرو چمنی را

از جامیؔ بیچارہ رسانید سلامے

بر درگہہ دربار رسول مدنی را

نعت

نور احمدؐ باعث آفاق شد

نور احمدؐ شورش عشاق شد

گر نہ بودے نور احمدؐ دو جہاں — کے شدے پیدا زمین و آسماں

حمد معبودے کہ در جسد صور — شد انوار محمدؐ جلوہ گر

مصطفٰےؐ نور جمال امر کن — آفتاب برج علم مَتیٰ لَدُن

دست ایجاد جہاں را واسطہ — درمیان خلق و خالق رابطہ

صد کتاب و صد ورق در نار کن

روئے دل را جانب آں یار کن

Marfat.com

استغفاریہ

چوریوں جاریوں استغفار
بخشیں شالا رب غفار

گندڑی عادت گندڑے فعلوں توبہ! توبہ!! لکھ لکھ وار
کر کر سخت گنہ پرتایم، توں ہیں حاوند بخشنڑ ہار
پیر پیغمبر تیڈے باہیں توں مالک توں کل مختار
میں بدعملی تیں کر رحمت جیں ڈینہہ یار وی یار نہ یار
اوگنڑ ہاری نہ کہیں کم دی کوجھی کملی، بدکردار
تیڈا شان ہے فضل کرم دا میں وچ ڈوہ تے عیب ہزار
آون یاد گناہ پرانڑے پٹ پٹ رووں زار و زار
رات قبر دی ڈینہہ حشر دا سرتیں کرڑکم بارے بار

میں مسکین فرید ہاں تیڈا
توں بن کون اتارم پار

Marfat.com

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

خبردار! تحقیق اللہ کے دوستوں کو کچھ خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کو کوئی غم ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ جس مضمون کے انکار کا احتمال ہو وہاں عربی میں اَلَآ یا اِنَّ یا ھَا وغیرہ حروف تنبیہ لائے جاتے ہیں۔ چونکہ رب کو علم تھا کہ اولیاء اللہ کے فضائل و کمالات ان کے مراتب و درجات اور ان کی قدرت و اختیارات ان کے مناقب کے بہت سے منکر پیدا ہونے والے ہیں لہذا اس مضمون کو دو حروفِ تاکید سے شروع فرمایا۔ اَلَآ۔ اِنَّ۔ خبردار۔ بے شک تحقیق اَوْلِیَآءَ ولی کی جمع ہے۔ ولی کے چند معنی ہیں۔ قریب۔ دوست۔ ناصر۔ مددگار۔ والی۔ اس جگہ ولی کے معنی قریب ہے یا بمعنی ناصر یا بمعنی دوست۔ یعنی اللہ کے قریب دوست رہنے والے یا اللہ کے دین کے مددگار۔ اللہ کے دوست اولیاء اللہ کہلاتے ہیں۔ جنہیں رب نے منتخب فرمایا اور شیطان کے دوست جنہیں شیاطین یا ہمارے نفوس نے منتخب کیا۔ اولیاء الشیاطین یا اولیاء من دون اللہ یا حزب الشیاطین کہلاتے ہیں۔

قرآن کریم نے اولیاء من دون اللہ کی سخت مذمت فرمائی

Marfat.com

ان کے ماننے والوں کو کافر فرمایا ۔ اور اولیاء کے مناقب بیان کئے ۔ یہ آیت اولیاء اللہ کے محامد کی ہے ۔ اسی لئے فرمایا اولیاء اللہ ۔ تاکہ اولیاء الشیاطین نکل جاویں ۔

لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ فرما کر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو خطرات سے بے خوف کر دیا ۔ اور قیامت سے ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے محفوظ کر دیا ۔ یعنی اولیاء اللہ کو نہ دنیا کا خوف ہے اور نہ ہی قیامت کا غم ہے ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان حضرات کو دونوں جہان میں محفوظ رکھا ہے ۔

امام اہلسنت حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے حاشیہ پر رقم طراز ہیں ۔

"ولی کی اصل ولا سے ہے جو قرب ۔ نصرت کے معنے میں ہے ۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الہٰی حاصل کرے اور اطاعتِ الہٰی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلال الہٰی کی معرفت میں مستغرق ہو ۔ جب وہ دیکھے تو دلائل قدرت الہٰی کو دیکھے ۔ جب سنے تو اللہ کی آیات ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناء ہی کے ساتھ بولے ۔ اور جب حرکت کرے تو اطاعتِ الہٰی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اس امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قرب الہٰی ہو ۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے ۔ اور دل کی آنکھ سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے ۔"

یہ صفت اولیاء کی ہے ۔ جب بندہ اس حال پر آپہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے ۔

Marfat.com

متکلمین کہتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہے اور شرع مطہرہ کے مطابق اعمال صالحہ بجالاتا ہو۔

بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قرب الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ ہی کسی شئے کے فوت ہو جانے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ طبری کی حدیث میں بھی ابن زید نے کہا کہ ولی وہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہے۔ الذین آمنو وکانو یتقون یعنی ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خاص اللہ کے لئے محبت کریں

بعض اکابرین نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت سے قرب الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی احدیت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے ہوں۔

اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے (اولیاء اللہ کو) لوگوں کے دلوں کے بھیدوں اور نیتوں پر مطلع فرمایا ہے کیونکہ میرے رب نے ان کے دلوں کو ٹٹولنے والا اور پوشیدہ باتوں کا امین بنایا ہے۔ پھر ولی اللہ توحید کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے اس سے تمام حجابات اور پردے دور کر دئے جاتے ہیں۔ (ولی اللہ) اللہ تعالیٰ کے خاص بھیدوں اور رازوں سے مطلع ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

پھلواڑی گلدستہ عطر نشیب

میرے سرکارِ دوجہاں وارثِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین اور پسندیدہ چیزوں میں خوشبو یا عطر ہے۔ آپ کے باغِ جناں میں سے ایک خوشبودار ٹہنی، جس کو قلم (پیوند) کیا گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا ہوئی۔ حضورؐ کے دستِ مبارک کی بخشی ہوئی اور حضرت علی کے حصّہ میں پہنچنے والی خوشبو، جس کا مرکز انسان کیا تصور کرسکتا ہے یہ خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلی۔

میں اپنے مرشد کے حضور حاضر ہوا۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ سہانے گلدستہ دیکھ رہے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ "ضرور"۔ فرمایا کہ یہ وہ گلدستہ ہے جو ہمارے بزرگان کے باغات چشتیہ کے حصہ میں آیا۔ خوشبو پھیلی چار دانگ عالم کو معطر کیا۔ مدینہ منورہ سے یہ خوشبو کا باغ پھیلتے پھیلتے یہاں پہنچا۔ اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اسے

حضرت خواجہ حسن بصری رح کے سپرد فرمایا پھر

حضرت خواجہ عبدالواحد رح

حضرت خواجہ فضیل رح

حضرت خواجہ سلطان ابراھیم بن ادھم رح

حضرت خواجہ سدید الدین رح

حضرت خواجہ امین الدین رح

Marfat.com

حضرت خواجہ ممشاد رح

حضرت خواجہ ابو اسحاق رح

حضرت خواجہ ابو احمد ابدالی

حضرت خواجہ ناصر الدین ابو محمد رح

حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف رح

حضرت خواجہ مودود چشتی رح

حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رح

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح

حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری رح

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح

حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رح

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رح دہلی

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ رح دہلی

حضرت خواجہ کمال الدین رح

حضرت خواجہ شیخ سراج الدین رح

حضرت خواجہ علم الدین رح

حضرت خواجہ محمود راجن رح

حضرت خواجہ جمال الدین جمن رح

حضرت خواجہ حسن محمد رح

Marfat.com

حضرت خواجہ شیخ محمد رح

حضرت خواجہ یحییٰ مدنی رح

حضرت خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادی رح

حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رح

حضرت خواجہ مولینا فخرالدین دہلوی رح

حضرت خواجہ قبلہ عالم نور محمد مہاروی رح

حضرت خواجہ پیر پٹھان شاہ محمد سلیمان سرکار اعلیٰ رح

حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب حضور کریم رح

حضرت خواجہ محمد محمود حضور رحیم رح

حضرت خواجہ محمد غلام نظام الدین محمودی سلیمانی حضرت نعیم رح

حضرت خواجہ محمد غلام فخرالدین ابو نصر رح

حضرت خواجہ محمد غلام نصر المحمود فخری نظامی سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام فخر الدین رح

حضرت خواجہ غلام معین الدین خان

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جو گذری!

بچہ پن (بچپن) یاد نہیں۔ البتہ لڑکا پن (لڑکپن) المناک ہے۔ پیاری ماں کی ممتا چھن گئی۔ آرزوؤں، خوابوں کا محل زمیں بوس بلکہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ ماں کا تصور بے ماں والے سے پوچھو۔

تونسہ شریف اپنی پھوپھی صاحبہ (حضرت خواجہ گل محمدؒ صاحب کی والدہ) کے پاس گیا۔ میرے ہمعمر (چندماہ چھوٹے بڑائی) حضرت خواجہ خیر محمدؒ سے کھیل کود دوڑ بھاگ رہتی۔ درویشانہ، فقیرانہ، عالمانہ ماحول، پھوپھی صاحبہ کے گھر شمال غربی کونہ والی کوٹھی کی کڑیاں بھی یاد ہیں۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ کے دوسرے لڑکے عطا محمدؒ صاحب جو چودہ سال کی عمر میں تپ محرقہ سے وفات پا گئے۔

کھیل کود سے وقت نکال کر حضرت خواجہ خیر محمدؒ سے چھپ کر حضرت خواجہ رحیم محمد محمودؒ کی مجلس میں جا بیٹھتا۔ حضور اچھی طرح پہچانتے تھے۔ خیر خیریت پوچھتے۔ کبھی پاس بٹھا لیتے۔ سرکار نعیمؒ سے بھی خاصی علیک سلیک تھی۔ حضرت خواجہ رحیمؒ کا جاہ وجلال، عروج شاہی، اصطبل کے گھوڑے، شکاری باز ان کو دیکھنے کیلئے اکثر (قدرتاً فطرتاً ہر لڑکا ان چیزوں کو دیکھنے کی تمنا رکھتا ہے) میں بھی اس زمرہ میں تھا۔ مرشدم حضرت خواجہ محمد غلام نظام الدینؒ اور خواجہ غلام فرید شہیدؒ جب ہر دو صاحبزادگان دربار محمودی سلیمانی میں آتے تو دنیا دیکھتی رہتی۔ جس طرح دو حسین وجمیل فرشتے آسمان سے اتر کر آئے ہوں بعینہ

Marfat.com

یہ نقشہ وہ ہوتا جو میرے دوستوں نے حضرت پیارے فخرؒ اور معین خان سلم اللہ دربار نظامی محمودی سلیمانی میں دیکھا ہے تشریف لاتے اور دل و دماغ حیران ہوتے۔
وطن کی ہر شئے چھوڑی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد علیگڑھ مسلم یونیورسٹی جا پہنچا۔ قسمت، ماحول وہاں بھی درویشانہ، فقرانہ عالمانہ میسر آیا۔ علامہ شبلی نعمانی کے جانشین حضرت مولانا محمد اکرام اللہ خاں ندوی نے سرپرستی فرمائی۔ سید سلیمان ندوی آپ کے ہاں علیگڑھ میں آکر ٹھہرا کرتے اور میں ان کی خدمت میں حاضر رہتا۔ میں نے اپنی چھ سالہ طبی تعلیم کے ساتھ ساتھ علم تجوید (قرأت) بھی پڑھنا شروع کیا۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے دینیات کے سربراہ حضرت قبلہ مولانا سید سلیمان اشرفؒ یگانہ روزگار بزرگ تھے۔ میر عثمان علی خان والی دکن آپ سے ملنے آپ کے مکان پر آتے۔ آپ تونسہ شریف سے پوری طرح واقفیت رکھتے۔ سال میں تین مقامات پر اور مقررہ تاریخ پر ہمیشہ آپ کی تقاریر ہوتیں۔
۱۔ اجمیر شریف ۲۔ دہلی شریف ۳۔ الہ آباد ہمیشہ تقاریر کا ایک ہی موضوع ہوتا۔ "رحمۃ اللعالمین"۔ محبان ہندوستان بھر سے ان تقاریر میں حاضر ہوتے۔ بعد نماز عصر قرآن پاک کا درس فرماتے (یونیورسٹی مسجد) ہزاروں طلباء و دیگر اساتذہ (اور یہ خادم بھی) اس درس سے فیضیاب ہوتے۔

علی گڑھ سے واپسی پر ۱۹۳۹ء ۱۶ اکتوبر۔ یکم رمضان المبارک ڈیرہ غازیخان میں مطب کا قیام عمل میں آیا۔

حضور سرکار نعیم خواجہ ملت محمد غلام نظام الدینؒ ڈیرہ غازیخان تشریف فرما

Marfat.com

مؤلف کتاب ڈاکٹر الحاج غلام فرید عالم شباب میں

Marfat.com

Marfat.com

ہوتے اور بندہ خدمت میں حاضر ہوتا رہا ۔ بالآخر چنگاری نے شعلہ کی شکل اختیار کی اور آپ کی غلامی سے سرفراز ہوا

چونکہ ذاتِ پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

جو گذری جو سنا دماغ میں جو سودا موجود تھا بصدقہ سلسلہ چشتیہ حاضر ہے ۔ کوتاہی کی معافی چاہتا ہوں ۔

مفتخر از وے بغلامی منم
خواجہ نظام الدین است و نظامی منم

ڈاکٹر
غلام فرید

ہیچ در نردم بعد ازیں ز حضرت دوست
چو کعبہ یافتم آیم ز بت پرستی باز

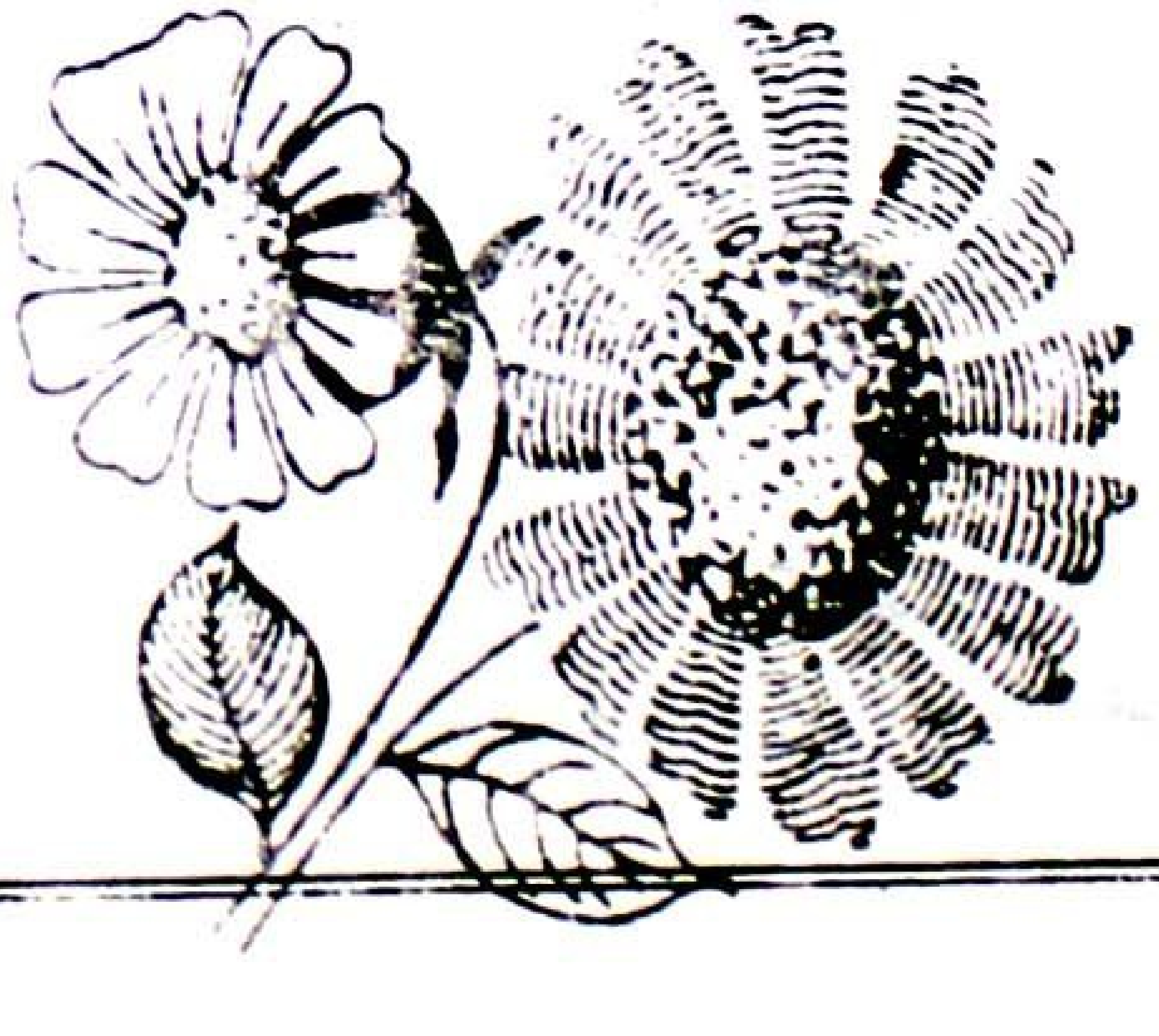

Marfat.com

گلدستہ چشتیہ کا پہلا گل

حضرت
خواجہ حسن معین الملۃ والدین
چشتی رحمۃ اللہ علیہ

جس سے پاک و ہند
معطر ہوا

مختصر ذکر

پیدائش

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۵۳۰ ہجری کو سیستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار خواجہ غیاث الدین حسن صاحب دولت، ورع وتقویٰ اور عابد وزاہد تھے۔

نقل مقامی

اس زمانہ کی بدامنی سے آپ سیستان سے خراسان چلے آئے ۵۴۳ ہجری جبکہ آپ کی عمر ۱۳ سال تھی، زمانہ کی ہولناک تصویر جو سننے سنانے کی روایات سے زیادہ خطرناک تھی۔ نیشاپور کے علماء، فضلاء، اولیاء، ابرار، اتقیاء واحرار سب شہید کر دیے گئے اور سرمایہ علمی، کتب خانے سب جلا دیے گئے۔

یہ نہلکہ، یہ آفتیں، یہ بلائیں خواجہ خواجگان نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اس اثناء میں آپ کے والد بزرگوار بھی سفر آخرت کو سدھارے۔ آپ کو ترکۂ پدری سے ایک باغ اور ایک چکی ملی۔

کچھ عرصہ بعد بلکہ جلد ہی نیشاپور تباہی کی زد میں آگیا۔ سلطان سنجر کے

Marfat.com

بیٹے سلطان محمود سلجوقی اور ترکان غزد کی معرکہ آرائی اور اہل شہر کی خانہ جنگی سے تمام محلوں میں آگ لگا دی گئی۔ مسجدیں اور مدرسے جلا دیے گئے۔

ان سوانح روح فرسا اور مصائب ہوش رُبا نے آپ کے دل کو دنیائے ناپائیدار کی طرف سے متنفر کر دیا۔ خدا ترسی، زہد و عبادت سے انس پیدا ہو گیا۔ آپ اپنے آبائی باغ کی خبر گیری فرماتے اور عبادت میں مشغول۔

اس قصبہ میں جہاں آپ کا باغ تھا ایک بزرگ رہا کرتے تھے۔ جو ابراہیم قندوزی کے نام سے مشہور تھے کا گذر آپ کے باغ سے ہوا۔ آپ نے جھٹ تازہ انگوروں کا ایک خوشہ لا کے سامنے رکھا اور خود دوزانو ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے مگر

ع دلی را دلی می شناسد

ابراہیم قندوزی نے نوعمر عقیدت کیش کے لئے اپنی بغل سے کھلی کا ٹکڑا اور اپنے دانتوں سے کسی قدر کاٹ کر حضرت خواجگان کے منہ میں ڈال دیا۔ اس کا حلق سے اترنا تھا کہ آپ کو کچھ اور عالم نظر آیا۔

اب کیا تھا نظر میں نہ دنیا کی وقعت تھی اور نہ دولت کی ہوس۔ وہ باغ چکی بیچ اس کی قیمت فقراء محتاجوں کو بانٹ دی۔

سمرقند و بخارا پہلے شمال اور مشرق کی طرف چلے اور سمرقند و بخارا کی راہ لی۔ یہ شہر علم و فضل کے مرکز بنے ہوئے تھے۔ وہیں آپ

نوٹ: چشتی آپ اس لئے کہے جاتے تھے کہ حضور کے مرشد عثمان ہارونی کا سلسلہ ارادت حاجی شریف زندانی سے تھا اور وہ خواجہ مودود چشتی کے مرید تھے۔ اور ان کی خواجہ ناصر الدین چشتی سے اور خواجہ ناصر الدین چشتی، شیخ یوسف چشتی کے مرید تھے۔ (چشت اطراف خراسان کے ایک گاؤں کا نام ہے)

Marfat.com

نے قرآن مجید حفظ فرمایا۔ اور دیگر علوم ظاہری سے فارغ ہو کر ان شہروں کو خیرباد

موضع ہارون

فرمایا اور مغرب کی طرف چل دیئے۔ اور موضع ہارون میں پہنچے۔

اپنے مرشد کے حضور

خواجہ عثمان ہارونی کا جلوہ دیکھا۔ فوراً ادب تعظیم اور ارادت و عقیدت سے حاضر ہوئے۔ خود فرماتے ہیں کہ اس صحبت میں بڑے بڑے معظم و محترم مشائخ جمع تھے۔ ادب سے حاضر ہوا اور روئے نیاز زمین پر رکھ دیا۔ حضرت مرشد نے فرمایا "دو رکعت نماز ادا کر" تعمیل ارشاد کیا۔ "رو بقبلہ بیٹھ۔" پھر ارشاد ہوا "سورۃ بقر پڑھ۔" پڑھی۔ تب آپ نے فرمایا۔ "ساٹھ مرتبہ کلمہ سبحان اللہ کہو۔" ایسا کیا۔ اس کے بعد مرشد خود اٹھ کھڑے ہوئے۔ میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ اور فرمایا۔ "میں نے تمہیں خدا تک پہنچا دیا۔" ان جملہ امور کے بعد کلاہ چہار ترکی میرے سر پر رکھی۔ اور اپنی کملی مجھے اڑھادی۔ اور فرمایا "بیٹھ۔" ارشاد ہوا۔ "ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ۔" اس کے بعد فرمایا۔ "اوپر دیکھ۔" میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھادی دریافت کیا۔ "کہاں تک دیکھا ہے؟" عرض کیا۔ "عرشِ معلیٰ۔" پھر حکم ہوا۔ "نیچے دیکھ۔" "کیا دیکھا ہے؟" عرض کیا۔ "تحت الثریٰ" پھر حکم ہوا۔ ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ۔" تب حضرت نے دو انگلیاں میری نظر کے سامنے رکھیں اور پوچھا "کیا دیکھتا ہے؟" عرض کیا۔ "اٹھارہ ہزار عالم۔" فرمایا "اب تمہارا کام پورا ہو گیا۔"

Marfat.com

حضرت خواجہ اڑھائی سال تک حضرت عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر رہے۔ خرقہ درویشی اور سند ولایت حاصل کر کے آپ نے بغداد کا راستہ لیا

اصفہان

وہاں سے اصفہان پہنچے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو مرید بنایا۔ اور اپنی دوتہی اور ایک سند معرفت عطا فرمائی۔ یہی مبارک خرقہ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ، شیخ نظام الدین اولیاء اور شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی کو مرحمت ہوا۔

سبزوار

آپ اصفہان سے سبزوار تشریف لائے۔ وہاں یادگار محمد نامی بادشاہ کی حکومت تھی۔ نہایت فاسق و فاجر تھا۔ شہر کی آبادی سے باہر اس کا باغ تھا۔ جس میں صاف ستھرا حوض تھا۔ حضرت خواجہ نے حوض کے کنارے پہنچ کر غسل فرمایا اور دو رکعت نماز ادا کر کے قرآن مجید پڑھنے بیٹھ گئے۔ آپ کے خادم نے اطلاع دی کہ بادشاہ یادگار محمد باغ کی سیر کو آرہا ہے۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ تم درخت کی اوٹ میں چھپ جاؤ میں یہیں بیٹھا ہوں۔

ادھر بادشاہ کے خدام نے قالین بادشاہ کے لئے حضرت کے قریب لا کر بچھایا۔ بادشاہ حضرت کو قالین کے قریب بیٹھے ہوئے دیکھ کر بہت ناراض ہوا۔ یہ کلمہ سنتے ہی حضرت نے سر اٹھایا اور جلال و غضب کی ایسی نظر ڈالی کہ بادشاہ لرز گیا اور زمین پر گر کر بے ہوش ہوگیا۔ نوکروں نے جب بادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو آپ کے قدموں میں گر پڑے اور عجز سے گڑگڑا کر عرض کی حضرت ان کی گستاخی معاف فرمائیں۔ ان کے رونے دھونے پر آپ کو ترس

Marfat.com

آیا اور وہ جلال ختم ہوا ۔ اپنے خادم کو بلایا ۔ اور حکم دیا کہ حوض کا تھوڑا سا پانی بسم اللہ پڑھ کر اس کے منہ پر چھڑکو ۔ یادگار محمد کو ہوش آگیا ۔ اب اس کی سرکشی اور نخوت کا کہیں نام نہ تھا ۔ اٹھتے ہی حضرت کے قدموں میں گر پڑا۔ اور کہا یا شیخ ! آج سے میں نے تمام ممنوعہ چیزوں کو چھوڑ دیا ۔ آپ میرا قصور معاف فرمائیں ۔ آپ نے اس کا سر اپنے قدموں سے اٹھایا اور نہایت نرمی کے انداز میں ارشاد فرمایا ۔ خاندانِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا دم بھرنا اور احترام کرنا ۔ اسی سلسلہ میں آپ نے آئمہ اہل بیت کے مناقب بیان فرمائے ۔ یادگار محمد اور اس کے تمام رفقاء زار و قطار رو رہے تھے ۔ سب نے آپ کے سامنے توبہ کی۔

آنچہ زر میشود از پرتو آں قلب سیاہ
کیمیائے ست کہ در صحبت درویشاں ست

یادگار محمد نے وضو کیا ۔ شکرانے کی دو رکعت نماز ادا کر کے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا ۔ اور آپ کے مریدوں میں شامل ہوگیا ۔ بادشاہ نے اپنی تمام اثاث البیت یا تمام جائیداد و مال اسباب حضرت کے سپرد فرمایا ۔ آپ نے انکار کیا ۔ فرمایا جو جس کا مال لوٹا یا جبراً لیا واپس کرو ۔ اس کے بعد جو بچا وہ فقرا درویشوں میں تقسیم کر دیا ۔ حتیٰ کہ اپنی منکوحہ بیوی کو طلاق دے دی۔ اور سب کچھ چھوڑ حضور کے ہمرکاب ہوگیا ۔ حضور نے اسے ضلع حصار (ہندوستان) میں رہنے کا حکم فرمایا ۔

128346

Marfat.com

بلخ سبزوار سے روانہ ہو کر آپ بلخ روانہ ہوگئے۔ بلخ میں ان دنوں ایک نامی گرامی حکیم اور فلسفی مولٰنا ضیاء الدین حکیم کے لقب سے مشہور تھا۔ یہ حکیم صاحب نہ صوفیا کرام کی عزت کرتا اور نہ علماء کی۔ اپنے درس میں بھی طلباء کو یہی سناتا رہتا۔ ان کا مدرسہ ایک باغ میں تھا۔

ادھر ہمارے خواجگان ترکمان، چقماق، پتھر اور ایک نمکدان ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ حسب ضرورت بھوک، جنگل میں جا کر شکار کر کے بھون نمک کے ساتھ تناول فرماتے۔

اس شکار کے مشغلہ میں اتفاقاً آپ کا گذر اس گاؤں سے ہوا۔ جس میں یہ خود پرست حکیم اپنے مدرسہ میں بیٹھ کر اہل حقیقت کی توہین و تحقیر کیا کرتا تھا۔ حضرت نے یہاں ایک کلنگ شکار کیا۔ خادم نے شکار بھونا اور آپ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اس اثناء میں اتفاقاً حکیم ضیاء الدین وہاں آپہنچا اور دیکھا کہ ایک درویش مشغول نماز ہے اور خادم گوشت بھون رہا ہے۔ یہ دیکھ کر حکیم ٹھہر گیا۔ خادم نے وہ بھنا ہوا گوشت حضرت کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ حضرت نے ایک ران توڑ کر حکیم صاحب کے سامنے رکھ دی۔ اور دوسری سے خود گوشت جدا کر کے کھانے لگے۔

اس ران کا کھانا تھا کہ حکیم صاحب کے سارے مسائل فلسفہ و حکمت ذہن سے محو ہو گئے۔ ساتھ ہی ایک مدہوشی کا عالم طاری ہو گیا۔ حضرت نے تھوڑا سامنے کا جھوٹا گوشت اس کے منہ میں ڈالا۔ اس کے حلق سے اترتے ہی بے ہوشی جاتی رہی۔ اب رمز حقیقت آشکارا ہوئی۔ اور حکیم صاحب معہ شاگردوں کے حضور

Marfat.com

کے مرید ہوئے۔ اس واقعہ نے بلخ میں دھوم مچا دی۔ اور لوگوں کا اجتماع ہوتا گیا۔ حضرت کے عبادات میں فرق آنے لگا تو آپ بلخ سے غزنی روانہ ہو گئے۔

غزنی غزنی میں حضور شمس العارفین شیخ عبد الواحد سے ملے۔ جو غزنی کے باکمال اور صاحب باطن مشائخ میں سے تھے۔

ہندوستان میں آپ کی تشریف آوری

آپ ہندوستان میں جب تشریف فرما ہوئے ملک میں بت پرستی انتہا پر تھی۔ گھر گھر، گاؤں گاؤں، شہر شہر بت ہی بت تھے۔ ہندوؤں کے بیسیوں خدا تھے۔ دریا خدا، آگ خدا، سانپ خدا۔ معلوم نہیں گنے ہی جا سکتے تھے یا نہ۔ توہم پرستی تھی۔ اسلام کا نام لینا دشمنی کے برابر تھا۔ محمود غزنوی کے حملوں کا نام مسلمان تھا اور مسلمان کا نام محمود غزنوی۔

لاہور سب سے پہلے آپ لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت داتا صاحب کے مزار کے قریب چلہ کشی فرمائی۔ وہ جگہ ابھی تک محفوظ ہے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد آپ دہلی پہنچے۔

دہلی کمزور داستانِ غزنوی کا چراغ گل ہو رہا تھا۔ البتہ غوریوں کا کوکب اقبال نیا چمک رہا تھا۔ شہاب الدین غوری اجمیر اور دہلی کے راجاؤں سے شکست کھا کے گیا تھا اور جوشِ انتقام سے بے قراری کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ حضرت نے دہلی میں زیادہ وقت تبلیغ میں صرف کیا اور تبلیغ بھی

Marfat.com

ایسی کہ ہندو بھی آپ کے قریب آنے لگے۔

حافظا گر وصل خواہی صلح کن بہ خاص و عام

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

اجمیر شریف

آپ اجمیر تشریف فرما ہوئے۔ رائے پتھورا راجستان کا راجہ اجمیر شریف میں حضرت کی آمد، ہندوؤں اور مسلمانوں کی عقیدت اور آپ کے اطوار دل پسندیدہ کی وجہ سے لوگوں کا جمگٹا ہونے لگا۔ راجہ کو خطرہ ہوا کہ یہ ہندوؤں کی نیشنلٹی توڑنے اور مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کی پولیٹیکل مہم ہے۔ رائے پتھورا ان کارروائیوں سے برہم ہوا۔ خصوصاً آپ کی شانِ ولایت کے عوام گرویدہ ہو رہے ہیں۔ اور ہندو، مسلمان ہوتے جا رہے ہیں۔

(خواجہ صاحب کو کیا حق ہے جو یہاں آیا اور طرح طرح کے کرشمے دکھا کر اور ترغیب کی باتیں بتا کر لوگوں کو گرویدہ بناتا اور گمراہ کرتا ہے)

یہ کلمات حضرت خواجہ صاحب کو جا کر لوگوں نے بتائے۔ آپ پر ایک عالم جوش طاری ہوا اور غصے میں آکر فرمایا۔ "خیر وہ تو ہمیں نکالے یا نہ نکالے مگر ہم نے اسے زندہ پکڑ کر بادشاہِ اسلام کے حوالے کر دیا"۔

تراوڑی کے میدان میں رائے پتھورا، دہلی اور دیگر راجواڑوں کے راجے اکٹھے ہوئے۔ شہاب الدین غوری کا لشکر اتنا بڑا نہ تھا مگر حضرت خواجہ کی دعا، کہ اکثر راجے مارے گئے یا بھاگ گئے اور رائے پتھورا زندہ پکڑا گیا۔ شہاب الدین نے اس کا سر قلم کر کے نیزے پر دنیا کو دکھایا کہ یہ درویشوں کو اپنے دیار سے نکالتا ہے۔ قطب الدین ایبک کو اپنا نائب بنا کر دہلی میں چھوڑا جو ہندوستان کا پہلا خاندان غلاماں

Marfat.com

کا بادشاہ اور پولو کھیلتے ہوئے لاہور میں فوت ہوا۔

حضرت خواجہ کے ہاتھ پر روزانہ لاکھوں ہندو مسلمان ہوتے اور ہند

کا ملک روز بروز اسلام کی روشنی سے منور ہوتا گیا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

دوسرا چشتی گل

لافت عطا ہوئی اصفہان میں حضرت اجمیری چشتیؒ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ شمس الدین التمش ے زمانہ میں وارد ہندوستان ہوئے۔ دہلی آپ کی قدم بوسی کی منتظر تھی۔ اپنے رشد کا یہی حکم ہوا کہ دہلی میں قیام ہو۔

ضرت عبداللہ بن مسعود: حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء سے روایت ہے کہ ایک شخص عزت خواجہ صاحب کے پاس آیا۔ سلام عرض کیا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ لیہ وسلم نے سلام کہا ہے۔ حضرت یہ بات سن کر کھڑے ہو گئے تعظیم کے لئے اور یایا حضرتؒ نے اور کیا ارشاد فرمایا؟

اس نے کہا میں نے خواب دیکھا ایک قبہ ہے اور ٹھگنے قد کا ایک آدمی

Marfat.com

قبے کے اندر جاتا ہے اور پھر باہر آتا ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ قبہ اور ٹھگ

آدمی اور لوگوں کی درخواستیں کیا ماجرا ہے؟ ایک صاحب نے فرمایا۔ اس قبہ

اندر سرکارِ دوجہاں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور یہ ٹھگنا آ

عبداللہ بن مسعود ہیں۔

میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں گیا اور عرض کیا میری طلبی ک

درخواست پیش فرمائیں۔ تھوڑی دیر بعد عبداللہ بن مسعود تشریف لائے اور فر

تم بختیار کاکی سے میرا سلام کہو۔ تم نے تین روز سے مجھے بھلا دیا ہے۔ جو تح

ہر رات بھیجا کرتے تھے نہیں بھیجا۔"

میں خواب سے بیدار ہوا۔ اب آپ کے حضور آیا ہوں۔ خواجہ صاحب سم

گئے۔ تین روز سے شادی کی اور درود شریف کا جو تحفہ ہر رات بھیجا کرتے ت

میں کوتاہی ہوگئی۔ فوراً اپنی زوجہ کو حق مہر ادا کیا۔ حقوق دیگر سے فارغ فرما

طلاق دے دی۔

وفات

حضرت خواجہ بختیار کاکی قوالی کی مجلس میں حضرت احمد جام کا یہ ش

بار بار سنتے تھے اور حالت طاری ہوتی۔ ایک روز اسی طار

کیفیت میں حضرت نے وفات پائی۔ شعر

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر ست

ترجمہ:۔ جو لوگ رضا اور تسلیم کے خنجر سے کشتہ ہو جاتے ہیں ان کو غیب سے نئی زندگ

ملتی ہے۔

Marfat.com

عید کا تحفہ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب صاحب اپنے سب قرابت داروں اور مریدوں کے ساتھ عید کی نماز پڑھ کر آ رہے تھے۔ جہاں اب حضور کا مزار ہے وہاں آکر رک گئے۔ اور فرمایا مجھے اس زمین سے اہل کمال کی خوشبو آتی ہے۔ گھر پر آکر اس زمین کے مالک کا پتہ کرایا۔ اور وہ زمین خریدلی۔ وہی آپ کا مدفن ہے۔ یہ جگہ پرانی دہلی میں قطب مینار کے قریب واقع ہے۔ یہ مزار کھلا ہوا ہے اور کچا ہے۔ بہت چوڑا چکلا ہے۔ اس کے چاروں طرف نواب خورشید جاہ حیدرآبادی کا بنوایا ہوا سنگ مرمر کا جالی دار کٹہرا ہے۔ جسے ۱۹۴۷ء کے قتل عام پر ہندوؤں نے غارت کر دیا۔ گاندھی جی نے مداخلت کی یہ پھر بنا۔ مزار ہموار نہیں کیا جاتا ہے کہ حضرت گنج شکر نے خود مٹی کی ٹوکریاں ڈالیں اور وہ صحن ویسا ہی رہا۔ اس مزار کے مغرب میں ایک اونچی دیوار ہے جس پر رنگین پھولدار چینی لگی ہوئی ہے۔

حضرت کے مزار کے چاروں طرف بہت بڑا صحن ہے۔ حضرت کے مزار کے پاس ایک اونچا چبوترہ ہے جس پر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کا مزار ہے۔ حضرت کے مزار کے مشرق اور جنوب گوشہ کی طرف سنگ مرمر کی جالیاں اور دروازہ مغل شہنشاہ فرخ سیر نے بنوایا تھا اور جالیوں سے باہر مشرق کی طرف حضرت کی پرانی مسجد کی غربی دیوار کے نیچے حضرت مولٰینا فخرالدین چشتی نظامی مجدد سلسلہ نظامیہ کا مزار ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ العالم
مسعود الدین فرید گنج شکرؒ
تیسرا چشتی گل

حضرت ملتان میں مسجد میں بیٹھے کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے کہ ایک درویش وہاں آئے۔ اور مسکرا کر پوچھا کیا پڑھ رہے ہو؟

فرمایا۔ "نافع"۔ کتاب سے نظر اٹھا کر دیکھا۔ درویش سے آنکھیں چار ہوئیں۔ اور حالت بدل گئی۔ اور درویش کے قدموں میں سر رکھ دیا۔

حضرت نے درویش سے پوچھا آپ کون ہیں؟

انھوں نے جواب دیا۔ قطب الدین بختیار۔

آپ دہلی روانہ ہوئے۔ بابا صاحب بھی ہمراہ۔

بیعت دہلی میں آکر آپ کو مشائخ کے مجمع میں مرید کیا۔ اور حضرت سے مجاہدے کرانا شروع کئے۔ کچھ دن بعد دہلی سے ہانسی چلے گئے اور وہاں مجاہدے کرتے رہے۔ پھر دہلی آئے اور حکم ہوا۔ "اوچ"۔ مجاہدے کے لئے۔ حضرت کو خلافت عطا فرمائی گئی۔

Marfat.com

یوں درج ہے دہلی میں حضرت اجمیری تشریف فرما ہوئے۔ حضرت بختیار کاکی نے فرمایا۔ مسعود دادا پیر کے قدموں کو چھوؤ۔ حضرت گنج شکر اپنے پیر بختیار کاکی کے پیروں پڑے۔ آپ نے دوبارہ، سہ بارہ فرمایا مگر حضرت گنج شکر اپنے پیر کے قدموں کو چھوتے رہے۔ حضور اجمیری نے فرمایا "مسعود خوب کردی۔"

دوسرا قصہ آپ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے اپنی مصیبت بیان کی۔ میری بیوی ڈاکو چھین کر لے گئے۔ اس وقت سے کھانا چھوڑ رکھا ہے۔ حضرت نے اس سے فرمایا۔ میں دعا کروں گا تمہاری بیوی مل جائے گی تم کھانا نہ چھوڑو۔ چنانچہ اس نے کھانا کھا لیا۔ ایک روز وہ حضرت کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص شاہی سپاہیوں کی حراست میں ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے حاضر ہوا اور حضرت سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا ہم دعا کریں گے۔ ہمارے اس مہمان کو اپنے ساتھ دہلی لے جاؤ اور رہا ہونے کے بعد اس مہمان کو ایک لونڈی دلوا دینا اس شخص نے جواب دیا بسر و چشم اس کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ وہ شخص حضرتؒ کے مہمان کو لے کر دہلی گیا۔ بادشاہ کے سامنے پیشی ہوئی۔ بادشاہ نے بے قصور پایا اور رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد اس شخص نے بازار سے ایک خوبصورت لونڈی خریدی اور مہمان کے حوالے کر دی۔ مہمان نے دیکھا یہ اسکی بیوی ہے جس کو ڈاکو چھین کر لے گئے تھے۔

حضرت بختیار کاکیؒ کے وصال کے وقت آپ دہلی نہ تھے۔ حضرت نے وصیت فرمائی۔ تمام تبرکات مسعود کو دیے جائیں۔ آپ تبرکات لے

Marfat.com

پہلے ہانسی پھر اجودھن (پاکپتن شریف) تشریف لے گئے۔

حضرت بابا صاحب سے تین سلسلے چلے ہیں۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ

سلسلہ جمالیہ

سلسلہ صابریہ

بہشتی دروازہ

حضرت بابا صاحب کی تدفین کے وقت حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر فرمایا۔ دیکھو حضورؐ تشریف لائے ہیں۔ اور فرمایا جو اس دروازہ سے گذرے گا امن پائے گا۔

Marfat.com

مجبوب الٰہی

حضرت نظام الدین اولیاءؒ

دہلی شریف

پیدائش آپ بدایوں میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم مبارک "سید محمد ہے ۵ برس کی عمر میں یتیم ہوگئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے سوت کات کات کر آپ کو پالا۔ حضرت جب بدایوں سے فارغ التحصیل ہوگئے تو آپ کی والدہ آپ کو دہلی لائیں۔ اور حدیث کی تکمیل کرائی۔

حضرت باباصاحبؒ کی خدمت بعد میں آپ اجودھن (پاک پٹن) حضرت گنج شکر کے پاس پہنچے تو آپ نے گلے لگا لیا۔ اور یہ شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دل ہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جاں ہا خراب کردہ

تیرے فراق کی آگ نے دل کو کباب کر دیا ہے۔ تیرے شوق کے سیلاب نے جان کو خراب کر دیا۔

Marfat.com

خلافت حضرت بابا نے خلافت عطا فرمائی اور سند بھی۔ د حکم کر سند جہاں ہانسوی سے تصدیق کرائیں) دہلی تشریف لائے۔ دہلی میں بیعت کے لئے لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔

امیر خسرو کی بیعت کا قصہ:۔ امیر خسروؒ کے والد امیر سیف الدین محمود اپنے دونوں بیٹوں کو بیعت کے لئے لے گئے۔ مگر خسروؒ نے کہا کہ آپ میرے بڑے بھائی کو بیعت کرالیں میں بعد میں ہو جاؤں گا۔ دروازے کے باہر بیٹھ کر دل میں کہا اگر حضرت خواجہ میرے اس شعر کا جواب دیں گے تو میں پھر جا کر غلام ہوں گا۔ شعر یہ تھا۔

تو آں شاہے کہ بر ایوان قصرت
کبوتر گر نشیند باز گردد
غریبے مستمندے بر در آید
بیاید اندروں یا باز گردد

یکایک حضرت کا خادم باہر آیا اور کہا کہ حضرت نے یہ شعر پڑھنے کا مجھے حکم دیا ہے۔

بیاید اندروں مرد حقیقت
کہ با ما یک نفس ہمراز گردد
اگر ابلہ بود آں مرد ناداں
ازاں راہے کہ آمد باز گردد

بس پھر کیا تھا دیوانوں کی طرح اندر گیا۔ میں نے دوڑ کر حضرت کے قدموں

Marfat.com

ں سر رکھا اور بیابیا اے مردِ حقیقت ایں جا بیا دیک نفس باما ہمراز بشو اور
یت سے مشرف فرمایا۔

اردو کی بنا حضرت کے فرمان پر خسرو کی تگ و دو کا نتیجہ ہے اسی
لئے ہندو چڑتے ہیں کہ یہ تو موسلوں کی زبان ہے حالانکہ وہ بھی بولتے یہی
زبان ہیں۔

غیاث الدین تغلق غیاث الدین تغلق نے بنگالہ کی فتح کے بعد قاصد کو خط دیا کہ حضرت خواجہ صاحب کے پہنچاؤ۔ جس میں
لکھا تھا کہ میں دہلی آؤں تو آپ کو دہلی نہ دیکھوں۔

جب یہ خط حضرت کو سنایا گیا تو آپ نے اسی خط پر لکھوایا " ہنوز دلّی
دور است" اور قاصد سے کہا کہ غیاث الدین کو جا کر دے دو۔ بادشاہ نے
جب پڑھا تو غصّے سے کانپ اٹھا۔

افغان پورہ میں اپنے بنوائے ہوئے مکان میں پہنچا۔ مکان دیکھ کر
خوش ہوا۔ اپنے ہاتھی منگوائے۔ مگر ہاتھیوں کے بوجھ سے مکان بیٹھ گیا
اور بادشاہ ساتھ دفن ہوگیا۔ " ہنوز دلی دور است "

(مرشدم نظام الملت کی خدمت میں صدر ایوب خان نے مشائخ کانفرنس
کی صدارت کے لئے خط لکھا تاکہ آپ اس "بخشش" سے راضی ہو
جائیں گے۔ آپ نے اسی خط پر یہ شعر لکھ کر سپرد ڈاک کر دیا۔

برو ایں دام بر مرغے دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ)

Marfat.com

قطب الدین خلجی

حضور سے مخاصمت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ اس کا پیشاب بند ہو گیا۔ (آوارہ بادشاہ تھا) ماں نے کہا حضرت کے پاس چلو۔ ناراضگی معاف کراؤ اور دعا لو۔ آرام ہو جائے گا۔ مگر بادشاہ بضد۔ آخر کار جب تکلیف بڑھ گئی تو حضور کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا تم اپنی بادشاہی کی سند، اپنے امرا وزرا کے دستخطوں سے میرے پاس بھیجو گے تو دعا کی جائے گی۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں سند حضور کی خدمت میں بھیجی گئی۔ حضور نے وہ سند واپس کر دی اور فرمایا اس کو پھاڑ دو پیشاب آجائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ مگر بادشاہ کے حواری غلط قسم کے آدمی تھے۔ یہ طے پایا کہ سلطان المشائخ چشتی ہیں اور ملتان کے شیخ رکن عالم سہروردی ہیں۔ لہٰذا اس طرح سلطان المشائخ کا زور ٹوٹ جائے گا۔ مگر یہ تجویز بھی ناکام رہی کیونکہ شیخ رکن الدین سہروردی ملتانی خود حضور (سلطان المشائخ) کا دم بھرنے لگے۔

بادشاہ نے ایک ہندو لڑکا رکھا ہُوا تھا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ ایک روز بادشاہ نے حکم صادر کیا کہ ہر چاند رات کو تمام بزرگان دہلی میرے سلام کے لئے آئیں۔ سلطان المشائخ نے فرمایا چاند رات ہوگی تو دیکھا جائے گا۔ اسی رات اس ہندو لڑکے نے جس کا نام بعد میں خسرو خان بنا قطب الدین خلجی کو قتل کر دیا۔ اور خود تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے ناصر الدین محمود کا لقب اختیار کیا۔ یوں قطب الدین خلجی کی زندگی میں نہ چاند رات آئی اور نہ دہلی کے بزرگان کو اس کی حاضری دینا پڑی۔

Marfat.com

سلطان المشائخ اور سلسلہ نظامیہ چشتیہ

آپ کے اس سلسلہ کو حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی نے وسعت دی اور پھر حضرت نظام الدین اورنگ آبادی اور مغل دور کے آخری حکمرانوں کے وقت حضرت مولٰنا فخر الدین اورنگ آباد سے دہلی تشریف لائے اور سلسلہ نظامیہ چشتیہ کے مجدد ثابت ہوئے ۔

Marfat.com

محبوبِ الٰہی
حضرت مولانا فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش

سنہ ۱۱۲۶ھ حضرت نظام الدین اورنگ آبادیؒ کے گھر کو روشن فرمایا۔ اور حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کی دعاؤں کا ثمرہ ملا۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ، حضرت نظام الدین اورنگ آبادیؒ کے مرشد ہیں۔

حضرت نظام الدین اورنگ آبادیؒ کی خدمت میں نظام اول حاضر ہوا۔ عرض کیا۔ دکن کی گورنری دلا دیں۔ حضور نے سات بیسنی روٹیاں اور ان میں ایک ہڈی پرو کر بطور مہماناں کے بھیجی۔ مقصد یہ کہ سات پشت تک یہ ہڈی چچوڑتے رہو گے۔ قدرت اللہ اور بزرگوں کا فرمان میر عثمان علی خاں نظام سابع یعنی ساتواں نظام اور نظامتِ دکن اس پر ختم۔

تعلیم اور خلافت

آپ نے اپنے والد بزرگوار اور دیگر اساتذہ اورنگ آباد دکن سے تعلیم حاصل کی۔ البتہ باطنی تعلیم نظام الدین اورنگ

Marfat.com

آبادیؒ اپنے والدِ محترم سے اور اسی طرح خرقہ ولایت و خلافت گیارہ سال کی عمر میں ملا۔ آپ ۱۱۶۵ھ دہلی تشریف لائے۔ یعنی اپنے والد بزرگوار کے وصال کے ۲۳ سال بعد۔ اور سلسلہ نظامیہ چشتیہ کے مجدد ثابت ہوئے۔

اس زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی بہت بڑے عالم اور جگت استاد دہلی میں موجود تھے۔ جن کو حضرت مولینا فخر دہلوی کی ترقی اچھی نہ لگی اور انھوں نے ایک رسالہ لکھا جس میں یہ اعتراض تھا کہ چشتیہ سلسلہ حضرت علیؓ تک متصل نہیں ہوتا کیونکہ خواجہ حسن بصریؒ حضرت علیؓ کے زمانہ میں بہت کم عمر تھے۔ اور کم عمری میں ان کو روحانی خلافت کیوں کر مل سکتی تھی؟

اس کے جواب میں حضرت مولینا فخر جہاںؒ نے ایک مدلّل محققانہ رسالہ "فخر الحسن" کے نام سے عربی میں لکھا اور عالمانہ انداز میں ثابت کیا کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حضرت علیؓ کے زمانہ میں کم عمر نہیں تھے۔ اور روحانی خلافت کی اہلیّت رکھتے تھے۔

اس رسالہ کے شائع ہوتے ہی دہلی اور ہندوستان کے علماؔ اور مشائخ میں حضرت مولانا فخر صاحبؒ کی دھوم مچ گئی۔ اور حضرت مولانا فخر صاحب کی رُوحانی تعلیم نے سلسلہ چشتیہ کو چار چاند لگا دیئے۔ بہادر شاہ ظفر آپ کے مرید تھے۔ انھوں نے لکھا

ے غلامِ قطب الدین ہوں، خاکپائے فخر الدین ہوں
ظفرؔ اگرچہ شاہ ہوں مگر غلام کمترین ہوں

دہلی میں قحط:- حضرت فخر جہاںؒ کی موجودگی میں ایک دفعہ دہلی میں سخت قحط پڑا۔ قبلہ عالمؒ اپنے پیر کی خدمت میں آئے ہوئے تھے لنگر میں کم مہینہ کا جس سے سر اٹکی

Marfat.com

زبان میں "ڈلیھا" کہا جاتا ہے، پکایا جاتا تھا۔ ان دنوں دہلی میں فتنہ و فساد تھا۔ نظام حیدر آباد دکن آپ کے عقیدت مندوں میں سے تھا۔ چھ چھ سات سات ہزار کی ہنڈیاں آتی تھیں۔ اس سے درویش خوش ہوتے تھے کہ اب خوب پیٹ بھر کر روٹی نصیب ہوگی۔ مگر وہ ایام قحط کے تھے۔ اب جو ہنڈی آتی تھی آپ اس کا روپیہ طبقہ امرأمیں تقسیم فرماتے تھے اور فقراء کے واسطے وہی ڈلیھے اور جو کا ٹکڑا۔ کسی نے ہنستے ہوئے عرض کیا کہ ہنڈی کا نام سنتے ہی دل باغ باغ ہو جاتا ہے مگر ملتا کچھ بھی نہیں۔

آپ نے فرمایا۔ امیروں کا حق فقیروں سے زیادہ ہے کیونکہ فقیر تو بھیک مانگ کر پیٹ بھر لیں گے امیر لوگ مر جائیں گے مگر چار دیواری سے باہر قدم نہیں نکالیں گے۔

جب حضرت قبلہ عالم مرخص ہوئے اور حضرت مولانا فخر جہاںؒ نے فرمایا کہ "دیکھی دلی کی بھوک۔" پھر بھی آؤ گے؟ عرض کیا حضور کو خدا سلامت رکھے ہم جم جم آئیں گے۔

حضرت گنج شکر کی حاضری

قدرے تذکرہ حضرت قبلہ عالمؒ کے سوانح میں بھی ہے۔ مکرّر عرض ہے کہ حضورؒ پاپیادہ دہلی سے پاکپتن روانہ ہوئے۔ جہاں تھک گئے آرام فرما لیا۔ پیروں میں چھالے پڑ گئے مہندی لگائی پھر روانہ۔ سینکڑوں میل کا سفر۔ پہلے پانی پت قیام فرمایا۔ کئی روز میں لاہور پہنچے۔ لاہور میں آرام فرمانے کے بعد آپ پاکپتن کی طرف روانہ ہوئے۔

Marfat.com

پاک پتن شریف سے کچھ فاصلہ پر اپنے جوتے اتار ننگے پیر دربار گنج شکر
پنچے۔ تقریباً دو ماہ گیارہ دن قیام فرمایا۔ اگر بعیت کے لئے کوئی آتا تو
آپ قبلہ عالم کے سپرد فرماتے۔

دیوان حضرت خواجہ محمد یوسف صاحبؒ نے مولینا صاحب کے ہر آرام
کا پورا پورا خیال فرمایا۔ اس کے بعد آپ واپس دہلی تشریف فرما ہوئے۔

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

ایک درویش حضرت فخر جہاں حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی کی خدمت
میں حاضر رہتا تھا۔ اس شعر کے واسطے استفسار کیا کہ یا حضرت! اس شعر
کا کیا مطلب ہے۔ حضرت خواجہ ممدوح نے فرمایا کہ درست ہے۔
سالک اگر کہہ دے کہ تو سجادہ کو شراب سے رنگین کر دے تو کرنا چاہیے
کیونکہ سالک سلوک سے باخبر ہوتا ہے

اس درویش نے عرض کیا کہ غریب نواز مصلے پاک چیز ہے اور
شراب ناپاک چیز اس پر کیوں کر ڈالی جائے۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔
خواجہ فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہاری سمجھ میں آجائے گا۔
اس واقعہ کو سال دو سال گذر گئے۔ وہ درویش بدقسمتی سے ایک
طوائف پر مفتون ہو گیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر حضرت مولانا فخر جہاںؒ تک پہنچ
گئی۔ انھوں نے اس درویش صفا کیش کو خلوت میں بلوایا اور کیفیت
دریافت کی۔ درویش نے تمام حال عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا عشق

Marfat.com

بڑا جہیز ہے۔ اگر تم اس عورت کے ہاں رہنا چاہتے ہو تو بیس پچیس روپے
خرچ ہوں وہ ہم تم کو اپنے ہاں سے دیں گے۔

درویش نے اس بات کو استعجاب سے سنا اور نہایت شرمندہ ہو کر کہا حضور! زنا کس طرح کروں؟ آپ نے فرمایا ہم تم کو زنا کا نہیں کہتے۔ اگر خرچ کی ضرورت ہو تو ملاقات کے لئے روپیہ دے دیں گے اس نے کہا نہ غریب نواز۔

؎ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

فقیر اٹھ کر چلا گیا۔

ہفتہ عشرہ کے بعد حضور کو اطلاع ہوئی کہ فقیر سخت بے قرار ہے آپ نے یاد فرمایا تو اس نے گریہ شروع کر دیا اور اس امر کی اپیل کی میری شادی اس عورت سے ہو جائے۔ آپ نے فرمایا بابا! اگر خرچ کی ضرورت ہو تو لے جاؤ شادی میرے اختیار میں نہیں۔ درویش اس مرتبہ بھی چلا گیا۔ جب سب لوگ سو گئے تو درویش اپنی محبوبہ کے پاس پہنچا۔ ایک دوسرے سے وطن کا حال پوچھا۔ وہ عورت بلخ کی رہنے والی تھی اور نوجوان بھی بلخی تھا۔ رہائش، محلہ وغیرہ کا پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ عورت تو اس فقیر کی منکوحہ ہے۔ سبب مفارقت یہ تھا کہ مرہٹوں کی لڑائی میں یہ عورت گرفتار ہوئی تھی اور یہاں طوائفوں نے خرید لیا تھا۔ دونوں منہ پھاڑ پھاڑ کر روئے۔ صبح کو فقیر خدمت حضور میں آیا اور خلوت میں کیفیت ملاقات بیان کرتے ہوئے عرض کی غریب نواز وہ تو میری منکوحہ نکلی۔ حضرت نے فرمایا۔ اب تم کو حافظ

Marfat.com

کے اس شعر کا عقدہ کھلا۔ کہ

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

تم کو زنا نظر آتا تھا۔ میں زنا کی اجازت کیسے دے سکتا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ تمہاری نذر جب ہے۔

شاہجہاں کی مسجد جھیل پر

اجمیر شریف کے راستہ جھیل کے کنارے ایک عالی شان مسجد بنی ہوئی ہے جہاں ہندوؤں کے بھی بہت سے مندر ہیں اور ہزاروں لاکھوں جاتری اس تیرتھ پر آتے ہیں۔

شاہجہاں بادشاہ نے بھی ایک عالیشان مسجد بنوائی اور سردی کے موسم میں ہندو لوگوں کا میلہ ہوتا ہے اور اجمیر شریف میں جیسا کہ گیارہ سو گھر مجاوروں کے ہیں اسی طرح گیارہ سو گھر اسی جھیل پر برہمنوں کے ہیں۔

مولوی خدا بخش جی نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ فخرؒ صاحب بھی اس میلہ پر گئے تھے۔ فرمایا کہ آپ نے ایک مفلس برہمن سے تیرتھ کرایا اور گیارہ مہر طلائی اس کو دیں۔ رات کو جب سب برہمن جمع ہوئے تو ہر ایک نے اپنی اپنی پیداوار کا ذکر کیا۔ اس مفلس برہمن نے بھی اپنا تذکرہ کیا۔ سب حیران ہوئے کہ ایسا کون سخی مرد تھا جو گیارہ مہر طلائی ایسے برہمن کو دے گیا جسے ایک روپیہ بھی مشکل سے وصول ہوتا تھا۔ برہمن نے کہا وہ صورت میں ججمان لیکن اصل میں بھگوان تھا۔

Marfat.com

ان سب نے کہا ہمیں دکھلاؤ۔ دوسرے دن وہ برہمن حضرت سے پھر ملا
دعوت کا اصرار کیا۔ حضرت نے معذرت چاہی۔ آخر وہ برہمن حضرت کے
پیچھے ہولیا تاکہ دیکھے کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔

حضرت فخر صاحب مسجد میں پہنچے۔ وہ برہمن بھی مسجد میں داخل ہوا
اور بولا کہ واہ بھئی تم مسلمان ہو۔ حضرت نے جواب دیا الحمد للہ۔
وہ برہمن فوراً مسلمان ہو گیا۔

حضرت قبلہ عالمؒ کے پاس ہر حضرت مولانا فخر عالم کی عطیہ ایک گدڑی (مرزائی) چھینٹ کی اس میں روئی بھری ہوئی ہے اور سردیوں میں استعمال ہوتی ہے۔ جس کی آستینیں دراز تھیں۔ اور ایک پگڑی زرکنار بطور تبرکات ملی تھیں جب بہت ضرورت ہوتی یا کوئی بیمار ہوتا تبرکات نکال کر اوڑھا دیا کرتے یا بیمار کے سر پر رکھ کر دعا مانگتے۔

مزار مبارک پرانی دہلی میں قطب مینار کے قریب حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کے پاس حضرت کی پرانی مسجد کی غربی دیوار کے نیچے آپ کا مزار ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

چاہیں جسے وہ دولت کونین بخش دیں
یہ بات کیا ہے ان کی سخاوت کے سامنے

پیدائش وخاندان:۔ آپ ۲ اپریل ۱۹۳۰ء کو دنیا میں تشریف فرما ہوئے۔ موضع چوٹالہ جو مہار شریف کے چند کوس فاصلہ پر ہے۔ حضرت نے ملک ہندال کھرل کے گھر کو رونق بخشی۔ آپ کا اسمِ مبارک سہیل تجویز ہوا۔ آپ کے تین بھائی ملک سلطان ملک برہان اور ملک عبدل تھے۔ چٹالہ سے نقل مکانی فرما کر مہار شریف آباد ہوئے۔

تعلیم وتربیت حافظ محمد مسعود مہار سے قرآن پاک پڑھا اور حفظ فرمایا۔ علم حاصل کرنے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔

Marfat.com

آپ مختلف مکاتب سے پیاسِ علم بجھاتے بجھاتے دہلی پہنچے اور نواب غازی الدین خان کے مدرسہ میں میاں حافظ برخوردار جیؒ سے تعلیم کا آغاز فرمایا ۔ مگر کچھ عرصہ بعد یہ سلسلہ منقطع ہوگیا ۔ آپ سخت پریشان ہوئے ۔ ایک دوست حافظ محمد صالح نے حضرت مولٰنا فخرؒ جو کچھ عرصہ قبل دکن اورنگ آباد سے دہلی تشریف لائے اور آپ کے علم کا چرچا شروع ہوگیا تھا ، کی خدمت میں جانے کیلئے مشورہ دیا ۔ لہذا آپ مولٰنا کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ دالان کے سامنے حضور فخرجہاں مولٰنا تخت پوش پر تشریف فرما تھے ۔ ادھر اپنی حالت میلے کپڑے ، بال بڑھے ہوئے ۔ حاضر ہوا ۔ حضرت نے معانقہ فرمایا اور اپنے پاس بٹھا لیا ۔ پوچھا کہاں سے آئے ہو ۔ عرض کیا پاک پتن کے قریب کا ہوں ۔ پاک پتن شریف کا نام سنتے ہی آپ انتہائی محبت میں آگئے ۔ آنے کی وجہ پوچھی ۔ میں نے حصول علم کا تذکرہ کیا ۔ آپ نے فرمایا پہلے کہاں پڑھتے رہے ۔ عرض کیا میاں برخوردار جی کے پاس ۔ فرمایا میں نے عرصہ سے سلسلہ درس و تدریس بند کر رکھا ہے ۔ بہتر یہ ہے کہ ان کے ہاں اپنا سلسلہ تعلیم جاری رکھو ۔ تکرار کیلئے آجایا کرو ۔ میں نے عرض کیا ۔ "عرصۂ مابیں بسیار است و مسافت بعید ۔ رفتنِ ما دریں آمد و رفت ضائع خواہد شد ۔"

آپ نے مسکرا کر فرمایا ۔

ما برائے وصل کردن آمدیم
نے برائے فصل کردن آمدیم

Marfat.com

آپ نے نوازش فرمائی اور سلسلۂ تعلیم جاری فرما دیا۔ قطبی ہی پڑھی تھی کہ علم ظاہری اتنا ہی کافی ہے۔ اب اس علم کی طرف آجاؤ جس کی اصل ضرورت ہے۔ یعنی علم باطنی۔

بیعت سلطان المشائخ کے عرس مبارک پر آپ مولانا فخرالدین فخرجہاں کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ سب سے پہلے دہلی میں حضرت مولانا سے بیعت کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا۔ حضرت مولانا ۱۷۵۱ء میں اورنگ آباد سے دہلی تشریف فرما ہوئے تھے۔ چھ ماہ کے عرصہ میں آپ کو بیعت سے نوازا گیا۔

پاک پتن شریف کا سفر حضرت مولانا فخر جہاںؒ نے پاک پتن شریف جانے کا پروگرام مرتب فرمایا اور آپ کو بھی ہمراہ لیا۔ یہ سفر حضرت مولاناؒ نے پاپیادہ کیا۔ پیروں میں چھالے پڑ گئے۔ مہندی لگائے پانی پت پھر لاہور بعد میں پاک پتن شریف پہنچے۔

اس وقت دیوان صاحب حضرت خواجہ محمد یوسفؒ صاحب تھے۔ آپ کو حکم فرمایا کہ اپنی والدہ ماجدہ کے ہاں مہار شریف جائیں۔ حکم کی تعمیل میں اپنی والدہ ماجدہ کی قدم بوسی فرمائی۔ کچھ عرصہ مہار شریف میں قیام کے بعد حضرت مولاناؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ برج نظامی میں قیام پذیر تھے اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔

اس زمانہ میں جو کوئی حضرت مولانا صاحبؒ کے مرید ہونے کے لئے آتا آپ قبلہ عالم کے پاس بھیج دیتے۔ فرماتے آپ کی بیعت مری بیعت ہے

Marfat.com

آپ نے حضرت مولینا کے ہمراہ تقریباً اڑھائی ماہ پاکپتن شریف میں گذارے اور پھر اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ دہلی پہنچے۔

خلافت تحصیل و تکمیل کمالات باطنیہ کے حضرت مولینا نے خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔ اور مہار شریف قیام کا حکم فرمایا۔ حضرت مولینا یہ شعر پڑھا کرتے۔

تن مٹی من جھرنا سرت بلووں ہار
مکھن لے گیا پنجابی چھاچھ پیو سنسار

آپ ہر چھ ماہ مہار شریف اور چھ ماہ دہلی شریف اپنے پیر و مرشد کے پاس رہتے۔ حضرت مولینا صاحبؒ نے چونتیس سال دہلی میں قیام فرمایا

آپ کی نظر میں اثر آپ کی نظر اثر میں وہ تاثیر تھی کہ جس پر ایک دفعہ توجہ ہوئی وہ ہر دو جہاں سے آزاد ہو گیا۔ ایک دفعہ چودھواں تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا باشندہ ساہوکاران کے قرض سے ازبس لاچار اور خوار ہو گیا یہاں تک کہ اسے وطن چھوڑنا پڑا اور لنگر شریف حضرت قبلہ عالم میں جا کر کاروبار کرنے لگا۔ اس قدر محنت و جانفشانی سے خدمات بجا لایا کہ حضرت قبلہ عالم خود اس کی خدمت گزاری اور محنت و مشقت سے ازبس مسرور ہوئے۔ جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ حضور پر نور اس کے حال پر مہربانی کی نظر رکھتے ہیں تو ایک دن اپنا حال خستہ عرض کیا کہ کس طرح ساہوکاروں کے قرض سے بھاگ کر آیا ہے اور نظر عنایت کا طالب ہے۔

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے وطن جاؤ اور قرض خواہوں سے ہوکر یہاں تمہارے واسطے روپیہ لایا ہوں آؤ میرے ساتھ فیصلہ کرو۔ چنانچہ وہ صادق الاعتقاد حضرت کے فرمان کے مطابق اپنے گھر گیا۔ اور ساہوکاروں سے کہا اپنی بہی کھاتہ لاؤ اور میرے ساتھ حساب کا فیصلہ کرو۔ جب ساہوکار اپنی حساب کی کتاب (چاپت) لائے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کسی جگہ اس آدمی کے ذمہ کوئی حساب درج نہ تھا۔

(اس سے مجھے وہ واقعہ یاد آیا۔ میرے دادا کے بھائی گل محمد خاں مرحوم ڈیرہ اسماعیل خان میں پولیس انسپکٹر تھے۔ انگریزوں کا عروج تھا۔ ایک ملزم ہتھکڑی سامنے لایا گیا۔ پوچھا تمہارا نام؟ ملزم نے کہا "اللہ بخش"۔ یہ نام سنتے ہی اس کی ہتھکڑی اتاری اور آزاد کر دیا کہ میرے پیر کے نام والا ہو اور ہتھکڑی لگے حکومت وقت نے انسپکٹر کو معطل کر دیا۔ مقدمہ چلا۔ نہ انگریزوں کو مثل ملی نہ کارروائی ہوسکی۔ بالآخر انسپکٹر کو وزیراعظم لس بیلہ بنا دیا اور دیوان گل محمد کہلائے جب دادا (انسپکٹر) تونسہ شریف حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ "گل محمد ایسی غلطی نہ کیا کرو"۔ الماری کھلوائی۔ مثل موجود۔ فرمایا۔ اسے جلا دو۔)

مقروض اپنے قرض سے سبکدوش ہوکر پھر اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا اور پہلے سے زیادہ لنگر شریف کے کاروبار میں مصروف ہوگیا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ حضور تمہارے اوپر زیادہ توجہ فرماتے ہیں۔ لہذا حضرت سے کچھ پڑھ بھی لیا کرو۔ پس وہ بغدادی قاعدہ لے کر حضرت کی خدمت اقدس

Marfat.com

میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہو الف۔ اس نے الف کہا۔ اس پر اس قد
جذبۂ عشق طاری ہوا کہ ہر وقت اس کی زبان پر الف۔ الف۔ الف جاری رہتا
اسے ب کا حرف بتلایا گیا تو وہ اسی الف پر مست رہا۔ چند روز بعد اس
کی حالت مجذوبوں کی سی ہوگئی۔ ہر وقت زبان سے الف الف جاری رہتا
اس لئے اس کا نام الفو پڑ گیا۔

چنانچہ ایک دفعہ ایک کتیا کا بچہ بغل میں دبائے پھرتا تھا۔ اور رات
کو وہ بچہ لے کر مسجد میں سو رہا۔ لوگوں نے حضرت قبلہ عالم کی خدمت
میں یہ کیفیت بیان کی۔ آپ نے فرمایا تم بکری کا بچہ اس کے حوالے کر دو
اور کتیا کا بچہ دور کر دو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ الفو نے بھی کوئی تعرض
نہ کیا اور بکری کا بچہ لئے پھرتا۔

میاں الفو بہاول پور جا نکلا۔ اس وقت اس کی ظاہری حالت نہایت
ابتر تھی۔ ایک مولوی صاحب جو حضرت کا غلام تھا اور مولوی صاحب اس
الفو کو بھی جانتا تھا اپنے پاس ٹھہرا لیا۔

پاک پتن شریف میں حضرت قبلہ عالم کا ایک مرید نیک مرد تھا۔ اس
کی ایک لڑکی تھی۔ اس نیک مرد کے اجل آگئی اور لڑکی رونے پیٹنے لگی کہ
مجھے کس کے حوالہ کر کے جاتے ہو۔ اسی اثناء میں وہ نیک مرد کلمہ پڑھ کر
اٹھ بیٹھا اور لڑکی کو تسلّی دیتے ہوئے کہا۔ اچھا نہیں مرتا۔ پھر اس لڑکی
کا نکاح کر دیا۔

بعہد سلطنت رنجیت سنگھ، دیوان صاحب سجادہ نشین پاک پتن،

Marfat.com

اس علاقہ کا اجارہ دار تھا اور اجارہ دار کی رقم کثیر خسارہ میں تھی۔ سرکاری ملازمین کی طرف سے سخت تقاضہ تھا۔ اس نیک مرد کا چرچا عام تھا۔ حضرت دیوان صاحب نے دعا کی درخواست کی۔ اس درویش نے کہا دو باتوں کا وعدہ کرو تو میں دعا کرتا ہوں۔

ایک یہ کہ آباد چاہ معہ اراضی متعلقہ میرے داماد کے تملیک کر دیں۔ دوسرا یہ کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر حضرت گنج شکرؒ کے دروازہ پر بنا کر بے نشان اور لیامیٹ کر دی جائے۔

دیوان صاحب نے وعدہ کیا۔ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے اجارہ کا خسارہ معاف ہو گیا اور اہلکار رہا ہو کر آ گئے۔

دیوان صاحب نے ایک چاہ معہ اراضی درویش کے داماد کے حوالہ کر دیا۔ فقیر نے اپنی لڑکی سے کہا اب تیرا بیاہ کر دیا اور وجہ معاش بھی ہو گئی۔ راضی ہو جا کہ میں مر جاؤں کیونکہ میں تنگ ہوں۔ ملا کو بلایا کہ میرے سرہانے سورۃ یٰسین پڑھو۔ خود چادر تان کر سو گیا۔ جب ملا سورہ یٰسین پڑھ چکا دیکھا تو فقیر جان، جان آفرین کے سپرد کر چکا ہے۔ اسکی بے نشان قبر دروازہ پر بنائی گئی۔

حضرت قبلہ عالم مہاروی کے مریدوں میں ایک شخص عارف شاہ تھا۔ جس کو عارف شاہ چرخی والا کہتے تھے۔ سفر میں وہ حضرت قبلہ عالم کے گھوڑے کے آگے آگے دوڑتا جاتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ راستہ میں جاتے جاتے کبھی پھر کر حضرت کی طرف دیکھتا اور نعرہ مار کر بیہوش

Marfat.com

ہو جاتا۔ دو تین گھنٹہ اسی حالت میں پڑا رہتا۔ بڑا عاشق تھا۔ اکیلے جب اس
میں کوئی اس کو ملتا تو پوچھتا تم نے حضرت قبلہ عالم کو دیکھا ہے۔ اگر کو
کہتا ہاں۔ تو پھر پوچھتا آپ رح کی آنکھیں کیسی ہیں؟ نعرہ مارا پھر بیہوش ہو گئے
اس کی قبر پاک پتن شریف اور مہار شریف کے راستہ میں ہے۔

ایک دفعہ پیر پٹھان حضرت اعلیٰ شاہ محمد سلیمان رح فاتحہ کے لئے اس کی
قبر پر گئے۔ حضرت مہاروی رح ہمراہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مہاروی حضرات
اس کی قبر پر نہ جائیں۔ آپ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ یہ شخص اس قدر عاشق
اور دلیر ہے کہ چاہے تو اپنے پیر و مرشد کی تعظیم کے لئے قبر سے نکل آوے۔
اس لئے اس کی قبر پر نہیں جانا چاہئے تاکہ شریعت کا پردہ قائم رہے۔

خلفاء آپ کے بے شمار خلفاء تھے جنہوں نے تونسہ شریف۔ ملتان شریف
حاجی پور شریف۔ چاچڑاں شریف وغیرہ کو سیراب فرمایا۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح

حضرت خواجہ مولینا نور محمد صاحب رح ناروال

حضرت خواجہ محمد عاقل صاحب رح کوٹ مٹھن

حضرت خواجہ حافظ محمد جمال رح ملتانی

حضرت خواجہ نور الصمد شہید رح مہاروی

مولوی خدا بخش صاحب رح جیو

حافظ غلام حسن رح جیو

مولوی محمد مسعود رح جیو

Marfat.com

حافظ غلام محمدؒ وغیرہ آپ کے بے شمار خلفاء ہیں۔

سجادہ نشینان

حضرت خواجہ نور الصمد شہید

حضرت خواجہ نور احمد مہاروی

حضرت خواجہ محمود مہاروی

حضرت خواجہ میاں نور بخش مہاروی

حضرت میاں نور جہانیاں مہاروی

حضرت میاں محمد یوسف مہاروی

حضرت میاں محمود بخش مہاروی

حضرت میاں نور جہانیاں صاحب مہاروی مدظلہ العالی

مرشد کی نظر میں

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جیسا کہ صحابہؓ کرام کو حاصل تھی ویسی ہی اربابِ حال اور محبان ذوالجلال کو اب بھی حاصل ہے۔

کسی نے حضرت مولٰنا فخر صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ "رسول شاہی" ایک فرقہ لکھنؤ میں ہے۔ ان میں سے ایک شخص ہے۔ ہزار روپیہ لیتا ہے اور زیارتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کرا دیتا ہے۔ آپ نے متبسم ہوکر فرمایا کہ ہمارا ایک آشنا نور محمدؒ نامی پنجاب میں ہے۔ وہ لیتا کچھ نہیں اور خدا دکھا دیتا ہے۔

Marfat.com

تعلیمات

عاشق کا دل محبت کی آگ کا آتشکدہ ہے (سوائے حق) جو اس کے دل میں آتا ہے جل کر خاکستر و ناپید ہو جاتا ہے۔ کیونکہ آتش محبت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی آگ نہیں۔

چھوٹی ندیوں اور نہروں سے جب پانی بہتا ہے تو اس کا شور سنائی دیتا ہے۔ لیکن جب وہ دریا سے مل جاتا ہے تو پھر ان کا شور باقی نہیں رہتا۔

میں نے اپنے مولینا سے سنا۔ فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ کے ایسے دوست بھی ہیں کہ اگر ایک لمحہ دنیا میں غفلت کا پردہ ان پر پڑ جائے تو وہ نیست و نابود ہو جائیں۔ سعدی فرماتے ہیں۔

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش
عذر بدرگاہِ خدا آورد

عارفوں کا ایک مقام ایسا ہے کہ جب اس مقام پر پہنچتے ہیں تو جہان اور جو کچھ جہان میں ہے وہ اپنی دو انگلیوں کے درمیان دکھا دیتے ہیں۔

تو درو گم شو وصال ایں است و بس
گم شدن گم کن کمال ایں است و بس (مولانا رومؒ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

بندہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں۔ اب وہ میرے ذریعہ سے سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں اب وہ میرے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں اب وہ میرے ذریعہ سے پکڑتا ہے۔

Marfat.com

کیا عجب کہ جب کثرتِ عبادت و ذکر سے حق تعالیٰ بندہ کا ہاتھ بن گیا تو اس کی انگلیوں پر بھی اس کی انگلیوں کا بموجب حدیث شریف ظہور ہو گیا۔ اور صفتِ الٰہی کا جلوہ بندہ کو اپنی انگلیوں میں نظر آنے لگا۔

عارف وہ ہوتا ہے۔ جو چاہتا ہے اس کے سامنے حاضر ہو جاتا ہے اور جو بات کرتا ہے اس کا جواب (غیب سے) سنتا ہے۔

تشریح یہ مقام تسلیم و رضا ہے۔ یعنی جب بندہ نے اپنی مرضی حق تعالیٰ کی مرضی میں گم کر دی اور ہر ایک معاملہ میں اپنی مرضی کو حق تعالیٰ کی مرضی کے تابع بنا دیا تو اس کی مرضی وہی ہو گی جو حق تعالیٰ کی مرضی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کی مرضیات جن کے ساتھ ان کا ارادہ متعلق ہو گیا سب پوری ہوتی ہیں اور یہی اس بندہ کی مرضی کا پورا ہونا جس نے اپنی جملہ مرضیات کو حق تعالیٰ کی مرضی کے تابع بنا دیا ہے۔ اس صورت میں اس کا اندیشہ ہے کہ اس کی بعض مرضیات پوری ہوں اور بعض پوری نہ ہوں۔ کیونکہ بندہ بندہ ہے نہ کہ خدا۔ لیکن جس بندہ نے اپنی مرضی کو حق تعالیٰ کی مرضی میں گم کر دیا (دراصل یہی بندہ ہے جو کہ عارف ہے) تو اس کی تمام کی تمام مرضیات پوری ہوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے نفس کی خواہشات کو چھوڑ دے اور پھر آ تماشہ دیکھ۔

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

وصال حضرت مولانا فخر جہاںؒ دہلوی (آپ کے پیر) کے وصال کی خبر کے بعد آپ انتہائی کمزور ہو گئے۔ خوراک انتہائی کم ہو گئی۔

Marfat.com

ہر وقت چپ وا داس اداس رہتے ۔ حضرت مولانا صاحبؒ کا انتقال ۲۷ رجمادی الثانی سنہ ۱۱۹۹ھ مطابق ۲ رمئی سنہ ۱۷۸۸ء اور حضرت قبلہ عالمؒ کی وفات ۳ رذی الحجہ سنہ ۱۲۰۵ھ بمطابق ۳ راگست سنہ ۱۷۹۱ء اسی طرح حضرت قبلہ عالمؒ اپنے مرشد کے وصال کے بعد تقریباً ۳ سال اور ۳ ماہ اس دنیا میں مزید رہے ۔

ساڈا دوست دلیں دا نور محمد خواجہؒ
ڈھولا یار جہیندا نور محمد خواجہؒ

سادھی ساری شرم بھرم دا — تیڈے گل وچ لا جا
عرب وی تیڈا عجم وی تیڈا ، — سندھ پنجاب دا راجہ
زمین زمن وچ وجدا گجدا — فیض تیڈے دا واجا
قدم تیڈے وچ نوں من جھگم — انگن میرے پوں پا جا
دلبر جانی یوسف ثانی — موہن مکھ دکھلا جا
نوشہ شہر مہار دا بنڑا — سکدی کوں گل لا جا

نین فرید دے درس پیاسے
آجا نہ ترسا جا

Marfat.com

حضرت خواجہ
شاہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ
اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

شمس العارفین — شہبازِ دوراں

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ

پیر پٹھان حضور اعلیٰ

پنجاب میں حضرت خواجہ مولینا شاہ فخر الدین دہلویؒ کے فیض اور چشتیہ نظامیہ کا نام شاہ نور محمد مہاروی قبلہ عالمؒ کے ذریعہ پہنچا۔ اور پھر حکم حضرت خواجہ مولینا "شہباز کو حاصل کرو۔"

اس وقت سارا پنجاب سکھوں کے تسلط میں تھا۔ سلطنتِ مغلیہ کی تجہیز و تدفین کے آخری مراحل طے ہو چکے تھے۔ اور انگریزوں کا اقتدار سرعت سے بڑھ رہا تھا۔ مغلوبیت کی افسردگی طاری تھی۔ قوائے عمل شل ہو رہے تھے۔ آپ نے اتباعِ سنت و شریعت پر زور فرمایا۔

فرمایا۔ چوں مسلماناں اعمالِ حسنہ را ترک کردہ اند۔ حق تعالیٰ بر ایشاں کافران را مسلط کردہ است۔

"جب مسلمان نیک کام چھوڑتے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان پر کافروں کی بادشاہی مسلط فرما دے گا۔"

Marfat.com

اسلام کی سربلندی اور عظمت کے لئے نہ صرف آپ نے دین کی تبلیغ کی بلکہ عملی طور پر اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں بھی حصہ لیا۔ انھوں نے انگریزوں کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کی ہر طرح سے مدد فرمائی ۔ لوگوں کو بھی ترغیب دی کہ وہ بھی فرنگیوں کے خلاف جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ تاکہ ان کی چیرہ دستیوں سے اسلام محفوظ رہے ۔ جب انگریزوں نے شاہ شجاع کی مدد سے دوست محمد صاحب والئ کابل پر حملہ کیا تو انھوں نے انگریزوں کے خلاف دوست محمد خان کی بڑھ چڑھ کر مدد فرمائی اور آپ کے تعاون سے دوست محمد نے انگریزوں کو شکست دی ۔

حضور اعلیٰ کی ساری زندگی عبادات و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درخشندہ نمونہ پیش کرتی ہے ۔ آپ سے کبھی کوئی خلاف شرع فعل سرزد نہ ہوا اس لئے فقرا کی نسبت علماٗ آپ کے زیادہ گرویدہ تھے ۔ جو لوگ بھی آپ کی خدمت میں رہے اتباع شریعت کا اعلیٰ نمونہ تھے ۔ آپ کی تعلیم قرآن حکیم اور شریعت پر مبنی تھی آپ کے مدنظر علماٗ کے اختلافات مٹانا، ان میں پاکیزگی نفس کا جوہر پیدا کرنا اور ان کو روحانیت سے سرشار کرنا تھا ۔ ان کا خیال تھا کہ اس گروہ کی اصلاح و تزکیہ نفس سے ہی احیائے ملت کا کام ممکن ہے ۔

بڑے بڑے عالم انتہائی پیچیدہ مسائل لاتے ۔ آپ مشکل سے مشکل علمی مسائل کی گتھیاں اس طرح سلجھاتے کہ ان میں سے اکثر علماٗ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو جاتے ۔

آپ کا قول تھا کہ علماٗ کے سفید دامن پر سیاہی کا سب سے بڑا دھبہ یہی

Marfat.com

ہو سکتا ہے کہ ان کا علم عمل کی توفیق سے خالی ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ بذاتِ خود علم کی کچھ حقیقت نہیں۔ علم باعثِ ثواب ہے اگر اس کے ساتھ ہدایت شامل ہو ورنہ وہ سر کا بوجھ ہے۔ اگر عالم کے بازو میں قوتِ عمل ہے تو علم ایک ایسی تلوار ہے جو برائیوں کو جڑ سے کاٹ دیتی ہے۔

آپ اپنی پاک مجلسوں میں اکثر کسب حلال پر وعظ فرمایا کرتے تھے۔

توکل آپ اس طرح ترغیب دیتے کہ کام کئے جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو یہ نہ کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤ۔ ان کا کہنا ہے کہ غیر حق پر تکیہ کرنے کی بجائے ذاتِ باری تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہئے جو ازلی اور ابدی ہے۔ رحمان اور رحیم ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ حب دنیا مہلک ترین روحانی مرض ہے اس سے مراد دنیاوی چیزوں سے ایسی محبت ہے جو حق باطل کی تمیز ختم کر دے۔

ایک دفعہ ایک مشنری نے آپ سے سوال کیا کہ فقر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا۔ اگر لاکھ روپے کا خسارہ ہو تو ملال نہ ہو۔

آپ اکثر فرماتے جو چیز تمہارے نصیب میں ہے وہ تمہیں مل جاتی ہے اور جو نہیں ملتی وہ تمہارے نصیب میں نہیں۔ پھر حرص کا کیا فائدہ؟

آپ فرماتے کہ علماء اور زاہدین کے ذمہ ہے کہ بہ اندازہ توفیق لوگوں کو امر غیر شرعی سے منع کریں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

ایمان کا بلند ترین مقام یہ ہے کہ انسان اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کرے۔ اور خلاف شریعت کاموں کی بیخ کنی کے لئے جہاد کرے۔

ایمان کا درمیانی درجہ یہ ہے کہ اگر جہاد کی توفیق نہ رکھتا ہو تو زبانی وعظ

Marfat.com

دہدایت کرے۔ اور ایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ خلاف شریعت کاموں کو دل سے برا جانے اور اپنا دامن بچائے رکھے۔

یا الٰہی! عفو کن تقصیر ما
نیست جز تو کو کند تدبیر ما
دستگیری کن مرا یا دستگیر
زانکہ جز تو نیست مارا دستگیر
کس نگشتہ از درِ تو ناامید
اے امید و اے امید وا ے امید
چوں سلیمانم بکردی اے کریم
حفظِ ایماں کن ز شیطان الرجیم

مُریدانِ باصفا آپ کے مریدوں میں سے مندرجہ ذیل بزرگ ایسے ہیں جنہوں نے رشد و ہدایت اور اسلام کی سربلندی کے لیے قابل قدر کام کیا۔

عرب میں، سید احمد مدنی
افغانستان میں، سید مشتاق شاہ کابلی
سرحد میں، خلیفہ محمد باران
شمالی ہند میں، مولوی محمد علی مکھڈی
جنوب میں، مولوی دیدار بخش پاکپتنی
سندھ میں، مولوی خیرپوری

Marfat.com

دہلی میں، مولوی نجم الدین

اورنگ آباد میں، سید محرم علی چشتی

تونسہ شریف میں، خواجہ گل محمد و خواجہ اللہ بخش صاحب ۔

یہ سب بزرگ پاک باطن تھے ۔ جو لوگ ان کے حلقۂ اثر میں آئے سب کو اسی رنگ میں رنگ دیا ۔ لوگ ان کی صحبت میں راہِ راست پر آجاتے تھے ۔

شمس العارفین حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح ایک بلند پایہ بزرگ اور سلسلہ چشتیہ کے عظیم المرتب روحانی پیشوا ہیں ۔ آپ کی زندگی عشق کی لذت اور سوز و گداز سے لبریز ہے ۔ اور اتباع سنت کا اعلیٰ نمونہ تھی ۔

ولادت و خاندان

چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ آپ ۱۱۸۳ھ بمطابق ۱۷۶۹ء حضرت زکریا بن عبدالوہاب کے گھر ظہور پذیر ہوئے ۔ جائے پیدائش گڑگوجی کوہستان جو کوہ سلیمان کی دو بلند چوٹیوں تخت سلیمان اور فورٹ منرو کے درمیان واقع ہے افغان قوم کے جعفر قبیلہ سے آپ کا تعلق تھا ۔

پیدائش کے قریب عرصہ میں ہی اپنے والد کے سایہ سے محروم ہوگئے ۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ نے کی اور چار سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھنا شروع کیا ۔

دن کو آپ اپنے استاد صاحب کے جانور چراتے تھے اور رات کو تعلیم حاصل کرتے ۔

Marfat.com

تحصیل علم جب آپ کا سن تقریباً ۸ رسال کا ہوا تو آپ گڑگوجی سے تونسہ شریف پہنچے ۔ اس پہاڑی علاقہ کے قریب میدانی علاقہ اور جہاں کی آبادی بھی خاصی تھی وہ تونسہ تھا ۔ جو گڑگوجی سے ۳۲ رکوس کا فاصلہ تھا ۔

تمن جعفر تحصیل موسیٰ خیل ضلع لورا لائی بلوچستان ہے اس سے مشرق کو ملحق ڈیرہ غازیخان کا تمن بزدار ہے ۔ یہ تمن بزدار بھی پہاڑی علاقہ ہے ۔

تونسہ شریف تونسہ شریف (سنگھڑ) میں میاں حسن علی کے حلقۂ درس میں شامل ہو گئے (بگی مسجد) میاں حسن، خواجہ نور محمد نارؒوال کے مرید تھے ۔ خواجہ نور محمد نارؒوال گاہے گاہے تونسہ شریف آتے رہتے ۔ ایک روز آپ سوکڑ (تونسہ سے ۳ کوس جنوب کو) میں کتاب لینے گئے ۔ اثنائے راہ حضرت ناروال سے ملاقات ہوگئی ۔ حضرت ناروال نے آپ کو اپنے گھوڑے پر سوار کیا ۔ حضرت کا نوکر میاں احمد کھوکھر نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا ۔

" تم نہیں جانتے یہ کیا چیز ہے ۔ ملائکہ اس کے گھوڑے کی باگ پکڑنے کی آرزو رکھتے ہیں ۔" اور ساتھ ہی حضرت مہارویؒ کا ذکر بھی حضرت ناروالؒ نے فرمایا ۔

تونسہ شریف کے علاوہ تونسہ سے ۲ کوس مشرق دریا کا کنارہ لانگھا کا موضع تھا (جواب دریا برد ہو گیا ہے) میں میاں ولی محمد ارائیں

Marfat.com

سے گنبذ والی مسجد میں بھی درس لیتے رہے۔

کوٹ مٹھن

اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے آپ کوٹ مٹھن تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے حضرت قاضی عاقل محمدؒ اور آپ کے فرزند قاضی اظہر علی سے درس لینا شروع کیا۔ فقہ و منطق آپ سے پڑھا۔

حضرت خواجہ قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ اوچ شریف تشریف لائے حضرت قاضی عاقل محمدؒ اپنے شاگردوں کو ہمراہ لے کر پیر مہارویؒ کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ حضرت شاہ سلیمانؒ بھی اسی زمرہ میں تھے۔

حضرت شاہ سلیمانؒ نے یہ سن رکھا تھا کہ پیر مہارویؒ قوالی سنتے ہیں اور بعض اوقات وجد میں آکر ناچنے بھی لگ جاتے ہیں۔ حضرت شاہ سلیمانؒ کمر میں خنجر لگا کر چلے کہ اگر حضرت مہارویؒ وجد میں آکر ناچنے لگے تو اس چھرا سے ان کا کام تمام کردوں گا۔

حضرت مولانا فخر الدینؒ نے حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ سے فرمایا کہ "پہاڑ سے ایک شہباز آئے گا۔ اسے رام کرو یا دام میں لاؤ اور میرے پاس بھیج دو۔"

جونہی شاہ سلیمانؒ، حضرت مہارویؒ کے سامنے آئے آپ نے پہچان لیا۔ اور فرمایا۔

مصرعہ آمد آں یارے کہ ما مے خواستیم

"آرے بسیار بلند ہمت و وسیع بنیت بنظر مے آمد"

(بے شک بڑا عالی ہمت و بلند ارادہ شخص نظر آتا ہے)

بیعت حضرت قبلہ عالمؒ کی بیعت کے بعد آپ کی طبیعت میں یک لخت انقلاب آیا۔ اور آپ عشقِ الہٰی میں مستغرق ہو گئے۔

دہلی کا سفر بیعت کے بعد حضرت قبلہ عالمؒ نے آپ کو دہلی روانگی کا حکم فرمایا تاکہ حضرت مولیٰناؒ کا فرمان پورا ہو۔ آپ دراوڑ، فلوری، جودھپور، اجمیر شریف، جے پور، دیوارٹی کے راستے گرمی کا موسم پانی ندارد، بغیر سواری مگر حکمِ مرشد کے مطابق دہلی پہنچے۔

حضرت مولیٰنا صاحبؒ کا وصال ہو چکا تھا اور رسمِ قل خوانی ہو رہی تھی۔ چہلم تک حضرت کے مزار پر معتکف رہے۔ بزرگانِ دین کا وہ عالم ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

حضرت مولیٰنا صاحبؒ وصال فرما چکے تھے۔ لہذا آپ کے لئے تحفہ جات موجود تھے۔ وصول فرما کر حضرت مہارویؒ کے پاس پہنچے۔

پندرہ سولہ سال کی عمر میں حضرت مہارویؒ کی بیعت حاصل ہوئی۔ اور ۲۱ - ۲۲ سال کی عمر میں خلافت سے فیض یاب ہوئے۔ اپنے شیخ کی صحبت میں علومِ ظاہری و باطنی سے سرفراز ہوئے۔

زہے ہمت کہ حافظ رفت از دنیا و از عقبیٰ = نیاید ہیچ در چشمش بجز خاک سر کویت

Marfat.com

(کیا خوب ہمت ہے کہ حافظ دنیا اور عقبیٰ سے گزر گیا اس کی آنکھ میں بجز تیرے کوچہ کی خاک کے کچھ نہیں سماتا)

مظفر گڑھ کا پٹھان

سکھوں کے زمانہ میں عزت نامی ایک طوائف نے ایک پٹھان خان صاحب کے ساتھ نکاح کر لیا جو مظفر گڑھ میں حاکم تھا اور عزت مذکور حضرت خواجہ پیر پٹھانؒ کی دامن گرفتہ تھی۔ کسی قصور کے سبب خان مذکور کو سکھوں نے لاہور میں قید کر دیا اور تمام جائیداد ضبط کر لی۔

حضرت غریب نوازؒ مہار شریف کے سفر میں راستہ سے گزرتے مظفر گڑھ کے کسی گاؤں کی مسجد میں قیام فرمایا۔ عزت نے قدم بوس ہو کر حالت عرض کی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ عزت نے عرض کی میں سرسری دعا خیر نہیں چاہتی۔ یہ کہہ کر غزلیاتِ دیوانِ حافظ کو شروع سے نہایت خوش الحانی کے ساتھ گانا شروع کیا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا "چپ رہ زنکہ چپ رہ۔ ملاں آئیں گے۔ مجھے اور تجھے مار کر مسجد سے نکال دیں گے۔" مگر وہ چپ نہ ہوئی۔

حضور صاحبؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آثار وجد ہوتے تو نسوار کی چٹکی پر چٹکی متواتر چڑھاتے جاتے تاکہ سکر نہ ہو اور محرم راز لوگ اس سے واقف تھے۔ آخر ارشاد فرمایا "زن کیا چاہتی ہے؟" مائی عزت نے عرض کیا کہ "میرا خان اسی عزت و مرتبہ،

عہدہ و جائیداد کے ساتھ واپس آوے۔

حضرت نے فرمایا۔ "آوے گا۔" اور کیا چاہتی ہو؟

عرض کیا۔ "قیامت کے دن تیری کنیزوں میں ہوں۔"

فرمایا۔ "ایسا ہی ہوگا"

پھر وہ سلام کر کے چلی گئی۔ حاضرین نے اس واقعہ کی تاریخ اور وقت کی یاداشت رکھ لی۔ چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ اسی روز، اسی وقت راجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب نے حکم دیا کہ خان صاحب کو قید خانے سے لے آؤ۔ خلعت فاخرہ، عہدہ سابقہ اور فوج عنایت کی۔

خان صاحب نے عرض کیا۔ "میری جائیداد سرکار میں داخل ہے۔ فوج کی تنخواہ اور خرچ کہاں سے لاؤں گا۔"

راجہ نے بہت سا روپیہ بھی دے دیا۔ اور خان اسی آن بان کے ساتھ گھر آیا۔

ریاستیں اور شاہ صاحب

پنجاب اور سرحد کی ریاستوں کے اکثر و بیشتر والی آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور رسم پگڑی (پگ بندھوانا) یا دستار بندی کے لئے آپ سے التجا کی جاتی۔

ریاست بہاولپور کے والی نواب صبح صادق صاحب کا جب انتقال ہوا تو ان کے جانشین بیٹے نواب رحیم یار خان جو نواب بہاولپور ثالث ہوئے کی دستار بندی آپ نے ڈیرہ نواب میں اپنے دست مبارک سے فرمائی۔

سردار لعل خان نتکانی کے مرنے کے بعد اسد خان کی دستار بندی

Marfat.com

آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمائی۔

علاقہ مہوئی تحصیل سنگھڑ کا تنازعہ کھوسہ قوم اور نمکانی قوم کے درمیان تھا۔ آپ نے فیصلہ فرمایا کہ یہ علاقہ کھوسہ قوم کا ہے۔ لعل خان نمکانی حضور کے فیصلہ پر قائم نہ رہا اور بالآخر جنگ ہوئی اور لعل خان مارا گیا۔

حضرت نے فرمایا:-

لعل نہ ہا دیں لالڑی ہا دیں
ناؤں تیڈا حنالڑی آدیں

شاہ شجاع اور خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کے زمانہ میں مشرق وسطیٰ کی سیاست خطرناک صورت اختیار کئے ہوئے تھی۔ روس اپنا علاقہ بڑھانے کی فکر میں تھا۔ اس نے ایران کو فتح کر لیا تھا۔ انگریز روس کے توسیعی منصوبے کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ افغانستان میں بھی حالت انتہائی تشویشناک تھی۔ افغانستان کی اندرونی گڑبڑ کی وجہ سے شاہ شجاع کو افغانستان چھوڑنا پڑا۔ انگریزوں نے اسے ہندوستان میں پناہ دی۔

شاہ شجاع حضرت اعلیٰ تونسوی رح سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے۔ ہندوستان میں فوج اکٹھی کر کے دوبارہ تخت پر قبضہ کی تیاری کی اور حضور رح سے دعا کے لئے حاضر ہوا۔

آپ نے پوچھا "کس کے بھروسہ پر جا رہے ہو؟"

Marfat.com

عرض کیا "کہن دل خان اور پردل خان۔"

شاہ شجاع کے جانے کے بعد فرمایا۔ "افسوس! بیچارہ خدا کا سہ
چھوڑ پردل خان کے سہارے جارہا ہے۔ انجام بخیر نہیں رکھتا۔"

بالآخر شاہ شجاع مارا گیا۔ آپ کو اطلاع ہوئی۔

فرمایا۔ "بڑی ہمت والا جوان تھا۔ حصولِ مقصد کی خاطر جان دے دی

امیر دوست محمد خان اور حضرت تونسوی

حضرت شاہ سلیمان کی شہرت ملک ہند کے علاوہ افغانستان، ایران و عراق تک پھیل گئی۔ امیر دوست محمد خان اور شاہ شجاع الجھے ہوئے تھے۔ شاہ شجاع کی امداد سکھ اور انگریز کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں شاہ شجاع نے حضور کی خدمت میں درخواست روحانی امداد کے لئے بھیجی کہا کہ میں نے اللہ کے لئے جہاد پر کمر باندھی ہے تاکہ یہ اسلامی علاقہ کفار کے صدمات اور تصرفات سے محفوظ رہے۔" دعا فرمائیے کہ خدا مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے

یہ خط سُن کر آپ حضور نے منشی محمد واصل سے کہا کہ جواب میں یہ شعر لکھ دیں۔

ہر آں کہ استعانت بدرویش برد
اگر بر فریدون زد پیش برد

نواب بہاول خان اول اور شاہ صاحب

نواب صاحب خواجہ مہاروی کے مرید تھے اور خواجہ شاہ سلیمان رح سے بھی بڑی عقیدت تھی۔ خواجہ شاہ سلیمان رح ان بڑے

Marfat.com

آدمیوں سے اپنے آپ کو دور رکھتے تھے۔ اگر کوئی بات خلافِ قاعدہ دیکھتے تو تنبیہہ فرماتے۔ اور ناراضگی کا اظہار صاف صاف سامنے کرتے۔

خواجہ حضرت مہارویؒ کے وصال کے بعد نواب صاحب بہاولپور نے پیرزادگان اور متعلقین کی جائیدادیں ضبط کرلیں۔ حضرت قبلہ عالمؒ کے عرس مبارک پر قاضی عاقل محمد صاحبؒ اور حافظ محمد جمالؒ نے حضرت شاہ سلیمانؒ کو حالات سے آگاہ کیا اور سفارش کی درخواست کی

شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ دیکھئے صاحب! ہم خوشامد تو جانتے ہیں۔ اور نواب صاحب کے ہاں جانے سے گریز نہیں مگر "ٹھلّا الاونڑاں تے ٹھلّا کھانوڑاں" ہمارا وطیرہ ہے۔

آپ نواب صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ انتہائی غصے سے فرمایا۔ "کیا تمہارا شکم فقیروں اور درویشوں کے مال سے پُر ہوگا۔ شرم آنا چاہیے خدا سے مانگ!"

نتیجہ یہ کہ نواب صاحب نے وہ سب وظائف اور جاگیر جو حضرات کی ضبط کی تھی واگذار کردی۔

غیر مُسلموں سے تعلقات

آپ نہایت وسیع المشرب، وسیع الخیال اور وسیع النظر بزرگ تھے۔ چشتیہ سلسلہ کے دیگر اکابرین کی طرح آپ کا عقیدہ بھی ہندوؤں سے (اپنے مریدوں کو ہدایت فرماتے تھے کہ اپنے مذہب اور تمدن اور شریعت پر قائم رہتے ہوئے) پیار کا سلوک رکھیں اور خودا علیٰ حضرتؒ

Marfat.com

دیگر مذاہب سے اچھا سلوک اور برتاؤ فرماتے ۔

آپ کا فرمان ہے ۔ "سالک را باید کہ ہیچ کس رنج نہ دہد بلکہ ہمہ مخلوق صلح کند" (سالک کو چاہیے کہ کسی کو رنج نہ پہنچائے بلکہ ساری مخلوق سے صلح رکھے) ۔ اسی طرح حافظ کا یہ شعر پڑھا کرتے ۔

حافظا گر وصل خواہی صلح کن بہ خاص و عام

با مسلماں اللہ اللہ ، بہ برہمن رام رام

خود حضور اعلیٰؒ کا اپنا یہ حال کہ فاقے پر فاقہ کرتے مگر کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ فرماتے ۔ ایک مرتبہ سات روز ایام وصل کے روزے متواترات دن کچھ نہ کھایا پیا ۔ آخر ساتویں روز حضرت قبلہ عالمؒ آپ کے مکان پر تشریف لے گئے اور روزہ افطار کرایا ۔ مسلسل ریاضت اور مجاہدات اور حضرت قبلہ عالمؒ کی نظرِ خاص سے بہت جلد عرفان الہیٰ سے بہرہ ور ہو گئے ۔

خلافت

پندرہ سولہ سال کی عمر میں حضرت خواجہ مہارویؒ سے بیعت ہوئے ۔ شیخ کی صحبت میں رہ کے ، علومِ ظاہری و باطنی سے مستفید ہو کر ۲۱/۲۲ سال کی عمر میں خلافت حاصل ہوئی ۔

حضرت قبلہ عالمؒ کا وصال

جب حضرت قبلہ عالمؒ کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت شاہ شاہ سلیمانؒ اپنے گھر گڑگوجی میں تھے ۔ "دل را بدل راہیست" رات کو سوتے میں شوق محبت نے جوش مارا ۔ رآپ پر پہرہ رہتا تھا کہ مہار شریف نہ بھاگ جائیں کانٹے دار جھاڑیوں کی بہت بڑی باڑ چاروں طرف

Marfat.com

لگائی جاتی) اپنا نمدہ کئی تہہ کر کے باڑ پر پھینکا۔ مکان کی چھت سے باڑ پر نمدہ کے اوپر چھلانگ لگا کر باہر آئے اور رات کو چل دئے۔

دوڑتے دوڑتے راستہ میں پانی کے ایک چشمہ کے پاس ایک راہزن برغر غلامانی اور اس کے آدمیوں سے ٹکراؤ ہو گیا۔

برغر نے پوچھا:۔ "تم کون ہو اور اس وقت کہاں جا رہے ہو"

آپ نے اپنا نام اور پتہ بتلایا اور فرمایا کہ اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ عالم مہارویؒ کی خدمت میں مہار شریف جا رہا ہوں۔

اس پر غلامانی پر ایسا اثر پڑا کہ پیشہ راہزنی سے اسی وقت تائب ہوا۔

آپ چلتے چلتے پہلی رات دائرہ دین پناہ شرقی میں (کرڑ کوجی سے پچاس کوس اور بیچ میں دریائے سندھ) دوسری رات جہانیاں میں اور تیسری رات مہار شریف میں حضور قبلہ عالم کے قدم بوس ہوئے۔

حضرت قبلہ عالمؒ سخت تکلیف میں تھے۔ اپنے فرزند نور الصمد سے فرمایا کہ روہیلہ (پہاڑ کا رہنے والا) کو بلوا لاؤ۔ (روہیلہ حضرت شاہ سلیمانؒ کو پکارتے تھے) پھر فرمایا خود آجائے گا۔ آپ پہنچ گئے۔

حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے پاس بٹھا کر تخلیہ کرایا۔ اور نعمت عطا فرمائی۔ اور تلقین فرمائی کہ لوگوں کو گمراہی سے نکال کر صراط مستقیم دکھائیں عاجزوں اور سائلوں کو محروم نہ رکھیں۔ غریبوں اور عالموں کے مددگار رہیں۔

حضرت قبلہ عالمؒ کا وصال مہار شریف اور غسل مسجد

Marfat.com

مہار شریف، چشتیاں میں دفن فرمائے گئے۔

ہک قطرہ نور محمدؒ کنوں شاہ سلمان دی تخت وچھا بیٹھا

نوماہ حضرت قبلہ عالمؒ کے مزار پر گذار کر آپ گڑگوجی چلے گئے۔

اس دوران آپ نے ایک خاتون صاحب بی بی جو آپ سے پانچ سال چھوٹی تھیں اور آپ کی پہلی مرید تھیں۔ نہایت نیک، پارسا اور عبادت گزار بی بی تھیں سے نکاح کرلیا۔

حضورِ اعلیٰؒ فرماتے ہیں کہ اس سفر میں جب اپنے پیرو مرشد حضرت قبلہ عالمؒ کی زیارت کے لئے مہار شریف پہنچا تو پیروں سے خون جاری تھا۔

"ہر دہ ناخن از ہر دو پائے من جدا شدند"

(دونوں پاؤں کے دس ناخن علیحدہ ہو گئے تھے)

تونسہ شریف میں قیام خانقاہ

پہلے میں ذکر کر چکا ہوں گڑگوجی، تمن بزدار یہ سب پہاڑی علاقے ہیں۔ اگران کے قریب کوئی میدانی علاقہ ہے جہاں کی آبادی بھی نسبتاً خاصی تھی۔ نیز فرمانِ مرشد حضرت قبلہ عالمؒ بھی یہ کہ تونسہ کو اپنی قیام گاہ بنائیں۔ پھر دوسری بات یہ کہ جس طرح چشتیاں ایک ریتلا علاقہ ہے اسی طرح تونسہ بھی ایک ریت کے ٹیلے پر ہے۔

حضرت خواجہ حضورِ اعلیٰؒ نے تونسہ میں ایک سرکنڈے کی جھونپڑی

Marfat.com

ونسہ اس وقت ۵۰۰/۶۰۰ نفر کا شہر جہاں زیادہ تر اقوام چچ و بھٹہ تھے۔

الف خان نے آپ کے لئے آپ کی منشا سے ایک مکان بنوا دیا۔ الف خان
پ کے مرید ہوئے۔ اور سلسلہ مریدان وسعت پکڑتا گیا۔ نواب بہاولپور بھی مرید
وئے۔ انھوں نے چند ہزار روپے مسجد بنوانے کے لئے بھیجا۔ مگر حضور نے وہ روپیہ
رولیشوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر دوسری مرتبہ بھی روپیہ بھیجا مگر اس مرتبہ بھی حضور
نے وہ روپیہ درولیشوں میں تقسیم فرما دیا۔ آخر نواب صاحب نے روپیہ خواجہ اللہ بخش
ے پاس بھجوایا اور آپ نے مسجد تعمیر کرائی۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا۔

"او بھیڑا جے میرے کول گھلدا تاں کتنی مسجداں تعمیر کرا ڈیندا۔"

(اگر میرے پاس بھیجتا تو کتنی مسجدیں تیار کرا دیتا۔)

آپ کے قدم مبارک کی برکت سے تونسہ، تونسہ شریف بن گیا۔ اور اس کی آبادی
بڑھتی گئی۔

مدارس کا اجراء

تونسہ شریف کی شہرت جوں جوں بڑھتی گئی علم کے پیاسے
ان کے اساتذہ پروانوں کی مانند جمع ہونے لگے۔ کچھ عرصہ
بعد یہ مدرسہ دارالعلوم بن گیا۔ پچاس اساتذہ جن کو ماہانہ تنخواہ یا ششماہی اناج
ساتھ ہی ششماہی پوشاک، جوتا، سر کو لگانے کا تیل باقاعدہ دیا جاتا۔ کھانا
لنگر سے ملتا۔ علاج معالجہ کے لئے لنگر کا شفاخانہ موجود تھا۔

وجہ تسمیہ

یہ ایک ریت کا ٹیلہ تھا۔ شدت کی گرمی
پڑتی۔ باد گولے چلتے۔ اور پانی کا نشان تک
نہ تھا۔ لوگ پیاس سے مرجاتے۔ "تونس" پیاس کو کہتے ہیں اور تونسہ معنی پیاسا

Marfat.com

اسی پاس کی نسبت سے اس کا نام تونسہ پڑ گیا یہاں سے کافی دور ایک کنواں "زنبو والہ" اس وقت موجود تھا جہاں سے لوگ پانی بھر بھر کے لے آتے

(بتحقیق غلام علی خان نترکانی)

حضرت اعلیٰؒ خود بھی درس دیا کرتے تھے۔ سلوک اور احسان کی کتابوں کے علاوہ کچھ مریدوں کو کنز اور قافیہ بھی پڑھایا کرتے تھے

شاہ صاحب کا علمی تبحر

آپ وسیع النظر اور وسیع المطالعہ تھے۔ قرآن، حدیث اور فقہ پر مکمل عبور تھا۔ تصوّف کی اعلیٰ کتب جن میں عوارف المعارف اور فتوحات مکیہ نوک زبان تھیں۔

حدیث و فقہ پر عبور کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی مسئلہ آپ سے دریافت کیا جاتا تو برجستہ اسناد نقل کر دیتے۔

ایک دفعہ قبلہ عالمؒ کے عرس پر تشریف فرما تھے۔ ایک عالم نے کچھ مسائل دریافت کئے۔ آپ نے ان کا برجستہ شافی و کافی جواب عنایت فرمایا۔

جامی کے یہ اشعار اکثر ورد زبان رہتے۔

آں اماما نے کہ کردند اجتہاد

رحمت حق بر روان جملہ باد

بوحنیفہ بو امام باصفا

آں سراج امتانِ مصطفےٰ

Marfat.com

توکل ایک مرتبہ محمد واصل جس نے عرب و عجم کی سیر کی تھی حضرت کے عطا و کرم کی تعریف کرکے فرمانے لگے۔ "میاں واصل میں تو وہی ہوں جو تونسہ میں کتے والے مکان سے کھانا لے کر کھاتا تھا۔ (طالب علمی میں ایک گھر سے لگا کہ یہاں سے کھانا لیا کرو۔ آپ دروازہ پر آتے تو اس گھر کا کتا آپ کو نہ آنے دیتا اور آپ فاقہ سے وقت کاٹتے) یہ سب کچھ اللہ کی مہربانی ہے لاکھوں آرہے ہیں اور لنگر چل رہا ہے"۔

شاہ صاحبؒ کی طبیعت میں قناعت و توکل کا جذبہ حد درجہ کا تھا۔ ہر قسم کی نعمتیں آپ کے دروازہ پر آتی تھیں لیکن وہ ایک ہاتھ سے لیتے تھے اور دوسرے سے تقسیم کردیتے تھے۔ بجز ایک لنگی کے خواہ سفر ہو یا حضر، گرمی ہو یا سردی۔ حجرہ مبارک میں صرف ایک چٹائی تھی اسی پر نماز نوافل پڑھتے اور اسی کو سوتے وقت تخت پر بچھا لیتے۔ گرمیوں میں وہی لنگی سرہانے اور جاڑوں میں لحاف کا کام دیتی تھی۔ آپ اپنے مریدوں کو بھی صابر، شاکر اور قانع رہنے کی تعلیم دیتے۔

لنگر آپ کا لنگر وسیع اور باقاعدہ تھا۔ روٹی کھانا وغیرہ کے علاوہ درویشوں کو ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔

لنگر کے لئے ایک پورا محکمہ تھا۔ پیارا نامی بنیہ مودی مقرر تھا۔ میاں علی محمد ہوتانی لانگری، حساب کتاب برخوردار خان چاکی کے ذمہ تھا۔ نور محمد خاں گرمانی صلاح کار، صدیق محمد کاسبی منشی گری کرتا تھا۔

حجام، لوہار، موچی، دھوبی، آب کش وغیرہ ماہانہ تنخواہ پاتے

Marfat.com

اور موجود رہتے۔ دوائی لنگر سے مفت ملتی۔ مودی کو حکم تھا کہ جو شخص نسخہ لائے بغیر پوچھے اس کو دوا دے دی جائے۔ ایک دفعہ لانگری نے کہا۔ غریب نواز! اس مہینہ میں مودی نے پانچ سو روپیہ دوائی کے سلسلہ میں درج کیا ہے۔ آپ کو یہ سن کر سخت غصہ آیا۔ فرمایا۔ اگر پانچ ہزار بھی دوائی پر خرچ ہو تو مجھے نہ بتایا جائے۔ درویشوں کی جان کے مقابلہ میں روپیہ کی کیا حقیقت ہے۔

لنگر کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر درویش کو تین پاؤ پختہ روٹی ملا کرتی۔ چھ ماہ بعد کپڑے اور جوتے۔ علاوہ ازیں ایک سیر تیل اور کچھ گھی ملا کرتا۔ ان مدرسین کے لئے جو رات دن درس و تدریس میں مشغول رہتے کو لنگر کے علاوہ بھی کچھ مراعات حاصل تھیں۔ ان کا کام چونکہ دماغی محنت کا تھا اس لئے ان کو ایک سیر پختہ روزینہ۔ سیر بھر گھی ماہانہ اور ایک سیر تیل ملا کرتا تھا۔ لباس ان کو بھی چھ ماہ میں۔ لیکن ایک سفید لنگی اور گوسفند (دنبہ) بھی عطا ہوتا۔

ویسے تو ہندوستان کی کئی خانقاہوں میں بڑے بڑے لنگر جاری تھے اور سیکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا تھا۔ مگر دہلی میں شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ میں پانچ پانچ سو درویش و فقیر رہتے تھے اور ان کے خور و نوش کا انتظام ہوتا تھا۔

خواجہ محمد عاقل کی خانقاہ میں بھی لنگر کا بڑا اہتمام تھا لیکن جو بات شاہ محمد سلیمانؒ کے لنگر کے انتظام میں ملتی تھی وہ کسی اور جگہ نہیں تھی۔

Marfat.com

شاہ صاحبؒ کا یہ کل نظام ایک مقصد کے تحت تھا۔ اس طرح کی سہولتیں بہم پہنچا کر علماءؒ کو درس و تدریس اور مشائخ کو تبلیغ و اصلاح کے لئے تیار کرتے تھے۔

شائقینِ علم و فضل جگہ جگہ سے تونسہ شریف میں آکر جمع ہوتے اور شاہ صاحبؒ ان کی صلاحیتوں کو کارآمد بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔

آپؒ کی مقبولیت

حضرت شاہ سلیمانؒ نہایت ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ عقیدت مندوں کا اس قدر ہجوم ہوتا کہ مکان کے شمالی اور جنوبی دونوں دروازے کھول دئے جاتے زائرین ایک دروازے سے داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے نکلتے جاتے۔

جب شاہ صاحبؒ تونسہ شریف سے باہر جاتے تو اسٹیشنوں پر معتقدین کے ہجوم لگ جاتے۔ ایک مرتبہ بٹھنڈے کے اسٹیشن پر اس قدر خلقت جمع ہوگئی کہ گاڑی کو بہت دیر رکنا پڑا۔

قریبی ریاستوں کے نواب اور جاگیر دار آپ کے آستانہ پر اپنی حاضری کو باعثِ فخر و سعادت سمجھتے تھے۔ افغانستان سے شاہ شجاع آپ کی خدمت میں عقیدت و ارادت کے ساتھ حاضر ہوا تھا۔ جاگیرداروں اور والیان ریاست کا تو یہ معمول تھا کہ دستار بندی آپ سے کراتے اور آپ کی دعاؤں کو اپنے لئے سعادت دارین تصور کرتے مولوی حیات علی دہلوی اور صاحبزادہ نظام الدین لیسر کالے صاحب کو اپنی روحانی

Marfat.com

پیاس بجھانے کا سامان تونسہ شریف میں ہی ملا تھا۔

تعلیم اخلاق

جب کسی قوم کا سیاسی زوال شروع ہوتا ہے تو اس کے افکار و اعمال، عادات و اطوار بھی انحطاط پذیر ہونے لگتے ہیں۔ یہ قومی زوال کی آخری منزل ہوتی ہے۔ اخلاقی زوال کے اثرات سیاسی زوال سے کہیں زیادہ مہلک ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کچھ عرصہ کے لئے تجدید و احیاء کی سب راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔

حضرت شاہ سلیمانؒ نے جس وقت ارشاد و تلقین کا ہنگامہ برپا کیا اس وقت مسلمانوں پر سیاسی ادبار کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ اس زوال کو سب دیکھ رہے تھے۔ لیکن بہت کم لوگ ایسے تھے جن کی حقیقت بیں نگاہیں سیاسی زوال کے پیچھے ایک خطرناک اخلاقی زوال کے اثرات بھی دیکھتی ہوں۔ انھوں نے سلطنت کا ماتم کرنے کی بجائے اسلامی اخلاق و شعائر کی نگہبانی کی۔ شاہ صاحبؒ بھی انہی چند بزرگوں میں سے تھے جن کی کوششوں کا محور اخلاق و عادات کی درستی تھی:

حضرت شاہ سلیمان چاہتے تھے کہ مسلمان رسولِ عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے آئینہ میں اپنے اخلاق و عادات کو سنواریں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اچھے فضائل و عادات صرف متابعتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

فرمایا کرتے تھے کہ آدمی ہونا بہت مشکل ہے اور مسلک السلوک میں آدمی کی جو صفات لکھی ہیں خود میرے اندر بھی نہیں ہیں۔

Marfat.com

ملفوظات میں جگہ جگہ بری صحبت، غیبت، غرور، عیب جوئی، شراب خوری عشق بازی اور رشوت خوری سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ باربار ادب، نیکی، ایمانداری، مہمانداری اور عجز و انکسار کا درس دیا گیا ہے۔

نافع السالکین میں شاید ہی کوئی ایسا صفحہ ہو جہاں اصلاح اخلاق پر زور نہ دیا گیا ہو۔ ان سب اخلاقی مشوروں کا خلاصہ یہ ہے۔

بری صحبت سے بچو۔ اس کے اثرات بہت خطرناک ہوتے ہیں اور جلدی اثر کرتے ہیں۔

جگہ جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

آپ اس سلسلہ میں نہایت نصیحت آموز قصے اور حکایتیں بیان کرتے اور باربار یہ شعر پڑھتے۔

نارِ خنداں باغ را خنداں کند
صحبت مرداں ترا مرداں کند
یک ساعت صحبتِ با اولیأ
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بری صحبت کے اثرات بیان کرتے ہوئے عوارف المعارف کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں۔ ایک سانپ ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی کی نظر پڑ جائے تو وہ سوختہ ہوجاتا ہے۔ جبکہ حیوان کے یہ اثرات ہیں تو انسان کا کیا کہنا۔

Marfat.com

انکسار کے بارے میں حضرت بایزید بسطامیؒ کی مثال دے کر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بارش کی کمی ہوئی نمازِ استسقاء کے باوجود جب بارانِ رحمت نہ برسی تو لوگوں نے کہا کہ یہ بُرے لوگوں کی وجہ سے ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے جب یہ سنا تو فوراً شہر سے نکل کھڑے ہوئے کہ سب سے بُرا تو میں ہوں۔

صوفیاء کی اصلاح :-

اس زمانے کے صوفیاء مختلف بداعتقادیوں کا شکار تھے۔ روحانی ترقی اس لئے چاہتے تھے کہ دنیاوی دشواریاں حل ہوسکیں۔

مقصود منِ خستہ زکونین توئی
از بہرِ تو میرم زبرائے تو زیم

رب حجرہ سے خدا مقصود، اعمال و وظائف پر زیادہ اعتقاد اور سارا وقت اس میں صرف ہوتا تھا۔ شاہ صاحبؒ نے اس گمراہی کو محسوس کرلیا اور فرمایا۔

"سالک کو چاہیے کہ عملیات میں وقت کو ضائع نہ کریں۔ ایسے مشغلے راہِ فقر کے لئے رکاوٹ ہیں۔ اصلی مقصود خدا کی یاد ہے"۔

شاہ صاحبؒ کی کوشش تھی کہ صوفیاء میں طاعتِ حق کا صحیح جذبہ اور دین کا غم پیدا ہو۔ وہ اس دینی طبقہ کو مادی الجھنوں میں پھنسا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ باربار ہدایت ہوتی ہے کہ صوفیاء کو غم دین چاہیئے۔

غم دنیا مخور کہ بے ہودہ است — ہیچ کس درجہاں نیا سودہ است
غم دیں خور کہ غم غم دین است — ہمہ غم ہا فروتر از یں است

Marfat.com

آگ کا دریا

ساون کا مہینہ اور سارے دریا زوروں پر۔ حضرت اعلیٰؒ درگ شریف (گڑگوجی) سے اپنے مرشد قبلہ عالمؒ کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ ہر جگہ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ یہاں تک کہ شہر ملتان کے گرد چار چار کوس تک پانی تھا۔ بھلا شوق زیارت کو پانی کس طرح روک سکتا تھا۔ آپ چشتیاں شریف پہنچے۔ حضرت نور احمد صاحب فرزند و سجادہ نشین قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔ "حضرت اس سال تو دریا کی چھل (سیلاب) بہت زیادہ ہے آپ وہاں سے کیسے گزرے؟"

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا۔ "یہ تو پانی تھا۔ اگر آگ کا دریا ہوتا تو بھی نہ رکتا۔"

اسی روز حضرت اعلیٰؒ شاہ محمد سلیمانؒ کو خانقاہ مبارک حضرت قبلہ عالمؒ پر ایسا وجد طاری ہوا کہ آنکھیں سُرخ ہوگئیں اور آپ بے حس و حرکت ہو گئے۔ یہاں تک کہ گمان گزرا کہ حضرت قطب صاحب والا معاملہ نہ ہو جائے۔ صاحبزادہ صاحب نے نواب غیاث الدین کو بلوا بھیجا۔ اچھے نباض اور ماہر طبیب تھے۔ اس کے بعد آپ ہوش میں آ گئے۔

یہ بھی سننے میں آیا کہ آپ کی آنکھیں بالکل بے ہوشوں اور مردوں کی طرح تھیں۔ آپ کا سر مبارک حافظ محمد جمال ملتانیؒ کے زانو پر اور پائے مبارک قاضی عاقل محمدؒ کے زانو پر تھے۔ اور یہ دونوں بزرگ ہاتھوں اور پیروں کو ملتے تھے اور صاحبزادہ میاں نور احمد جی پنکھا جھلتے تھے۔ جب آپ اس بے خودی سے بیدار ہوئے تو دریافت فرمایا۔ "نماز تو قضا نہیں ہوئی؟ اور یہ کہ

Marfat.com

میرے پاؤں مزار مبارک کی طرف تو نہیں تھے"؟

وصال

ماہ صفر ۱۲۶۰ھ کا چاند دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ ہمارے سفر کا مہینہ ہے۔ خدا خیر کرے۔ کچھ دن بعد زکام کی شکایت ہوئی اور ۷ صفر کو جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔

اولاد

حضور اعلیٰ کے دو فرزند خواجہ گل محمدؒ اور خواجہ درویش محمدؒ خواجہ گل محمدؒ کے دو فرزند خواجہ اللہ بخشؒ اور خواجہ خیر محمدؒ خواجہ درویش محمدؒ کی شادی نہ ہوئی تھی۔ کنوارے فوت ہوئے تھے۔ خواجہ گل محمدؒ اور خواجہ درویش محمدؒ، حضور اعلیٰ کی زندگی میں فوت ہوئے آپ کو قبرستان گلشن درویش (جو آپ کے نام سے موسوم ہے) میں دفن کیا گیا

خلفاء

حضرت شاہ سلیمانؒ ۲۲ سال کی عمر سے سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے اور ۸۴ سال تک تلقین وارشاد میں مصروف رہے اس عرصہ میں ہزاروں تشنگانِ معرفت ہندوستان، جزائر سراندیب، عدن افغانستان، ترکستان ودیگر بلادِ اسلامیہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے خرقہ خلافت متعدد بزرگوں کو عطا فرمایا۔

حضرت خواجہ ثانی اللہ بخش صاحبؒ

حضرت مولوی محمد یاران کلاچویؒ

مولوی محمد علی خیر آبادیؒ

مولانا احمد تونسویؒ

صاحبزادہ نور بخش نبیرہ قبلہ عالمؒ

Marfat.com

قطب الدین براد

مولوی نور جہانیاں بہاولپوری رح

مولوی شہسوار سکنہ نواحی مہار شریف

حاجی بختاور

حاجی برخوردار

مولوی سرفراز چشتی فریدی ڈیرہ اسماعیل خان

میاں عبدالشکور خیرآبادی

سردار خان ولایتی

حسن شاہ قندھاری

ولی اللہ خراسانی

ولی اللہ المشہور بہ ممبر والہ

مولوی محمد حیات دہلوی

میاں حسن عسکری دہلوی

میر فضل علی جھجری

مولوی قیام الدین دہلوی

مولوی اشرف الدین سوتری

شیخ احمد مدنی

مولوی صالح محمد تونسوی

علی محمد امام

Marfat.com

میاں عبداللطیف چنا پٹنی

صاحبزادہ غلام نصیرالدین عرف کالے صاحب

مولوی نور محمد ملتانی امام مسجد حمام

مولوی امام الدین ڈیڈی لاہور

حافظ نورالدین ڈھنڈھی سکنہ نواحی مہار

نور احمد سندھی

غلام محمد شیرانی

نور عالم سکنہ مکھڈ

فاضل شاہ کشمیری

سید شیر شاہ پاک پتنی بیرہ مولانا بدرالدین

ابوالحسن لانگھوی سنگھڑ

تقی محمد لانگوی

مولوی قادر بخش

حافظ عظمت علی ظفر دی نواحی مہار

مولوی غلام رسول ظفر دی

فیض اللہ شاہ جھنجوی

مولوی نظام الدین

حافظ گوہر اوچا

میاں دلیل خانپوری

Marfat.com

مولوی محمد حسین چوہان

مولوی محمد یار جھناوی

غلام محمد اوجینی

حافظ غلام رسول

مولوی نور محمد نارو والہ

سجل خان سکنہ بھنڈی

غلام محمد ملغانی

غلام رسول خان توانغان

محمد اکرم

مولوی شمس الدین سکنہ ساہیوال

مولوی عبدالرحمٰن مودی

مولوی امام بخش مصنف نافع السالکین

مولوی محبوب عالم

میاں نظام الدین بمبیٹی

شرف الدین گردستانی

غلام محمد رسولپوری

غلام محمد شیتی

حاجی نجم الدین مصنف مناقب المحبوبین

Marfat.com

حضرت خواجہ گل محمدؒ کی شادی خانہ آباد

حال یوں فرمایا۔ ایک روز حضرت حافظ محمد جمالؒ صاحب ملتانی نے حضرت اعلیٰ شاہ محمد سلیمانؒ سے فرمایا کہ میرے بیٹوں کی شادی میری بیٹیوں سے ہوگی۔ حضور نے فرمایا۔ قبول ہے۔ اور پھر دوسری مرتبہ بھی حافظ جمال صاحبؒ نے فرمایا۔ محمد عمر خان کی لڑکیاں میری لڑکیاں ہیں اور گل محمدؒ و درویش محمدؒ میرے لڑکے ہیں۔ اجازت ہوگئی۔ مقدر کی بات کہ حضرت درویش محمدؒ شادی سے پہلے وصال فرما گئے۔

جب حضرت خواجہ گل محمدؒ کی شادی کی تاریخ کا تعین ہوا تو تونسہ شریف اقوام پچہ و بھٹہ نے اپنی اولادوں کی شادیوں کی تاریخیں جو اس تاریخ سے پہلے تھیں منسوخ کر دیں تاکہ پہلے حضرت گل محمدؒ کی شادی ہو۔

بارات اونٹ کجاوے اور گھوڑوں پر روانہ ہوئی۔ پہلا کجاوہ "ہیرو" پہنچا تو آخری اونٹ ابھی تونسہ شریف میں تھا۔ شادی بخیر انجام پائی۔

عمر خاں جب بھی تونسہ شریف اس شادی کے بعد آئے۔ زندگی بھر آٹا "ہیرو" سے، پانی "ہیرو" سے، نمک وغیرہ "ہیرو" سے۔ وہاں ان کے دوست تھے ان کے مکان پر ٹھہرتے۔ تونسہ شریف کے برتنوں کو "ہیرو" کے پانی سے دھلواتے۔ "ہیرو" کے پانی سے آٹا گوندھواتے سالن پکواتے، پیتے۔ اس روز سے تونسہ شریف کا پانی روٹی اپنے لئے جائز

Marfat.com

نہ سمجھا کہ یہ اب بیٹی کا شہر ہے ۔

حضور نعیمؒ فرماتے ہیں ۔ میں نے بھی عمر خان کی تقلید کی ۔ مہار شریف میں چار سال تک اپنے آپ پر قابو رکھا مگر عمر خان نہ بن سکا ۔

حضور کریمؒ نے فرمایا ۔ لڑکپن میں والد صاحب کا انتقال ہو گیا ۔ حضور اعلیٰؒ کا ہاتھ سر پر رہا ۔

حضور اعلیٰؒ ایک ہفتہ تک برائے نام علیل رہے تھے ۔ اس تمام ہفتہ میں شب و روز حاضر رہتا تھا ۔ میری والدہ اور دیگر مستورات حضور کی زیارت کیلئے آتی تھیں ۔ میری والدہ نے عرض کیا کہ حضور ان کا والد پہلے ہی فوت ہو گیا ہے ۔ بہت زیادہ تکلیف اٹھائی ہے ۔ اس پر کرم فرمائیں ۔

حضور نے فرمایا ۔ میں ہمیشہ ان کے ساتھ ہوں ۔ تسلی رکھیں ۔

ایام علالت میں آپ نے ایک روز فرمایا :۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد

چراغ مقبلاں ہر گز نہ میرد

تکلیف زیادہ ہو گئی ۔ غشی طاری ہوئی ۔ فرمایا میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں اور وصال فرمایا ۔

نوٹ :۔ عمر خان حضرت حافظ محمد جمال صاحب کے خلیفہ تھے ۔ درس فرمایا کرتے ۔ کہا جاتا ہے کہ جن بھی آپ کے درس میں شریک ہوتے ۔ اس خادم غلام فرید کے آپ پردادا کے بھائی تھے ۔ ہمارا خاندان حضرت کریم خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کا ننھیال ہے

Marfat.com

حضرت خواجہ اللہ بخش حضور کریم
رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ گل محمدؒ صاحب خلف حضرت شاہ محمد سلیمانؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔

حضرت شاہ محمد سلیمانؒ، حضرت مہارویؒ کے عرس مبارک پر تھے۔ کہ ولادت حضور کریمؒ کی اطلاع ملی۔ آپ نے نام اللہ بخش تجویز فرمایا۔ آپ کے دو بھائی حضرت خواجہ خیر محمدؒ و حضرت عبداللہ معصوم تھے۔ حضرت عبداللہ معصوم نے بچپن میں وصال فرمایا۔

تعلیم و تربیت: حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کی تعلیم کا آغاز مولوی محمد امین صاحب نے کیا۔ آپ کو قرآن پاک، صرف و نحو، تفسیر و حدیث، علوم ظاہری کے بعد باطنی علوم حضرت قبلہ عالی شاہ محمد سلیمانؒ نے سلوک و معرفت کی تعلیم فرمائی۔ اور سلوک کی تمام منازل طے کرائیں۔

Marfat.com

قبلہ والد صاحب فوت ہوئے۔ خلافت سے

دستار بندی سرفراز فرمایا۔ آپ ذوالحجہ ۱۲۴۱ھ کو تولد ہوئے

جب آپ نے تونسہ شریف بعد ختم عرس مراجعت فرمائی۔ آپ نے فرمایا

کہ کوئی تاریخ کہے۔ مولوی صالح محمد نے "زہے بیدار بخت"

سے تاریخ نکالی۔ آپ نے بہت پسند فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا۔

میں جس تاریخ متولد ہوا اسی تاریخ سے مراہوں۔ گویا اس تاریخ سے

ہوتوا قبل ان تموتوا کا مفہوم ہوتا ہے۔ بعدہٗ فرمایا۔ جب

آپ تونسہ شریف میں آئے تو میری جدماجدہ نے حضرت کی خدمت میں

عرض کیا کہ لوگوں میں بہت وسواس ہے کہ پسر "ترکل" (تین لڑکیوں

کے بعد پیدا ہونے والا لڑکا) ہے۔ حضرت اعلیٰؒ نے فرمایا "ترکل"

تو بہت اچھے ہوتے ہیں۔ یہ لوگوں میں جو وسواس ہے ٹھیک نہیں ہے۔

میں خود ترکل ہوں۔

حضور شاہ سلیمانؒ کے وصال کے بعد اور سوم فاتحہ کے بعد

آپ کو حضور کے مصلّی پر بٹھایا گیا۔ حضرت کا کلاہ مبارک پہنایا گیا

اور پیراہن پہنایا گیا۔ اس کے بعد حضرت قبلہ عالمؒ کا ٹوپ سر پر رکھا گیا۔

حضرت میاں غلام نظام الدین دہلویؒ (ولد میاں غلام نصیر الدینؒ کالے صاحب ولد

میاں قطب الدینؒ ولد مولانا فخر الدین دہلویؒ قبلہ عالم نور محمد مہاروی کے مرشد)

نے اپنے دست مبارک سے اس کے اوپر سبز دستار باندھی۔ بعدہٗ خواجگانؒ

اجمیر شریف کی درگاہ کی دستار مبارک باندھی۔ اس کے بعد خواجہ قطب الدینؒ

Marfat.com

اور خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہیٰؒ کی دستار مبارک باندھی گئی

اگر گیتی سراسر باد گیرد

چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

ایک روز بعد نماز عشاء کمر دراز فرمائی ۔ میں (گل محمد خان انسپکٹر پولیس ہیروی) (میرے دادا کے بڑے بھائی) اور دیگر درویش پاؤں دبا رہے تھے ۔ آپ نے فرمایا یوں تو لنگر سے ہم سب روٹیاں کھانے والے ہیں مگر دو آدمی عجیب آدمی ہیں ۔ ایک عماد الدین کابلی جو مطول تک پڑھا ہوا ہے ایک دن ہم نے دو روپے دیئے کہ گھی لے کر کھاؤ مبادا تمہیں خشکی ہو جائے انکار کرتا رہا ۔ آخر بعد اصرار لئے ۔ دوسرے دن میں عالم مراقبہ میں تھا کہ میرے پاؤں پر مساس ہونے لگا ۔ دیکھا تو چار روپے نذر کے طور پر ڈالے جاتا ہے ۔ معلوم نہیں اسے کہاں سے ملے ۔ وہ بھی اپنے پاس رکھنا مناسب نہیں سمجھے ۔ دوسرا میاں روشن ہے کہ عیال اطفال سب کو چھوڑ آستانہ پر رہتا ہے ۔

ایک دفعہ میں نے اسے وطن روانہ کیا تھا ۔ نویں دن واپس آگیا اس موقع پر اتفاقاً میاں اللہ بخش بابڑ تحصیلدار مجلس میں موجود تھے انھوں نے پوچھا ۔ میاں روشن کچھ علم بھی پڑھا ہوا ہے ؟

آپ نے فرمایا ۔ علم پڑھ کر کیا کرے گا ۔ جو علم اسے مطلوب تھا بطور احسن پڑھ لیا ہے ۔

گل محمد خان انسپکٹر بیٹھا تھا ۔ کہا :-

Marfat.com

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اس موقع پر فقیر روشن جو دروازہ کی آڑ میں بیٹھ کر کلمات طیبہ کو بڑے شوق سے سنتا تھا نے دروازہ ذرا سا کھولا اور عرض کیا۔

"مجھے قبول کرو۔"

حضرت نے فرمایا۔

"انشاء اللہ تم مقبول ہو۔ اگر قبول نہ ہوتے تو تم کو سب سے یعنی بال بچوں سے جدا نہ کرتا۔"

اس موقع پر یا شاید کسی اور موقع پر حضور نے فرمایا:۔

حضرت ادہم بلخی نے ایک بڑے کامل بزرگ سے دریافت کیا تھا کہ سناؤ کیسے گزرتی ہے۔

انھوں نے کہا:۔

یار ملتا ہے تو شکر کرتے ہیں۔ نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔

ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم ادہم بلخی نے کسی بزرگ کو نماز کی نیت کرتے دیکھا کہ عرصہ دراز تک ہاتھ کانوں پر دھرے کھڑا رہا۔ حضرت ابراہیم حیران ہوئے۔ دریافت کیا تو بولے:۔

جب تک میں مکہ کو نہ دیکھوں اس وقت تک نیت نماز نہیں کرتا۔ اس لئے ہاتھ کانوں پر ہی رہ جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بلخی ہنس پڑے۔ اس پر وہ بزرگ متعجب ہوکر

Marfat.com

سبب خنداں پوچھنے لگا۔

حضرت ادہم نے فرمایا:۔

"میں جب تک مکہ والے کو نہ دیکھ لوں نماز کی نیت نہیں کرتا۔"

اس پر فقیر زدشن نے جو دروازہ گرم پر بیٹھا تھا ذرا سا دروازہ کھ
کر کہا:۔

"میں بھی جب تک خدا کو نہ دیکھوں نماز کی نیت نہیں کرتا"

خاصانِ خدا خدا نہ باشد
لیکن ز خدا جدا نہ باشد

آپ دہلی تشریف فرما ہوئے تو شہنشاہ بہادر شاہ ظفر نے
آپ کا استقبال کیا۔ زیارتِ مزار مبارک حضرت قبلہ عالمؒ کے بعد ناگو
حضرت حمید الدین ناگوریؒ اور وہاں سے اجمیر شریف ۲۷/۲۸ جمادی الثانی
۱۲۷۰ھ پہنچے۔ اجمیر شریف میں دس روز قیام فرمایا۔ اس کے بعد آ
جے پور حضرت ضیاء الدینؒ جے پوری ۳/۴ روز قیام فرمایا۔ اس کے بعد دہلی
دہلی میں سب سے پہلے حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ۔ پھر حضرت مو
فخرؒ اور نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے مزارات اور حضرت نظام الدین اولیا
کی زیارات سے فارغ ہو کر تونسہ اقدسہ تشریف فرما ہوئے۔ ہر جگہ ہزاروں
عقیدت مند دست بیعت ہوئے۔

جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ بروز جمعرات اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد
اور بہت سے رفقاء کو ساتھ لے کر ملتان تشریف فرما ہوئے۔ وہاں سے

Marfat.com

لاہور پھر سہارن پور اور دہلی ۔ ۹ دن بزرگان دہلی کی زیارت میں گزرے پھر اجمیر شریف پہنچے ۔ وہاں سے کُٹا ستھی، احمد آباد اور اورنگ آباد زیارت کے لئے تشریف فرما ہوئے ۔ بمبئی سے دخانی جہاز پر سوار بارہویں روز جدّہ پہنچے ۔ پھر مکہ مکرمہ ایک ماہ سترہ دن قیام رہا ۔

۱۶ر رمضان رات گیارہ بجے مدینہ منورہ پہنچے ۔ اسی وقت آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور حاضری دی بسلام پڑھا اور تحیۃ المسجد نماز ادا فرمائی ۔ ۲ ماہ ۳ دن مدینہ منورہ میں گذارے ۔

عید کے دوسرے روز حضرت خواجہ محمود رح پسر خود کو محبوب و مورود پکار کر جالی مبارک سے ملا کر خلافت عطا فرمائی اور جملہ نعمت ہائے باطنی آپ کی طرف منتقل فرمادیں ۔

۱۹ر ذلیقعد روانہ ہوکر یکم ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ تشریف فرما ہوئے ۔ حضرت عثمان ھارونی کے روضۂ اقدس پر حاضری دی ۔ حج سے فارغ ہوکر ۲۰ر محرم ۱۳۰۰ھ واپس تونسہ شریف وارد ہوئے ۔

آپ کے عہد مبارک میں مٹھا کنواں ڈوڈ ریٹھہ، روضہ اقدس شیش محل مسجد چینی والی ۔ لنگر خانے، سرائے تعمیر ہوئیں ۔

آپ ابتدائے عمر میں بہترین سے بہترین لباس استعمال فرماتے مگر بعد میں نیلا تہبند، سفید ٹوپی اور کرتہ استعمال فرماتے ۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں آپ کے کپڑے قدرے میلے تھے ۔ کسی نے کہا کہ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ والہ وسلم کے حضور میلے کپڑے پہن کر جانا درست نہیں ۔

آپ نے فرمایا :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو چٹائیاں لپیٹ کر آتے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوش ہوتے ۔

حضورِ اعلیٰ رح کے وصال کا آپ نے یوں ذکر فرمایا :-

خواجہ علیہ الرحمتہ ایک ہفتہ تک برائے نام علیل رہے تھے ۔ اس تمام ہفتہ میں شب و روز حاضر بحضور رہتا تھا ۔ میری والدہ ماجدہ و دیگر مستورات کو حضرت خواجہ غریب نواز کی زیارت کو آتی تھیں ۔

ایک دفعہ میری والدہ ماجدہ نے عرض کیا :-

ان (خواجہ الٰہ بخش رح) کا والد فوت ہوچکا ہے ۔ بہت رنج و تکلیف اٹھائی ہے ۔ ان پر شفقت و کرم فرمایا جائے ۔

حضورِ اعلیٰ رح نے فرمایا :-

میں ان کے ساتھ ہوں ۔ تسلّی کرو ۔

ایامِ علالت میں ایک روز فرمایا :-

اگر گیتی سراسر باد گیرد

چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

ایک دن آپ حالت سکون میں تھے ۔ ناک سے سانس جاری تھی لیکن نبض وغیرہ کا پتہ نہ چلتا تھا ۔ ہم بولتے رہے مگر جواب خیر دیا ۔

بعد ازاں مجھ سے فرمایا :-

Marfat.com

میں تم لوگوں کی آوازیں سنتا تھا۔ مگر میں پاس انفاس کرتا تھا۔
پھر مجھے فرمایا:۔
ع بسلطانے رسانندت ازیں پاس

شب وصال آپ چار دفعہ تہجد کے لئے اٹھے تھے۔ صبح ہونے سے اوّل وصال فرمایا۔ تہجد بھی قضا نہیں ہوئی۔ (یہ ذکر پہلے بھی مختصراً آچکا ہے)
وصال سے پہلے میرے آنسو ہر وقت جاری رہتے تھے۔ بعد وصال یکلخت بند ہو گئے۔ دل میں سوچتا۔ کاش یہ آنسو جاری رہتے تو خوب ہوتا۔ مگر اپنے اختیار میں کچھ نہ تھا۔

بوقتِ وصالِ حضرت خواجہ غریب نواز جب میں محل سے باہر نکلا تو بہت سے سبز رنگ کے پرندوں کو دیکھا۔ مگر تحقیق نہیں کہ وہ کیا پرندے تھے۔ میں نے لوگوں کو بلایا۔ سواوروں نے بھی دیکھا۔ صبح ہونے پر یہ پرندے اوجھل ہو گئے۔

حلیہ مبارک

آپ کا چہرہ مبارک فراخ۔ پیشانی کشادہ۔ آنکھیں بڑی بڑی اور خوب صورت۔ بینی دراز۔ ڈاڑھی گھنی قد درمیانہ اور جسم بھاری بھرکم۔ سر پر سفید ٹوپی پہنتے تھے۔ ایک لمبا کرتہ جسم کو ڈھانپے رکھتا۔ اکثر نیلا تہبند باندھتے تھے۔

اخلاق

آپ کا اخلاق، خلقِ عظیم، لطف وکرم، زہد وتقویٰ کا مجسمہ تھے۔ کریم النفس اور خوش اخلاق۔ غریبوں اور بیکسوں پر خصوصی توجہ فرماتے۔ غریب نواز تھے۔

Marfat.com

علالت و وصال

جمادی الاوّل سنہ ۱۳۱۹ھ آپ کو معمولی بخار ہوا کمزوری انتہا کو پہنچ گئی۔ حتیٰ کہ مسجد تک جانے کی ہمت نہ رہی۔ جب وصال کا وقت قریب آیا تو دونوں صاحبزادے اور خاص غلام ایک پل جدا نہ ہوتے۔ اتنے میں حضور رحیم خواجہ محمد محمودؒ نے فرمایا جاؤ فقیر روشن کو بلاؤ۔ (جو گھر بار چھوڑ حضورؒ کے قدموں میں آ بسے تھے۔ حضور کریمؒ کے سچے عاشق اور جاں نثار تھے) ہر وقت اس کی نگاہ حضور کریمؒ کے رخ اقدس پر رہتی تھی۔ دل و جان سے قربان ہوتا رہتا تھا۔ "قدر جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری" کے مصداق حضرت رحیمؒ کو پورا علم تھا کہ فقیر صاحب کس قدر روشن دل و روشن ضمیر ہیں۔ اس وقت اس کی عدم موجودگی خاص طور پر محسوس فرما رہے تھے۔

ادھر فقیر صاحب کا یہ حال کہ کوٹھری سے نکل کر دس بار دروازہ تک گئے لوگوں کی بھیڑ اور ہجوم سے دھکے کھائے، ٹھوکریں کھائیں۔ راستہ نہ ملا۔ تھک ہار کر تنہائی اور گوشۂ عزلت میں بیٹھے آنسو بہانے لگے۔ پروانہ وار شمع حسن پر فدا اور قربان ہونے کو تیار مگر راستہ نہ ملتا۔ دریا ہوتا تو کود پڑتے، پہاڑ ہوتا تو چھلانگ لگاتے مگر یہاں سب راہیں مسدود۔ دنیا اندھیر ہو رہی تھی۔ یہاں ہر ایک کے دل میں شوق اور عقیدت کی آگ بھڑک رہی تھی کوئی کسی کو نہ پہچانتا تھا۔ بس ایک نفسا نفسی کا عالم تھا۔

حضرت غریب نوازؒ کو کسی کسی وقت دردِ شدید کی تکلیف ہوتی تو آپ کی بے آرامی اور بے چینی کو دیکھ کر سب حاضرین مجبور ہو جاتے۔

Marfat.com

ضرت محمود صاحبؒ نے فرمایا:۔

میری جان اس مقدس جان کا بدل تو نہیں ہو سکتی۔ مگر اس درد
کا عوض ہو جائے تو مجھے خوشی سے منظور ہے۔ اور ہزار بار تصدق ہے۔

خدا کی قدرت ان الفاظ کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ثانی کریمؒ کو پھر
درد کی شدت نہ رہی۔ گو مرض نے غلبہ کیا مگر درد کافور ہو گیا۔

فقیر روشن کا اشارہ اسی طرف تھا جو فرمایا کرتے تھے۔

باتوں باتوں میں لوٹ لیا۔ بلا مشقت لوٹ لیا۔ ہاں اہالیان سنگھڑ
کی بابت میں کہہ سکتا ہوں کہ ؎

نزدیکانِ بے بصر دور ۔۔۔ او دورانِ باخبر در حضور

اس دریائے فیض سے جس قدر ہندوستان فیض یاب ہوا
سنگھڑ والوں کے حصہ میں کچھ نہیں آیا۔

۲۹ رجمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ بروز ہفتہ تہجد اس کے بعد
نمازِ فجر اشاروں سے۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو جان جان آفرین
کے سپرد۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اولاد آپ کے تین فرزند حضرت خواجہ محمد موسیٰؒ۔ حضرت خواجہ احمدؒ
حضرت خواجہ محمد محمودؒ۔ حضرت خواجہ احمدؒ کا عین شباب
میں وصال ہوا۔ آپ حافظ قرآن تھے۔

حضرت خواجہ محمد محمود رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش و عالم طفولیت: ۱۸۶۴ء میں اس دنیا میں ظہور
ہوئے۔ جب سے ہی آپ اس د
میں تشریف لائے لنگر بیش از بیش وسعت ہوئی۔ غربا و م
کو پہلے سے دہ چند آرام ہوگیا۔ یہ سب محل و مکانات آپ کی پیدائش
کے بعد تعمیر ہونا شروع ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت ایک شہنش
کی آمد تھی۔ حضرت کی والدہ ماجدہ ملتان کے عالی شان وذی مرتب
خاندان خاکوانی پٹھان سے ہیں۔ نواب غلام قادر خان خاکوانی کی دخ
نیک اختر اور خان بہادر نواب حاجی احمد یار خان رئیس اعظم والمعظم ملت
کی ہمشیرہ تھیں۔

تعلیم و تربیت: آپ کو چار سال کی عمر میں پڑھنے کے
لئے بٹھایا گیا۔ آپ کی پہلی استادی کا فخ

Marfat.com

حضرت خواجہ
محمد محمود رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ
غلام نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

...افظ صدیق صاحب کو حاصل ہے ۔ اس کے بعد آستانہ مقدسہ کے
مشہور حافظ سونہارا کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور تھوڑے ہی
عرصہ میں قرآن پاک ختم کیا ۔

اس کے بعد آپ علامہ دہر مولوی خدابخش صاحب پیش امام
حضور کریمؒ سے فارسی اور عربی پڑھنا شروع کی ۔ یہ بزرگ مولوی خدابخش
کے دادا مولوی خدابخش جراح جنہوں نے نصاب ضروری محض اپنی
جودتِ طبع سے تالیف کیا ۔

آپ کے استاد مولوی خدابخش صاحب آپ کی جودتِ طبع
کی ہمیشہ تعریف فرماتے ۔ مولوی علی گوہر صاحب جو مدرسہ محمودیہ کے مہتمم
اور ایک برگزیدہ ہستی تھے ۔ جن کی سادگی، زہد و اتقاء قرونِ اولیٰ
کے مسلمانوں کا نمونہ تھی، آپ کے ہم سبق رہے ۔ الغرض آپ
علوم ظاہری میں فارغ التحصیل ہوئے ۔

آپ نے علم باطنی و روحانی اپنے قبلہ گاہ فیض زمان خواجۂ
خواجگان حضرت ثانی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا ۔ اور سچ تو یہ ہے
کہ سلطان المشائخ حضرت ثانی خواجہ اللہ بخشؒ کو جو محبت اپنے
اس فرزند دلبند سے تھی اور کسی سے نہ تھی ۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد موسیٰؒ فرزندِ اکبر کو بھی خلافت عطا
ہوئی مگر جو نعمت اور برکت بالخصوص خلافت اس جواں بخت کے حصّہ
میں آئی وہ انہی کے لئے مخصوص تھی ۔

Marfat.com

ہمیشہ سفر میں اپنے ساتھ لے جاتے اور خاص شفقت فرماتے ۔ ان ک
اطاعت وعبادت اور طبع لطیف و قلب سلیم سب اس امر کے متقاضی تھے ک
ان پر خاص توجہ کی جائے ۔ حج بیت اللہ کے لئے جب حضرت ثانی کریم
روانہ ہوئے تو بھی اپنے محبوب لختِ جگر کو جُدا نہ کیا اور نعمتِ الٰہی اُن ک
سپرد کر دی ۔

خوش اخلاقی و شیریں زبانی

آپ کی خوش اخلاقی اور شیریں کلامی پتھر سے پتھر دل کو موم کر
دیتی تھی ۔ اہل اسلام تو خیر جانتے ہی تھے کہ حضرت کی فیض رسانی و مہربانی
کمال کی ہے ۔ غیر اقوام غیر مسلم اشخاص کو بھی میں نے اس شمع سلیمانی ک
گرد پروانہ وار نقدِ جاں نثار کرتے دیکھا ۔ بھنورے کی مانند اس نازک
پھول پر نثار تھے ۔

اگر اس عنوان پر دفتر کے دفتر قلمبند کروں تو بھی آپ کے اخلاق کریم
میں سے ایک شمہ بھی ادا نہ ہوگا ۔ جس طرح محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اخلاقِ حمیدہ جس قدر بیان ہوں اسی قدر پڑھنے والے کو مسرت تازہ
لطفِ بے اندازہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کے جسقدر مناقب اور کلماتِ طیبّات بیان ہوں گے عقیدت مند، مریدوں
کو اور زیادہ لطف آئے گا ۔

ایک دن ایک بزرگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہوئے
اس آیہ کریمہ کی تفسیر فرماتے تھے ۔ کہ جب فرمانِ الٰہی ہوا :-

Marfat.com

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى یعنی اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ اس کا مختصر جواب یہ ہوسکتا تھا کہ هٰذَا عَصٰى یہ میرا عصا ہے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کلام الٰہی سے ایسے مست اور گرویدہ ہوئے کہ فرمانے لگے۔

قال ھی عصای واتوکو علیھا واھش بھا علی غنمی ولی فیھا رب اخری ط

فرمایا کہ یہ میرا عصا ہے۔ میں اس کے سہارے چلتا ہوں اور اس سے اپنے ریوڑ کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔ اس کے علاوہ اس میں اور بھی بہت سے فوائد اور مقاصد ہیں۔

مقصد یہ کہ وہ کیف میں آکر مسلسل تقریر فرمانے لگے۔ حالانکہ سوال تو صرف یہ تھا کہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

اسی طرح ہم بھی حضرت رحیمؒ تونسوی کے حالات و مقالات میں جہاں ان کے اخلاق کا ذرا سا نمونہ پیش کریں گے وہاں اپنی طبع کی بےخودی سے مجبور ہوکر دیگر واقعات کا سلسلہ بھی جاری رکھیں گے۔

آپ میں اخلاق حسنہ کوٹ کوٹ کر بھرے تھے۔ وہ صفات محمدیؐ کا صحیح نمونہ تھے۔ جب بھی کوئی شخص ان کے دربار فیض آثار میں حاضر ہوتا اسی کے حسب مطلب گفتگو ہوتی۔ یہاں تک کہ ایک دہقان ساربان موجودِ مجلس ہے آپ کی شیریں بیانی سے وہ بھی مسرور ہوکر اٹھتا۔ اگر کوئی اہلِ علم ہے تو علمی نقاط سے اس کی ضیافت

Marfat.com

کی جانی۔ سخن سنج ہے تو وہ شاعرانہ گفتگو اور نکتہ سنجی کی گرم بازاری کہ خاقانی اور انوری کی روح وجد کرنے لگے۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوستان کے ہر مقام سے بے شمار خطوط روزانہ آپ کی خدمت میں آتے۔ کئی منشی اس کام پر تعینات تھے کہ ہر ایک ضروری خط یا عریضہ کا جواب لکھا جائے۔ (حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش قدس سرہ العزیز کے وقت بھی یہی معمول تھا)

حضور رحیم کا یہ معمول تھا کہ مناسب حال سب کا جواب یا خود اپنے دستِ مبارک سے لکھتے یا منشیوں سے لکھوا کر اور اپنے دستخط خاص سے مزین فرما کر بھیجتے تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ خطوط کے جواب لکھنے والے منشی مولوی محمد یار خان، منشی عثمان خان، مولوی غلام علی خان تھے۔

جناب محمد سعید صاحب ای۔ اے۔ سی کرنال کو جو مراسلہ تحریر فرمایا۔ اوپر کا حصہ آپ نے تحریر فرمایا اور پھر باقی حصہ مولوی غلام علی صاحب سے لکھوایا۔ اور یہ بھی تحریر کر دیا کہ "یہ میری آخری چٹھی ہے۔"

محمد سعید موصوف کو روزانہ عریضہ بھی روانہ فرماتے اور تار بھی بھیجتے۔ اور بالآخر خود قادر پور آپ کے وصال سے ایک دن پہلے یہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہمارے اوج سعادت کے پرتو سے سعادت دارین حاصل کی۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خلاصہ یہ کہ آپ کے اخلاق کی کیا تعریف کی جائے۔

Marfat.com

دشمن سے سلوک

میاں باغ علی ہمیشہ آپ کے خلاف رہے۔ اور ہر موقع پر کژدم کی طرح ڈنگ مارتے رہے۔ خدا کی قدرت کہ دق وسل کی بیماری میں مبتلا ہوگئے۔

حضرت غریب نوازؒ کو اپنی فطری رحمدلی سے صدمہ ہوا۔ اور فرمایا "غریب عیالدار ہے اور ہمارے برادر زادہ کا رکن اعظم والیٔ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شفا دے"۔

چنانچہ دعائے خیر کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ خدا کی قدرت کہ دق وسل جیسی ہولناک بیماری سے صحت ہوگئی۔

اسی طرح سیال شریف کے صاحبزادہ کا جب وصال ہوا۔ وہ ہمیشہ آپ کے خلاف رہے۔ مگر اخلاص کو وزن کیجئے۔ ایک بڑے گروہ کا پیرو مرشد برابر ۱۲ سال میرے پاس آئے اور میں روگردانی کروں؟ وہ ناز برداری کرے اور ایسی جگہ بیٹھنا پسند کرے جو اس کے شان کے شایاں نہ ہو۔ یہ سچا خلوص نہ تھا تو اور کیا تھا؟ پھر آپ آبدیدہ ہوگئے۔

آپ کی تحریر انتہائی پرمضمون ہوتی۔ ہاں آپ کی تحریر سوائے واقف حال کے پڑھنا ذرا دشوار ہوتا۔ جو گفتگو کا طریقہ تھا، وہی طرز تحریر تھی۔

"میرے مکرم اور واقعی محسن معظم عززکم اللہ تعالیٰ"

"محسن احسن اللہ بک" "معظما عظمک اللہ" مکرما کرمک اللہ"

جیسے القاب آپ عام طور پر تحریر فرماتے جنھیں پڑھ کر انسان کا دل

Marfat.com

باغ باغ ہو جاتا۔ آخر میں آداب کے طور پر تحریر فرماتے،

"فقیر محمود۔ مضطر محمود، محمود سلیمانی، عاصی سلیمانی"

ابتدا میں "فقیر محمود" التزام فرماتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد "مضطر محمود" بعدہٗ "سلیمانی" لفظ پسند فرمایا اور "عاصی سلیمانی" تحریر فرماتے رہے۔

مولوی عبدالقادر خان ولایت گئے تو واپسی پر سفر میں جدہ کے مقام پر انھوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ہاتف کہہ رہا ہے،

"سنیچر موت۔ اتوار قبر۔ آگے راحت"

اس پر مولوی صاحب بہت حیران ہوئے۔ میاں عبداللہ دربان ساتھ تھا۔ جدہ شریف، مکہ شریف یہاں تک کہ مدینہ شریف بھی زیارت کو گئے حج کا موسم نہ تھا۔ واپس آ گئے۔ خواب کا بار بار خیال آتا۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ تھوڑے عرصہ بعد انھوں نے پیغام اجل کو لبیک کہا۔ حضور رحیمؒ کو نہایت ہی صدمہ ہوا۔ جب اس کا جنازہ آیا تو روضہ مبارک کے اندر تبرکات (غلاف خانقاہ) ڈال کر ان کی عزت افزائی کی گئی۔ خود قبرستان تشریف لے گئے۔ مرحوم کی قبر افغان نیک بندوں سے تیار کرائی گئی۔ پسماندگان سے خاص سلوک کیا گیا۔ چھ بورا پختہ غلہ سالانہ، ۱۲ روپے ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا۔ مہاجنوں کا قرض چار پانچ سو روپیہ جیب سے ادا فرمایا۔

میر صاحب سے کیسی وفا کی

حضور رحیم تونسویؒ کی جس نے بھی ذرہ بھر غلامی کی آپ نے اس کی مدد فرمائی۔ وہ اخلاص و مودت و الفت و عقیدت کی قدر کرنے والے تھے۔

Marfat.com

آپ کا جود و سخا اور خصوصاً مہر و وفا مشہور تھا۔ آپ اپنے دوستوں، رشتہ داروں، عزیزوں اور مریدوں پر کمال درجہ مہربانی اور شفقت فرماتے تھے۔ یہ آپ کی طبع رحیمانہ اور اخلاق کریمانہ کا خاصہ تھا کہ آپ کی مجلس میں جو شخص حاضر ہوتا وہ یہی خیال کرتا کہ تمام حاضرین دربار سے مجھ پر زیادہ عنایت ہے۔

حضرت محمودؒ پر ہے ہر گھڑی فضل خدا
نام نامی ان کا ہے ان کی فضیلت کا گواہ
حق نے ان کو نعمتیں ساری کی ساری کیں عطا
علم و حلم و دانش و مہر و وفا، جود و سخا

آپ واقعی فرشتہ خصال تھے۔ ہم نے دہلی، لکھنؤ، حیدرآباد دکن کے شاہانِ اسلام کے دربار نہیں دیکھے۔ لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا دربار رتبہ میں، شان میں، جاہ و جلال میں شاہانِ سلف سے بڑھ کر تھا۔ وہ دنیا پرست بادشاہوں کا دربار اور یہ دین و دنیا کے شہنشاہ کا دربار۔ واقعی ان بادشاہوں میں کئی کریم النفس، متقی و خدا پرست گذرے ہیں۔ میرے حضرت کی وصیت بوقت وصال موجود ہے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ آپ کس درجہ کے متقی و پرہیزگار تھے اور سب سے بڑھ کر اعلیٰ صفت مخلوق خدا سے محبت و الفت تھی۔ مہربانی اور شفقت فرمانا آپ کے اوصافِ طبعی میں سے تھا۔ مثال کے طور پر میں مولوی عبدالقادر خان کا واقعہ لکھ چکا ہوں۔

Marfat.com

اب میر صاحب سے اس برگزیدہ ہستی نے وفاداری کی اور جس قدر
نیک بندہ کے اخلاص اور عقیدت کی قدر دانی فرمائی وہ آپ کا ہی خوبصورت
خاصہ تھا۔

میر صاحب شاہی خاندان سے تھے۔ طبابت میں لاثانی تھے۔ رؤسا
وقت ان کو ایک ہزار روپیہ روزانہ فیس دے کر طلب کرتے۔ طبیعت نے
چاہا تو چلے گئے ورنہ صاف جواب دے دیا۔ گورنمنٹ انگریزی سے ایف
چند مربع اراضی پیرووال میں عطیہ تھی جس سے وہ نہایت خوشحالی او
فارغ البالی کی زندگی بسر کر سکتے تھے مگر میر صاحب کو میرے حضرت رحیم
تونسوی سے خاص الفت تھی۔

میر صاحب کی بیماری:

میر صاحب اور حضور رحیمؒ محبت و اخلاص
کے رشتہ سے منسلک تھے جو میر صاحب
کے دل میں قدرت نے ودلیت کر رکھا تھا۔

میر صاحب بیمار ہو گئے اور ایسے کہ خانیوال ہسپتال میں لائے۔ میر
عارضہ بواسیر میں مبتلا تھے اور از حد کمزور ہو گئے۔

حضور رحیمؒ کو جب میر صاحب کی تکلیف کا علم ہوا تو از بس محزون
غمگین ہوئے۔ مولوی غلام علی سے خانیوال تیاری کا حکم فرمایا۔ موٹر پر سوار ہوئے
حضور انور کے ہمراہ عبداللہ باورچی، عبداللہ لانگری اور خلیفہ محمود تھے۔ آپ نے
حکم فرمایا کہ توشہ خانہ سے ایک تھان کمخواب اور دو صد روپیہ نقد لے چلو۔
موٹر ڈیرہ غازی خان سے ہوتی ہوئی جہاز پر پہنچی۔ دریا کے پار

Marfat.com

اترتے ہی ڈرائیور کو حکم دیا کہ گاڑی اپنی پوری رفتار سے چلائے۔ ہم سب دیکھ رہے تھے کہ آپ بہت دلگیر اور افسردہ خاطر نظر آ رہے ہیں۔ فکر و ملال رخ انور سے نمودار تھا۔

القصہ اس عجلت میں آپ عیدگاہ جاکر گاڑی سے اترے اور فریضۂ ظہر ادا کرنے لگے۔ اتنے میں خانیوال کی سڑک پر ایک موٹر ملتان کو آتی ہوئی نظر آئی۔ ایک صندوق جنازہ کی رکھی تھی۔ معلوم ہوا کہ میر صاحب کا تابوت ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط اب سمجھ میں آیا کہ تھان اور روپیہ کیوں ہمراہ لیا تھا۔

حادثۂ جانگداز: ۱۷ ستمبر ۱۹۲۹ء کو ایک ایسا حادثۂ جانگداز اور سانحۂ ہوشربا واقع ہوا کہ قلم و زبان کی کیا طاقت کہ اس واقعہ کے متعلق کچھ لکھ سکے۔

افسوس! تونسہ شریف کا چراغ، سنگھڑ کا دلارا، پنجاب کا فخر، ہندوستان کا گوہر، گلشن سلیمانی کا چہکتا ہوا بلبل، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق، خاندانِ چشت اہل بہشت کی نشانی، بزرگان دین کا محبوب، اولیائے کرام کا مرغوب، خلقت کا ملجا و ماوا، غریبوں کا پشت پناہ، بیکسوں کا تکیہ گاہ، اخلاق محمدی کا نمونہ، رحمتِ الٰہی کا خزینہ، علم و ادب کا گہوارہ، فصاحت و بلاغت کا دریا، منطق و معانی میں ماہر، فلسفہ اسلامی کا شیدا، اہل سخن کا قدردان، امیر و غریب کا محبوب، شہنشاہوں کا شہنشاہ، فقیروں کا فقیرِ کامل، اس کا زہد و اتقاء، اس کا صدق و

Marfat.com

صفا، اس کی مہر و وفا، اس کی جود و سخا کس کس بات کو یاد کروں۔ اس کی مجلس شاہانہ، اس کا علمی مذاق، اس کے محاسن محمودی، کلماتِ طیبات، اس کی تمثیلات و تشریحات، اس کی وہ ذات ستودہ صفات اس کے کمالات ظاہری و باطنی کس کس کا اظہار کروں۔ وہ نیکی و پرہیزگاری میں یکتا، انتظام دینی و دنیاوی میں لاثانی، شہسواری میں یکتا، گھوڑے کی پہچان و پرکھ کا بادشاہ، شیریں زبانی اور خوش کلامی میں لاجواب، اس کی ہمت مردانہ، شان شاہانہ، حوصلہ و استقلال، تکالیف و مصائب پر صبر، خوشی اور مسرت پر شکر، ہر معاملہ میں ذات الٰہی پر بھروسہ، عبادت سے ذوق، خدمتِ خلق سے شوق۔

الغرض وہ مجموعہ کمالات تھے۔ کیوں نہ ہو حضرت خواجہ فخر الاولیا شاہ محمد سلیمان تونسوی رح حضرت اعلیٰ رح کا پوتا اور شاہ فیض بخش خواجہ اللہ بخش حضرت ثانی کا جگر گوشہ اور مسندِ سلیمانی کا حقیقی جانشین، محبوب خاندان چشت، رحمت الٰہی کا مجسم نمونہ آج ظاہری صورت میں ہماری آنکھوں سے پنہاں ہو گیا۔ یعنی ماہ ستمبر ستمگر میں شاہ زمان، فخر عالم و عالمیان برگزیدہ خواجہ محمد محمود رح تونسوی کا وصال ہو گیا۔ وصل الحبیب الی الحبیب۔

مگر ہم کو اپنے آتش فراق میں پروانہ وار جلایا۔ دل بے تاب ہے مگر تسلی دینے والا کوئی نہیں۔ بیقراری ہے مگر تسکین دلانے والا نظر نہیں آتا۔

اجمیر شریف میں جاؤ اور دیکھو جناب فیض مآب حضرت متولی صاحب

Marfat.com

خانقاہ حضرت خواجہ اجمیری صاحبؒ کے کس طرح نثار ہو رہے ہیں چشتیاں شریف میں خانقاہ حضرت قبلہ عالمؒ میں نظر ڈالو حضرت میاں محمود بخش زار نزار ہیں۔

جہاں پیارے محمودؒ کا نام سن لیا آنکھوں سے آنسوؤں کے ستارے ڈھلک رہے ہیں۔ محبت تھی یا عشق۔ الفت تھی یا بیخودی اس کی بے قراری واللہ باللہ دیکھی نہیں جاتی۔

تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو
رونا ہے کچھ ہنسی نہیں ہے

ریاست بہاول پور میں کسی اہل نظر پر نظر ڈالو۔ بیتاب ہے اور اسی یوسف کنعانی کی یاد میں یعقوب علیہ السلام کی طرح جگر کباب ہے۔

جدا کسی سے کسی کا حبیب نہ ہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

گولڑہ شریف میں جاؤ دیکھو کہ اس آفتاب ولایت، فخر دین وملت، مہر برزح سعادت کی کیا کیفیت ہے۔ اس کا ایک برگزیدہ دوست جدا ہے جو اپنے ایک بے تکلف محبت نامہ میں اپنے قلم اعجاز رقم سے حضور رحیم تونسویؒ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:۔

"اپنا طبیعت کے بارہ میں اس وجہ سے عرض نہیں کر سکا کہ

Marfat.com

واقعی کیفیت کے عرض کرنے سے جناب کو بمقتضائے فطرت کریمانہ تکلیف ہوگی۔ جناب کے غلام محی الدین کو نیاز مند کی علالت کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی ہے لہذا وہ بھی عرض کرنے سے قاصر ہے۔"

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف
بامید ایں کہ روزے بشکار خواہی آمد
بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازاں کہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

وصال حضرت خواجہ محمد محمود رح

حضرت غریب نواز بتقاضۂ عمر و ریاضت اور دو زانو بیٹھنے سے عرصہ سے گھٹنوں کے درد میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ اپریل ۱۹۲۹ء میں جب آپ ایک جگہ سے اٹھتے تو دو آدمی سہارا دے کر اٹھاتے۔ مگر ہر جماعت میں تشریف لے جاتے اور معمولات میں کسی قسم کا فرق نہ آنے دیتے۔

گرمی کے موسم میں نواب صاحب کے خطوط آتے کہ آپ ڈیرہ دون (ہندوستان یو۔پی میں صحت افزا پہاڑی مقام) تشریف لائیں۔ کوٹھی لے لی ہے۔ آپ ڈیرہ غازیخان کے راستے جہاز (سٹیمر) پر سوار ڈیرہ دون کے سفر پر روانہ ہوئے۔ فرمایا۔ جس کا نام دون ہے اس سے کیا نفع ہوگا! چند دن بعد زیادہ تکلیف محسوس کرنے لگے۔ ڈیرہ دون میں ایک شاہی حکیم ساکن گنگوہا شریف سے چند روز علاج ہوتا رہا۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔

Marfat.com

اس اثنا میں حکیم عبدالحئی ساکن پشاور حال مقیم ملتان کو تار بھیجا گیا۔ آپ پہلے بھی کئی مرتبہ اس حکیم سے علاج کرا چکے تھے۔ وہ حضور کی طبع عالی سے بھی واقف تھے۔ کچھ افاقہ ہوا مگر آپ نے ڈیرہ دون میں رہنا پسند نہ فرمایا۔

ریل پر سوار خانیوال تک اور پھر قادر پور تک گھوڑوں پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ حکیم عطاء اللہ صاحب کو ملتان سے بلوایا گیا جو طبیہ کالج دہلی کے سند یافتہ تھے۔ علاج ہوتا رہا مگر کمزوری بڑھتی گئی۔

حکیم غلام غوث بہاولپوری اور حکیم محمد حسین آف بہاولنگر کی مشاورت سے علاج ہوا۔ تین چار روز آرام پھر اسہال۔ اگر اسہال جاری تو طبیعت درست مگر کمزوری زیادہ اور اگر اسہال رک جاتے تو طبیعت میں سخت الجھن اور بے لطفی۔

دہلی کا ارادہ بغرض علاج فرمایا مگر کمزوری مانع آئی۔ اب تو پلنگ مسجد میں رکھوا دیا۔ کیونکہ مسجد میں آنا جانا تکلیف دہ بنتا تھا۔ عصر، شام، عشا اور صبح مسجد میں پڑھتے۔ وضو کرنے کی طاقت نہ تھی۔ تیمم فرماتے۔ اٹھنے کی طاقت نہ تھی بیٹھ کر نماز ادا فرماتے۔

اس اثناء میں نواب احمد یار خان سے فرمایا کہ اراضی موضع مقبولواہ مدرسہ اسلامیہ کے واسطے وقف کر دی جائے۔ اور یہ سب کاغذات تین دن میں مکمل کرا لئے گئے۔

Marfat.com

وصال سے قبل آپ نے وصیت فرمائی۔

"ایک مقفل صندوق میں سب کچھ تحریر ہے۔ اس پر عمل کیا جائے۔ اس میں سرورِ کائنات سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا موئے مبارک اور ذراتِ نعلین مبارک ہیں۔ نعلین مبارک کے ٹکڑے میرے منہ میں اور موئے مبارک کی کترن میری آنکھوں میں ڈال کر یہ الفاظ کہے جائیں۔"

"اے عاصی محمود گنہگارا! تو آج اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہے
یہ سب اشیاء تیرا وسیلہ ہوں۔"

آپ وفات سے چار روز پہلے بیماری کے باوجود یکایک پلنگ سے اٹھے اور فرمایا :-

"اے مسلمانو! یقین کرو میں خواجہ محمد سلیمانؒ کا سچا جانشین ہوں۔"

اس وقت آپ کی آنکھیں سرخ اور چہرے پر حد درجہ جلال نمایاں تھا۔ ہم لوگ حیران تھے کہ پہلے تو کمزوری اس قدر تھی کہ سر اٹھانا مشکل تھا یا اب دفعتاً کھڑے ہوگئے ہیں۔ شاید اس وقت حکم باری تعالیٰ تھا کہ اس وقت اعلان کر دیا جائے تاکہ ناواقف و نابلد لوگ بھی چشمۂ سلیمانی سے سیراب ہو جائیں۔

سوموار کے دن آپ نہایت ضعف میں تھے۔ بولتے وقت آنکھ کھولتے۔ دوپہر کے وقت زیادہ تکلیف ہوئی۔ اس وقت تکلم بند تھا۔ مگر پورے ہوش و حواس میں تھے۔ صاحب زادہ حضرت نظام الدین صاحبؒ سے پانی مانگا۔ اسی روز محمد سعید صاحب آئے۔ صاحبزادہ حضرت نظام الدین صاحبؒ

Marfat.com

نے عرض کیا۔

"بابو تساڈے دوست محمد سعید آئے ہین"

بڑے شوق سے آنکھ کھولی۔ رات کے ½ ۱ بجے زور سے اللہ اللہ کا جہر شروع کیا۔ بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ جو سوئے ہوئے تھے جاگ پڑے دور دور تک آواز سنائی دیتی تھی۔ جہر ذکر جاری رہا اور اسی اثنا میں داعیِ اجل کو لبیک کہا اور جنت الفردوس کو سدھار گئے۔ آپ کو غسل باغ میں دیا گیا۔

چالیس روز تک حفاظ کلام اللہ قرآن شریف کے ختم پڑھتے رہے۔ ان کے مصارف صندوق میں پہلے سے رکھے ہوئے تھے۔

آپ کے وصال کے بعد زلزلہ آیا۔ ہر طرف برسات ہوئی۔ دریاؤں میں طغیانی آگئی۔ کالا باغ پر ½ ۶۶ فٹ پانی کی اطلاع تھی۔ (½ ۶۶ فٹ پانی سے مراد چھ لاکھ ساڑھے چھ ہزار کیوسک فٹ پانی) اور پھر اس میں دو دکھ یا شریک۔ سنگھڑ کا دوسرا کنارہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اکثر شہر دریا میں بہہ گئے۔ اس حالت میں مستورات کی روانگی۔ تقریباً ایک درجن کشتیاں اور ان میں سامانِ ضرورت۔ پردہ کا انتظام۔ یہ بندوبست فتح محمد کھر نے کیا۔ تین روز کے سفر کے بعد یہ قافلہ "بدھ" ریلوے سٹیشن جا کر خشکی کو دیکھ سکا۔ پھر قادر پور پہنچے۔

حضرت خواجہ محمد غلام نظام الدین مرشدم نے فرمایا۔

فتح محمد کھر! تمہارا یہ احسان میں اس دنیا میں نہیں اتار سکتا۔ انشاء اللہ

Marfat.com

اس دنیا میں تیری خدمت اسی طرح کروں گا جس طرح ہمارے کنبے کی خدمت
آپ نے ان حالات میں کی ہے ۔"

آپ کا جنازہ ملتان میں : جب ہر طرح تیاری کرلی گئی تو آپ کا جسدِ مبارک صندوق میں رکھ دیا گیا۔ ملتان میں نصف درجن سے زیادہ موٹریں آگئیں اور نواب احمد یار خان کی ایما پر یہ تجویز ٹھہری کہ حضرت کو امانت کے طور پر حافظ جمال اللہ صاحب ملتانیؒ کے پہلو میں دفن کیا جائے ۔ کیونکہ ان دنوں دریائے سندھ کی طغیانی غضب کی تھی ۔ ریلوے پٹڑیاں شکستہ ہو چکی تھیں ۔

جونہی حضورؒ کے وصال پُر ملال کی خبر ملتان میں پھیلی لوگوں نے دکانیں اور کاروبار بند کر دیے ۔ عید گاہ سڑک پر ہزار ہا لوگوں کا جمِ غفیر تھا۔ جب موٹر پہنچی تو شمع سلیمانی کے گرد لوگ پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑے ۔ موٹر پھولوں سے لد گئی ۔ لوگ دیوانوں کی طرح دوڑ رہے تھے ۔ آپ کے جنازہ میں اتنی مخلوق اکھٹی ہوئی کہ اتنی مخلوق ملتان میں کبھی نہ دیکھی گئی ۔

آپ کا وصال مابین شب دوشنبہ و سہ شنبہ ، ۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء ، ۲۱ اسوج سمت سنہ ۱۹۸۶ ، ۱۲ ربیع الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ کو ہوا ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

Marfat.com

تابوت مبارک تونسہ شریف میں :- مابین شب ۴/۳ شوال ۱۳۴۸ھ بمطابق

۵/۶ مارچ ۱۹۳۰ء حضور پرنور رح کا تابوت مبارک ملتان سے تونسہ شریف لے جانے کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی ۔ حضرت محمد جمال صاحب قدس سرہ العزیز کے مسقف دالان جہاں سینکڑوں حفاظ کلام پاک پڑھ رہے تھے اور مخلوق خدا اشکبار تھی ۔ کوئی پشاور سے کوئی دہلی سے ، کوئی بہاولپور اور مہار شریف سے ۔

میرے محترم بزرگ حاجی فتح محمد خان ملغانی اور حاجی محمد اعظم خاں سوداگر چرم ملتانی روایت کرتے ہیں کہ :-

اس قدر انسان اکٹھے ہو گئے کہ عرس حضرت محمد جمال رح میں بھی اتنی مخلوق نہیں ہوتی ۔ اکثر حافظ قرآن تھے ۔ سب پروانوں کی طرح شمع محمودی کے گرد جمع ۔ سارا ملتان امڈ پڑا ۔ نواب احمد یار خان خاکوانی اور ان کے فرزندان بھی موجود ۔ صندوق کو نکال کر گاڑی میں رکھا گیا ۔

کاریں تونسہ شریف روانہ ہوئیں ۔ ہندو مسلم ہر کوئی گریہ کناں تھا ۔ دکانیں اور کاروبار بند ۔ کیا تھا .... کیا ہو گیا .... کیا ہو گا ۔

حضور رحیم رح کا تابوت مبارک تونسہ اقدس میں پہنچا ۔ جبکہ روضہ مبارک مکمل ہو چکا تھا ۔ راستہ صاف ہو گیا تھا ۔ اور اس وقت مخلوقِ خدا کا انبوہ تھا کہ انسان تو اس قدر ہو ہی نہیں سکتے جیسے فرشتے اتر آئے ہوں ۔ ملتان سے تونسہ شریف تک کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں دو رویہ آدمی نہ ہوں اور کوئی جگہ خالی ہو ۔

Marfat.com

حضور رحیمؒ کی اولاد پاکؒ

حضرت خواجہ احمد ثانیؒ

حضرت خواجہ غلام فرید شہیدؒ

حضرت خواجہ محمد غلام نظام الدینؒ

حضرت خواجہ محمد غلام نصیر الدینؒ

حضرت خواجہ محمد غلام قطب الدینؒ

آپ کے خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ محمد غلام نظام الدینؒ ہیں

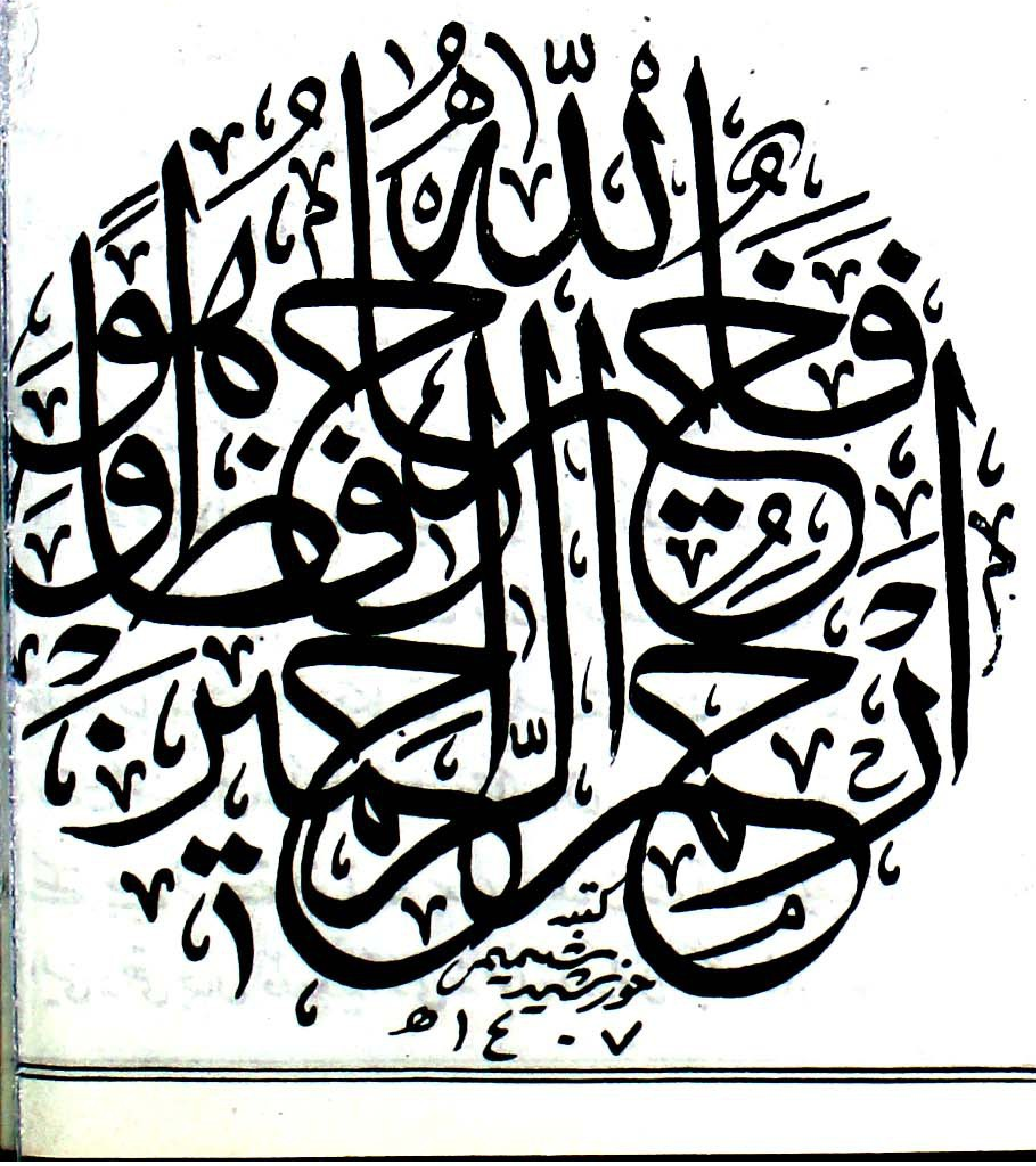

Marfat.com

حضرت خواجہ احمد ثانیؒ

آپ حضور رحیمؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ یہ صاحب نواجوان نیکی میں فرد، ہمت میں شیر مرد، دینی و دنیاوی امور میں یگانہ اوّل درجے کے زیرک و ہوشمند تھے۔

جن دنوں میاں احمد صاحبؒ کو تکلیف تھی ان دنوں فقیر روشنؒ بھی علیل تھے۔ حضور رحیمؒ ان دنوں درگ میں تھے۔ آپ نے صاحبزادہ میاں احمد صاحبؒ کو کہلا بھیجا کہ فقیر روشن کے علاج اور تواضع کا خصوصی خیال رکھنا۔

فقیر محمد روشنؒ جو حقائق آگاہ اور معرفت نگاہ درویش تھے اور دلِ روشن رکھتے تھے۔ فقیر روشنؒ، حضور رحیمؒ

Marfat.com

کے متعلق کہتے تھے۔

"لوٹ لیا۔ سب کچھ لوٹ لیا۔ باتوں باتوں میں لے لیا۔
بلا مشقت لوٹ لیا۔ بڑے شوم (کنجوس) ہو ہم کو کچھ نہیں دیتے"۔

شہزادہ احمد صاحبؒ نے اپنی کمزوری، بیماری کے باوجود فقیر روشؒ کا پورا خیال رکھا۔ مگر شہزادہ احمد صاحبؒ کی طبیعت زیادہ خراب ہونے لگی تو دہلی علاج کے واسطے ارادہ کیا۔ ملتان پہنچے ہی تھے کہ فقیر روشؒ کا انتقال ہوگیا۔

میاں احمد صاحبؒ کو علاج سے افاقہ نہ ہوا۔ اور زیادہ طبیعت خراب ہوگئی۔ واپس لوٹے اور راستے میں کوٹ سلطان میں انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خواجہ غلام مصطفیٰؒ، خواجہ غلام مرتضیٰؒ اور خواجہ غلام مجتبیٰ آپ کے فرزند تھے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام فرید شہید رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ شہادت

ہر جمعہ حضور رحیم رح خواجہ محمود رح صاحب مع فرزندان خواجہ احمد صاحب رح و خواجہ غلام فرید صاحب رح اور خواجہ محمد غلام نظام الدین صاحب برائے زیارت حضرت خواجہ گل محمد رح و خواجہ درویش محمد رح (گلن درویش) اکثر گھوڑوں پر سوار ہو کر جاتے۔

۲۸ شوال بروز جمعہ حضور رحیم رح خود روزہ سے تھے۔ گرمی کا موسم۔ خواجہ غلام فرید رح اور حضرت خواجہ محمد غلام نظام الدین رح کو زیارت کا حکم فرمایا۔ ساون کا مہینہ تھا۔ سنگھڑ کی رود کوہی نکلی ہوئی تھی۔ آپ بعد زیارت رود کوہی دیکھنے روانہ ہوئے۔ دیر تک رود کوہی کی روانی سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ واپسی پر گھوڑے بدک کر سرپٹ دوڑے۔ ایک تنگ گلی میں خواجہ غلام فرید کے گھوڑے نے جو موڑ کاٹا تو حضرت اپنے آپ

Marfat.com

کو سنبھال نہ سکے۔ دیوار سے سر مبارک اور جسد مبارک ٹکرایا۔ پل کے پل میں وہ جوانِ رعنا، مہ لقا، یوسف ثانی، بدر منیر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

تونسہ شریف نمونہ محشر تھا۔

آپ نے فرمایا:۔ "وہ ذاتِ باری راضی تو ہم بھی راضی"

جب نمازِ جنازہ پڑھی گئی تو آپ نے بچشم نم اور دردناک لہجہ میں فرمایا:۔

"افسوس۔ جنید کا زمانہ نہیں ورنہ دکھا دیتا"

ہر دیوار سے فرید! فرید! کی پکار آ رہی تھی۔

ابنِ محمودؒ شاہ غلام فریدؒ ۔۔۔ آسمان مثلِ او گلے کم دید
اسپ را تاختہ بجنت رفت ، ۔۔۔ روزِ جمعہ کہ بود وقتِ سعید
سر بسر بود یوسفِ ثانیؒ ۔۔۔ صورتش ایں چنیں خدا بخشید

من زِ ہاتف چو سال پرسیدم
آہ سر درد گفت غلام فرید

۱۳۳۸ھ

آپ نے حضرت غلام فریدؒ کی وفات کے دن فرمایا۔

عجب خارِ شکستی در دلِ من
کہ ناید بیروں الا از گلِ من

حضرت خواجہ غلام فریدؒ مرحوم و مغفور سن پیدائش ۱۹۰۷ء
حضرت خواجہ محمد غلام نظام الدینؒ مرحوم و مغفور سن پیدائش ۱۹۰۸ء

Marfat.com

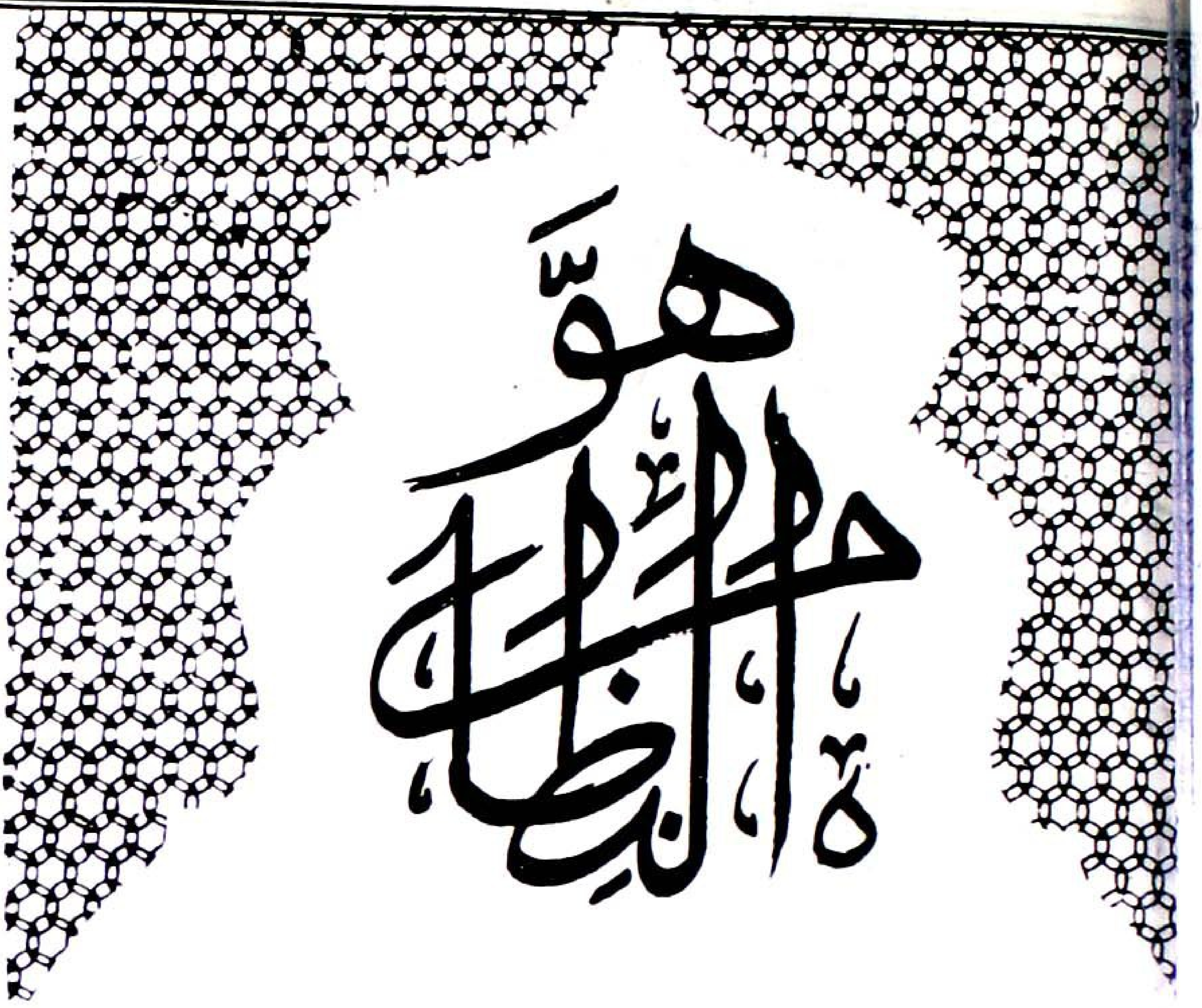

ع میرے قلم کو قوتِ اظہار دے

اب سے قریباً تین سال پہلے، جب میں زیر نظر اپنی سرکار کی "سوانح حیات" کو مرتب کرنے کا کام کر رہا تھا تو یقین جانئے کہ عجیب و غریب قسم کے وسوسے پھر سرشاری و سرمستی کی کیفیت میرے اعصاب پر محیط تھی۔

بیخودی اور کیف و سرور کا وہ نشہ جو ان دنوں مجھے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کئے جا رہا تھا۔ اس کے اثرات آج تک میرے دل و دماغ سے محو نہیں ہو سکے۔ میں آج تک اپنے آپ کو ایسی کیفیت میں مبتلا پاتا ہوں اور یہ کہ اس سلسلہ میں کسی بھی قسم کی لب کشائی کرنے کی اپنے اندر سکت نہیں پاتا ہوں۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ مجھ ایسے بے بساط و کم مایہ انسان پر خالق ارض و سما کی بے پناہ عنایات و رحمتیں ہیں جن کا شکر بجا لانا میرے لئے نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

Marfat.com

خداوند قدوس کی بارگاہ میں ملتمس ہوں کہ وہ مجھے اپنی ان غایتو
رحمتوں کا شکر بجالانے کی ہمت اور توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!
میں اب اسے خلاقِ دو عالم کی بے پایاں رحمت کہوں یا اس آقا
کملی پوش، دانائے سبل، ختم الرسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفقت دعنایت
لکھوں کہ میرے مرتب کئے ہوئے زیرِ نظر میرے مرشد کامل، رہبر کی سوانح حیا
گلدستۂ چشتیہ کی آپ حضرات نے بے حد پذیرائی فرمائی اور آپ ہی لوگوں
ذریعے خدائے لم یزل نے اس کے لکھنے، پڑھنے دیکھنے کا شرف قبولیت بخ
جس کا ادراک میرے فہم و شعور سے بالاتر ہے۔

یہ میرے آقا و مولا ؐ مربی کائنات، محسنِ انسانیت، سلطان انبیا
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مجھ گنہگار پر کرم ہے کہ میرے اس نذرانہ "پھولوں کی کیار
کو اپنی بارگاہِ ناز میں قبول فرمایا یا لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

نوٹ:۔ زیرِ نظر کتاب کو سرکار دو عالم سرور کائنات ؐ کے حضور یعنی
مدینہ منورہ میں لکھنا شروع کیا۔ ایک عرصہ سے میرے ہاتھوں میں رعشہ تھا۔ دستخط
بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اس کا کرم، میرے مرشد کی نظر شفقت کہ آج میں لکھ
رہا ہوں اور وہ لرزہ معدوم ہے۔ اور میں تو سوچتا ہوں۔ بقول شخصے کہ

؎ میں کیا تھا اور کیا بنا دیا تم نے

آخر میں رخصت طلب کرنے سے پہلے میں آپ کی خدمت میں گزارش
کرنا چاہتا ہوں کہ:۔

Marfat.com

اس گلدستہ کے پھولوں کا تذکرہ اور خوشبو کہاں کہاں اور کیسے کیسے پھیلی۔

میں نہ مصنف ہوں اور نہ تصنیف کا تجربہ ہے۔ یہ تو اس گلدستہ کے پھولوں کی خوشبو سے دماغ میں عقیدت کے انجرات قلم سے نمودار ہوئے۔ میری کم علمی، کوتاہی، کم ظرفی کو آڑے نہ لائیے۔ میں نے جو دیکھا، پڑھا سنا، محسوس کیا۔ اس کا اظہار ہے۔

اس گلدستہ کے مطالعہ کے دوران مرشدم کے سلام و دعا اور میری عقیدت کا اظہار۔ میرے والدین کو دین و دنیائے فانی میں بھلائی کی دعاؤں میں یاد فرمائیے گا۔ شکریہ۔

ع سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ نے روحانیت کی فضا میں نشوونما پائی اور بزرگوں کو دریائے معرفت کا شناور پایا ہے۔

سرگذشت غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

Marfat.com

حضرت خواجہ مرشدم کا خاندان :۔

نسب کے لحا ... سے مرشد ...

جعفر پٹھان ہیں ۔ آپ کے جدّ اعلیٰ حضور خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ درگ تحصیل موسیٰ خیل ضلع لورالائی سے تونسہ شریف میں وارد ہوئے ۔

حضرت شاہ محمد سلیمانؒ کے فرزندان حضرت خواجہ گل محمدؒ اور حضرت درویش محمدؒ تھے ۔ حضرت خواجہ درویش محمدؒ نے جوانی میں شادی سے پہلے وصا... فرمایا ۔

حضرت خواجہ گل محمدؒ کے فرزندان حضرت خواجہ ثانی کریم اللہ بخشؒ ا... حضرت خواجہ خیر محمدؒ ہوئے ۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ نے اپنے والد شاہ محمد سلیمانؒ کی زندگی میں وصال فرمایا اس لئے حضور اعلیٰ حضرت شاہ محمد سلیمانؒ کے بعد حضرت ثانی خواجہ کریم اللہ بخشؒ سجادہ نشین ہوئے ۔

حضرت خواجہ کریم اللہ بخشؒ کے فرزندان حضرت خواجہ محمد موسیٰؒ ا... حضرت خواجہ محمد محمودؒ ہوئے ۔

حضرت خواجہ محمد محمودؒ کے فرزندان حضرت خواجہ احمدؒ ، حضرت خوا... غلام فرید شہیدؒ آپ کی زندگی میں واصل باللہ ہوئے ۔ حضرت خواجہ غلام محمد نظام الدینؒ آپ کے فرزند اور سجادہ نشین ہوئے ۔

خاندان کا علمی تبحر :۔

حضرت خواجہ محمد محمودؒ علوم ظاہری و باط... میں حضرت خواجہ ثانی اللہ بخشؒ سے ... فیض یافتہ سے جو حضور اعلیٰ شاہ محمد سلیمانؒ کے درس ظاہری و باطنی کے ...

Marfat.com

تربیت یافتہ تھے ۔

ولادت باسعادت آپ ۱۹۰۸ء میں کتم عدم سے منصہ شہود پر جلوہ فرما ہوئے ۔ اور حضرت خواجہ رحیم محمد محمودؒ کے گھر کو ہی منور نہیں فرمایا بلکہ ماہتاب عالم تاب کی طرح ان کا نورِ فیضان دور و نزدیک سب پر یکساں رہا ۔ اسی طرح تمام عالم کے لئے تابندگی و درخشندگی بھی وقف عام رہی ۔

بچپن بچپن سے ہی آثار بزرگی و اطوار شرف آپ کے ناصیۂ اشرف سے ظاہر و باہر ہے ۔ آپ نہایت درجہ کے ذہین و فطین تھے ۔ جب آپ کا سن مبارک ۴ سال ۴ ماہ ۴ دن کا ہوا تو آپ کو قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ درس محمودیہ (مکھڈی بنگلہ) میں اساتذہ سے فارغ التحصیل ہوئے

حضرت خواجہ کا علمی تبحر آپ ظاہری و باطنی علوم میں کامل و مکمل ہی نہیں بلکہ دونوں علوم میں اکمل کا درجہ رکھتے تھے ۔ آپ کی مجلس اقدس علماً اور ادیبوں سے پُر ہوتی ۔ جہاں افادہ و استفادہ ہمیشہ دن رات جاری رہا ۔

حضور کی مجلس میں مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی ۔ حضور ہمیشہ ہر ایک موضوع پر سیر حاصل تبصرہ فرماتے اور کسی موضوع سخن کو تشنہ تکمیل نہ چھوڑتے تھے ۔

علماً و فضلاً کے مجمع میں ہر موضوعِ سخن پر بغیر کسی وقتی تیاری کے حق بیان ادا کرنا سوائے خصوصی علمی تبحر اور بحر بیکراں معلومات ناممکن نہیں تو

محال ضرور ہے۔

مولینا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمیؒ نے آپ کے تبحر علمی کو یوں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

"میں نے حضرت خواجہ غلام نظام الدین تونسویؒ کے علم اور مطالعہ کا ہم پلہ اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔"

دوسرے علوم پر نظر:۔

حضرت خواجہ صاحبؒ جامع العلوم والفنون تھے۔ علوم دینیہ و شرعیہ تو خیر آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملا۔ اس کے ساتھ قانون و قواعد کے وہ علوم بھی شامل کر لیجئے جو علومِ دینیہ میں بطور مبادی کے پڑھائے جاتے ہیں۔ مثلاً علمِ جفر، علمِ رمل، علمِ نجوم پر پوری بصیرت سے روشنی ڈال سکتے تھے۔ یہ علیحدہ بات کہ اپنے تقویٰ کی وجہ سے ان سے فائدہ اٹھانا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن بطورِ علم ان چیزوں سے اچھی طرح آشنا تھے۔ اور ان کے اصول و فروع پر اچھی طرح حاوی تھے۔

ایک بار راگ کا ذکر چھڑا۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ (جو راگ کے ماہر تھے) سے تذکرہ ہو رہا تھا۔ میرے حضرت نے فرمایا:۔

ہندوستان کی موسیقی کے اصول کل چھ ہیں۔ بھیرمی۔ سری میگھ ہنڈول۔ مال کونس اور دیپک۔ ان کے علاوہ جتنی راگنیاں ہیں سب انھیں سے نکلتی ہیں۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ یہ سن کر انتہائی خوش ہوئے۔

Marfat.com

شعر و شاعری آپ جوانی سے شاعری کرتے آئے اور آپ کی نظمیں اکثر رسالوں میں چھپتی رہیں۔ آپ عربی، فارسی اور اردو میں اشعار لکھتے رہے۔

علم الانساب آپ کی خداداد قابلیت اور حافظہ، جستجو، حسب، نسب میں اس قدر ماہر تھے کہ شیوخ یا دیگر افراد کا ذکر، خاندانیت، پیشہ، اس کی واقفیت یا قابلیت بار روایت فرماتے۔ مثلاً میرا راوی فلاں ہے۔ اس علم کی وسعت سے سننے والے حیران ہوتے۔

الفاظ و اشعار کی تصحیح، صحتِ شعر یا صحتِ تلفظ میں آپ یکتا تھے۔ اس معاملہ میں آپ کو درجہ اجتہاد و ایجاد حاصل تھا۔

غلط شعر یا لفظ سنتے تو سر میں درد ہو جاتا۔ قوال اگر غلط شعر یا لفظ کہتا تو آپ پہلے سمجھاتے، اس کے باوجود غلطی کرتا تو آپ اسے چپ کرا دیتے۔

افسوس وہ مجلسیں، وہ سخنور، وہ صحتِ لفظ کے ادیب اب شاید اگلے جہان میں نصیب ہوں۔ اب تو تان پہ کان ہے۔

حلیہ مبارک صحیح فوٹو آپ کے سامنے ہے۔ ہر شخص خود حضور کے جلوۂ اقدس کی زیارت کر سکتا ہے اور لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ اصل تصویر کے سامنے قلمی تصویر کی کیا حقیقت۔

آپ کا چہرہ مبارک فراخ۔ پیشانی کشادہ۔ آنکھیں بڑی بڑی

Marfat.com

جس شخص یا مجمع کو نظر اٹھا کر دیکھ لیتے وہ مطیع و غلام بن جاتا ۔ جس پر نظر پڑی مست ہوگیا ۔

؎ اٹھ گئی آنکھ تو کوسوں کوئی ہوشیار نہ تھا

بینی دراز ۔ شرعی ریش مبارک ۔ قد اور جسم درمیانہ ۔

حسن کیا کہنا ۔ بچپن ، جوانی ، بڑھاپا ہر عمر میں حسن کی سرکار تھے ۔ میرے اللہ نے آپ کو ہر حصّہ حسن میں سخاوت عطا فرمائی ۔

اٹھنا ، بیٹھنا ، چلنا ، پھرنا ، بولنا ، دیکھنا کہیں بھی کوئی کمی نہ تھی ۔

؎ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

آپ کو دیکھ کر اللہ یاد آتا تھا ۔ (نعوذ باللہ ۔ اللہ اللہ ہے مگر قال اللہ تعالیٰ جس مجلس میں ہو وہ بھی مجلس اللہ ہے)

اے روئے ماہ منظر تو نو بہارِ حسن	اے کہ تیرا چاند جیسا چہرہ حسن کی نو بہار ہے
خال و خد تو مرکز لطف و مدارِ حسن	تیرا تل اور خط پاکیزگی اور حسن کا مدار ہے
در چشمِ پر خمار تو پنہاں فسون سحر	تیری خمار بھری آنکھوں میں جادو پوشیدہ ہے
در زلفِ بیقرار تو پیدا قرار حسن	تیری بے قرار زلف سے حسن کا ٹھکانہ ہے
ماہے نتافت چوں رخت از برجِ خسروی	شاہی برج سے تیرے چہرے جیسا کوئی چاند نہ چمکا
سروے نخاست چوں قدرت از جوئبار حسن	حسن کی نہر سے تیرے قد جیسا کوئی سرو نہ ابھرا
خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری	تیری ملاحت سے حسن کا زمانہ بابرکت ہوگیا
فرخ شد از لطافتِ تو نو بہار حسن	تیری پاکیزگی سے حسن کا زمانہ بابرکت ہوگیا
از دوام زلفِ دوانہ خال تو در جہاں	تیری زلف کے جال اور تل کے دانہ سے دنیا میں

Marfat.com

...رغ دل نماند نگشتہ شکار حسن
دل کا ایک پرندہ تک حسن کا شکار ہونے سے نہ بچ سکا

...ا بہ لطف دایۂ طبع از میان جاں
فطرت کی دایہ دل و جان سے مہربانی کے ساتھ ہمیشہ

...پرورد بناز ترا درکنارِ حسن
تجھے حسن کی گود میں ناز سے پالتی ہے۔

...بست بنفشہ ازاں تازہ و تر ست
تیرے ہونٹوں کے چاروں طرف بنفشہ اس لئے تر و تازہ ہے

...ب حیات می خورد از جویبارِ حسن
کہ حسن کی نہر سے آب حیات پی رہا ہے۔

...تو گل رُخے نتواں یافت در جہاں
تجھ جیسا گل رخ دنیا میں نہ پایا جا سکا

...شنِ زمانہ تو داری بہار حسن
زمانہ کے باغ میں تو حسن کی بہار رکھتا ہے

...ظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست
حافظ نے دوست کی مثال دیکھنے کا طمع چھوڑ دیا

...نیست غیر تو اندر دیارِ حسن
حسن کے ملک میں تیرے سوا کوئی آباد نہیں۔

...اید معمور باد ایں خانہ کز خاک درش
خدا کرے یہ گھر ہمیشہ رہے کہ اس کی در کی خاک سے

...نفس با بوئے رحماں می وزد باد یمن
یمن کی ہوا ہر سانس میں رحمن کی خوشبو لیکر چلتی ہے

...وشہ گیراں انتظارِ جلوۂ خوش می کشند
گوشہ نشین جلوہ کا انتظار کر رہے ہیں

...شکن طرف کلاہ و برقع از رُخ برفگن
ٹوپی کا کنارہ ٹیڑھا کر اور رخ سے برقع اتار پھینک

لباس

حضور طبعاً نفاست پسند اور خوش لباس تھے۔ ہر لباس تن مبارک پر نہایت دیدہ زیب ہوتا۔ حضور کا جسم مبارک ہی جامہ زیب تھا۔ ہر ...سم کا لباس آپ کو اچھا لگتا۔ مثلاً گھوڑے کی سواری میں برجس اور لانگ بوٹ استعمال فرماتے ...ر کی سواری میں شلوار اور عام طور پر گھر پر یا مردانہ میں لنگی یا تہبند۔ جوتا تونسہ شریف کے موچی کا بنا ہوا۔ ...نیا و لیمد کا ململ ستارہ والا۔ ساون تا اسوج ململ کا کرتہ کڑھا ہوا کھلی بانہوں والا۔ سر پر سفید یا تونسہ ...لا چھاپہ دار پگڑی چھوٹی۔ کبھی ناظر کے کلاہ پر یا ویسے ہی استعمال فرماتے۔

کھانے کے دوران سر پر گول یا چارخانے والی ململ کی ٹوپی استعمال فرماتے
ننگے سر کسی حالت میں نہ رہتے۔ چیت، بیساکھ، جیٹھ اور اساڑھ میں قمیض
اور واسکٹ زیب تن ہوتی۔ قمیض اکثر مونڈھے اور کہنی کے درمیان میں
بیٹہ دار سلائی والی ہوتی۔ واسکٹ کے کناروں اور جیب پر طلائی بیل
ہوتی۔ جیبی گھڑی، چاقو اکثر راجرس ۶ نمبر۔ تین جیبیں ہوتیں۔ عطر
کی شیشی اور الائچی بھی موجود ہوتی۔

منگھر، پوس (دیوہ) مہماہ، پھاگن میں گرم واسکٹ۔ سفر میں
اگر سردی زیادہ ہو تو گرم شلوار، گرم قمیض۔ گرم واسکٹ، اس کے
اوپر لمبا گرم کوٹ ہوتا۔ سفر میں گرم رومال اور اس سے ریش مبارک ڈھک
دیا۔ اسی طرح کان سردی سے محفوظ ہو جاتے اور گرد سے بھی محفوظ
اوپر صافہ ہوتا۔ سر پر ریشمی لنگی اور کلاہ جس پر طلہ کا کام ہوتا تھا
صافہ باندھنے کا خاص انداز تھا۔ جس کو عام لوگ پیر پٹھان کا صافہ کہتے
تھے۔ سوتے وقت سرمہ ضرور استعمال فرماتے اور سر پر ٹوپی
بالوں کو محفوظ رکھنے والی استعمال فرماتے۔ ڈائری بھی لکھتے۔ سفر میں
سونے کی انگوٹھی اور قمیض کے گلے کے بٹن سونے کے جن میں فیروزہ جڑا
ہوتا۔ اسی طرح سونے کے اسٹڈ استعمال فرماتے۔ دوران سفر کاریں
جائے نمازیں، پیش امام ہمراہ ہوتے تاکہ نماز با جماعت ہوتی رہے۔

اخلاق و عادات:- اخلاق و عادات کے سنوارنے والوں
کے اپنے اخلاق و عادات پر قلم اٹھانا

ب نہایت ہی جان کاہی کا کام ہے ۔

صوبہ سرحد ، بلوچستان بلکہ افغانستان میں بھی لوگوں کے مقدمات بصلے یا جرگہ میں آپ کو ثالث مقرر کیا جاتا ۔ آپ کے فیصلوں کو سب لوگ بخوشی نتے ۔ تمام قسم کے تنازعات خصوصاً قتل کے مقدمہ جات شریعت کے طابق فیصل فرماتے ۔ اور فریقین آپ کے فیصلوں کو قبول کرتے ۔

اگر بارش نہ ہوتی یعنی خشک سالی میں لوگ خشک کانٹے دار جھاڑی بن کو جھاتکر کہتے ہیں آکر آپ کو زور سے مارتے ۔ اور خود بھی اس سے ننگ کرتے ۔ آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کرتے ۔ کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ نے دعا مانگی ہو اور بارش نہ ہوئی ہو ۔ مگر اب یہ طریقہ ختم ہو گیا ہے کہ بارشیں عامی ہوتی ہیں ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے خواجۂ دوسرا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے جواباً ارشاد فرمایا تھا :-

" کان خلقہ القرآن یعنی آپ کا اخلاق قرآن پاک کے تابع تھا ۔ قرآن پاک میں جو کچھ ہے اس پر آپؐ عمل فرماتے تھے ۔ اور یہی آپؐ کا اخلاق تھا ۔"

اسی سنتِ سنیہ کے مطابق مجھ سے حضرت خواجہؒ کے اخلاق کے متعلق پوچھا جائے تو میں اس کا یہی جواب دے سکتا ہوں " کہ سنت کی پیروی آپ کا اخلاق تھا ۔" غلط رسوم اور غیر شرعی باتوں سے حضور کو سخت نفرت تھی ۔

Marfat.com

اخلاق کا اصل عنصر خلوص ہے۔ بلکہ خلوص کی حیثیت و ماہیت کے متعین کرنے میں نہایت سخت غلطیاں ہوتی ہیں۔ ہر شخص اپنے افعال کے متعلق خیال کرتا ہے کہ خلوص پر مبنی ہے۔ ایک شخص کوئی قومی کام کرتا ہے اور نہایت جدوجہد اور سرگرمی سے کرتا ہے۔ خود اس کو و نیز عام لوگوں کو اس کے کسی فعل سے محسوس نہیں ہوتا کہ اس میں خودغرضی کا کوئی شائبہ ہے۔ لیکن جب اصلی موقع آتا ہے تو خود غرضی کا مخفی اثر جس کی اب تک خود اس شخص کو خبر نہ تھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

اخلاق کے بارے میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ انسان اپنے افعال کی نسبت نہایت غور و تدقیق سے اس بات کا پتہ لگاتا رہے کہ وہ کہاں تک خلوص پر مبنی ہے۔

حضرت مولانا روم نے خلوص کی ماہیت یا حقیقت نہیں متعین کی گویا ایک معیار قائم کر دیا ہے۔ جس سے ہر شخص اپنے افعال کو مطابق کر کے خلوص کے ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

از علیؓ آموز اخلاص عمل ۔۔۔ شیر حق را داں مزّہ از دغل

در غزا بر پہلوانے دست یافت ۔۔۔ زود شمشیرے برآورد و شتافت

او خدو انداخت بر روئے علیؓ ۔۔۔ افتخار ہر نبی و ہر ولی

در زماں انداخت شمشیر آں علیؓ ۔۔۔ کرد او اندر غزایش کاہلی

گشت حیراں آں مبارز زیں عمل ۔۔۔ از نمودن عفو و رحم بے محل

گفت بر من تیغ تیز افراشتی ۔۔۔ از چہ افگندی مرا بگذاشتی

Marfat.com

آنچہ دیدی بہتراز پیکار من — تا شدی نومست در اشکار من

آنچہ دیدی کہ چناں خشمت نشست — تا چنیں برنے نمود و باز جست

گفت امیرالمومنین ما آب خواں — کہ بہ ہنگام نبرد اے پہلواں

چوں خدو انداختی بر روئے من — نفس جنبیدہ و تبہ شد خوئے من

نیم بہر حق شد و نیمے ہوا — شرکت اندر کار حق نبود روا

تو نگاریدہ کف مولیستی — آں حق کردہ من نیستی

نقش حق را ہم بہ امر حق شکن

برز جاجہ درست سنگ دست زن

حکایت کا اصل یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جہاد میں ایک کافر پر قابو پالیا اور اس کو تلوار سے مارنا چاہا۔ اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ نے ہاتھ روک دیا اور تلوار ہاتھ سے ڈال دی۔ کافر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ کیا عفو کا موقعہ تھا؟ آپ نے فرمایا:- میں تجھ کو خالص خدا کی رضا کیلئے قتل کرنا چاہتا تھا۔ جبکہ تیرے تھوکنے سے میرے نفس کو ناگوار گزرا اور سخت غصہ آیا۔ جس پر خدا کی رضا کے ساتھ ساتھ میرے نفس کی خواہش بھی تیرے قتل پر آمادہ تھی۔ اس صورت میں خلوص نہیں تھا اس لئے میں نے ہاتھ کھینچ لیا۔

خلاف شرع رسوم کے لئے یہ الفاظ آپ کو خانقاہی حلقے میں بمشکل کہیں ملیں گے۔ اور پھر یہاں صرف الفاظ ہی نہیں عمل بھی تھا۔ عورتوں کی بے پردگی، شادی بیاہ میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط اور باہمی رقص اسی طرح کی دوسری ایسی رسوم جو ہندوانہ تھیں حضور خواجہ صاحبؒ ہمیشہ ان سے منع فرماتے۔

Marfat.com

اتقاء واتباع شریعت کا اتنا پاس تھا کہ جہاں شائبہ بھی بدعت وخلافِ سنت کا ہوتا اس سے منع فرمایا جاتا۔ حضرت علیؓ کے ساتھ محبت بذاتہٖ بڑی اچھی بات ہے مگر دوسرے حضرات سے زیادہ محبت کرنا خواہ وہ کسی وجہ سے ہو چونکہ موہم الی الرفض ہو سکتا ہے اس لئے اس سے روکنا ضروری سمجھا گیا۔ حق یہ ہے کہ یہی حضرات ہی شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے ستون ہیں اور ستون بھی فولادی جن پر بدعت کا کوئی حربہ اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ (طالوتیہ)

وہ آج کل کے صوفیہ کی طرح صرف قوال ہی نہیں بلکہ فعال بھی تھے۔ گفتار کے نہیں کردار کے بھی غازی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کے اخلاق و عادات کے بیان میں یہ تذکرہ آیا تاکہ سب کو معلوم ہو سکے کہ آپ کے اخلاق کا دارومدار کس نظریہ پر تھا؟ وہ اہلِ ظاہر کی طرح پورے طور پر شریعت کے پابند تھے اور اہلِ باطن کی پابندیاں بھی اپنے اخلاق و عادات پر لگا رکھی تھیں۔ وہ نفع و ضرر کو سوائے خدا کی ذات کے کسی کی طرف منسوب نہ کرتے تھے۔ وہ ہر دم فکر و ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ وہ دولت جمع کرنے کی بجائے اسے ہمیشہ خرچ کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ یہ تھے حضور کے اخلاق اور یہ تھیں عادات۔ احکامِ شریعت سے سرمو تجاوز نہیں فرماتے تھے۔

پس اخلاق و عادات کا یہی ایک مرکزی نقطہ تھا جس کے گرد افعال و اعمال کے خطوط محیط تھے۔ اور یہی محور تھا جس کے گرد ذوقِ عمل کا چکر گھومتا تھا۔

Marfat.com

جود و سخا

آپ کی سخاوت و کرم کا سلسلہ اس ابتدائی دور سے شروع ہوتا ہے جب آپ ابتدائی درس قرآن میں تھے

ع قیاس کن زِ گلستانِ من بہارِ مرا

بچپن سے لے کر بڑھاپے تک یعنی مہد سے لحد تک یہ عادت رہی کہ کوئی سوالی آپ کے آستان عالی سے خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔ اکثر جو کسی نے مانگا وہی اس کو دیا۔ گھوڑے اور وہ بھی اپنی سواری کے معہ زین۔ ماڑھی معہ یکہ گھوڑا۔ بیل۔ بھینس حتیٰ کہ کاریں اور اس سے زیادہ اور کیا ہو اپنے بدن کے کپڑے تک اتا دئے

۱۹۳۸ء میں جب آپ پہلی بار حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ (اس سے قبل آپ کی بیٹیاں تھیں۔ بیٹا نہیں تھا) ساتھ ہی فریضہ حج اور اللہ۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیٹوں کی التجا۔ "جوڑا جیوی" دو بیٹوں کا نزول ہو۔ اسی سال ۱۹۳۸ء اللہ کے کرم سے فخر پیارے اور ۱۹۳۹ء معین خان تولد ہوئے) روانگی سے قبل لاتعداد روپیہ غرباؤ مساکین میں بانٹا۔ سیکڑوں شادیاں کرائیں اور ہزارہا بندگان کی حاجت روائی فرمائی۔ شہر میں جس نے جو اور جس قدر مانگا آپ نے دیا۔ عرب پہنچ کر آپ کا ابر کرم اور جوش میں آیا۔ وہاں محتاج اور مساکین میں اور زیادہ روپیہ تقسیم فرمایا۔ واپسی پر بھی جدہ میں ایسے لوگ جمع ہوگئے جو بے خرچ تھے اور واپس اپنے گھروں کو آنا چاہتے تھے۔ ان کو جہاز کا کرایہ بلکہ ان کے گھر تک پہنچنے کا کرایہ لنگر سے دیا گیا۔ یہ مسئلہ صرف ۱۹۳۸ء کا نہیں بلکہ ہر بار آپ کا یہی وطیرہ رہا۔

اپنے درس کے علاوہ کتنے طلباء، یتیم، بیواؤں کے ماہوار وظائف

Marfat.com

مقرر تھے۔ مقدمات میں گرفتہ لوگوں کو کرایہ و خرچہ لنگر سے دیا جاتا۔ مریضوں کے علاج کے مکمل اخراجات برداشت کئے جاتے۔ ہندوستانی مہاجروں نے جو مانگا سو پایا۔ حتی کہ ان کے جانوروں تک کے لئے چارہ و بھوسہ دیا گیا۔

اوقات کی ترتیب و پابندی

آپ تہجد کے بعد نماز فجر اول وقت پڑھتے۔ نماز فجر اور وظائف ... فارغ ہو کر آستانہ شریف میں عبادت خانہ میں تشریف لاتے۔ اگر کوئی حاجتمند ہوتا تو اس سے فارغ ہو کر نماز اشراق پڑھتے۔ بعدہٗ حرم تشریف لے جاتے۔ قدرے آرام کے بعد تقریباً نو بجے سردیوں میں گرم کمرہ میں اور گرمیوں میں حوض والے کمرہ میں اگر مہمان زیادہ ہوتے تو شیش محل کے درمیانی کمرہ میں چائے کا دور چلتا۔ آپ سبز چائے نوش فرماتے اور تمام مہمانان یا موجودہ افراد و زائرین کی تواضع ہوتی۔ حاجتمند اپنی درخواستیں اور معروضات پیش کرتے ادبی، علمی محافل ہوتیں۔ دوپہر کا کھانا مہمانان کے ساتھ۔ بعد میں قیلولہ فرماتے۔ نماز ظہر اول وقت اور نماز کے بعد دلائل الخیرات و تلاوت۔ نماز عصر کے بعد آستانہ اقدس میں۔ اسی طرح مریدوں اور حاجتمندوں کا جمگھٹا رہتا۔ پیارے فرزند معین خان تشریف لے آتے۔ یہ سلسلہ مغرب سے قبل تک رہتا۔ نماز مغرب کے بعد نوافل کا سلسلہ عشاء تک۔ عشاء کے بعد محفل شب طویل تر ہوتی جو حسب حال و ضرورت جاری رہتی۔ سبز چائے کے دور چلتے۔ دوستوں میں ادبی مجلس ہوتی اور خاصی طویل ہوتی۔ اس کے بعد رات کا مختصر کھانا تناول فرماتے اور آرام فرماتے۔ ... شہد کا استعمال ضرور ہوتا۔ نوالہ اکثر اوقات

Marfat.com

یب بیٹھے ہوئے اصحاب کے منہ میں دیتے ۔ ہر چیز دستر خوان سے اٹھا اٹھا کر
ن کے آگے رکھتے ۔ لسوڑے کا اچار پسند فرماتے ۔ پانی آپ ہمیشہ تونسہ شریف
ے کمہاروں کی بنی ہوئی لوٹیا میں پیتے ۔

آداب مجلس :- آپ ہمیشہ مزارات کی طرف منہ کر کے بیٹھتے عرس کے موقعہ پر آپ کے بائیں حضرات سجادہ نشینان
گدی نشینان و حضرت شاہ محمد سلیمانؒ کی اولاد ہوتی ۔ اور حسب مراتب
نشست ہوتی ۔ آپ کے بائیں بھی اولاد شاہ محمد سلیمانؒ و دیگر پیر بھائی
سب اپنے اپنے مرتبہ اور ترتیب کے ساتھ ۔ مجلس میں چوبدار انتظام کے لئے
وتے اور وہ آنکھ کے اشارہ سے چلتے ۔ آپ کی نظر ہر
صاحب مجلس پر ہوتی ۔

قوال :- پہلے تونسہ شریف کے جو حمد و نعت سے مجلس کا آغاز کرتے ۔ مہار شریف ، مولانا فخرؒ کے قوال ، پاک پتن
شریف والے ، اجمیر شریف والے یوں ترتیب ہوتی ۔

مجلس میں اگر حضرت خواجہ قیصر میاں (اورنگ آباد شریف)
اور حضرت خواجہ محمود بخش (مہار شریف) ہوتے تو آپ اپنی گردن تک
اونچی نہ فرماتے ۔ ان حضرات کے سامنے دست بستہ بیٹھتے ۔ ادب انتہا
کو تھا ۔ اگر قوال کوئی لفظ غلط یا بے ترتیب استعمال کرتا تو پہلے آپ
سمجھاتے دوبارہ غلطی پر چپ کرا دیتے ۔ ہر وقت استغراق کا عالم ہوتا ۔
اسی طرح دیگر مجالس مثلاً ادبی محافل میں شعر و اشعار

Marfat.com

تنقیدات بر اشعار، اردو، عربی، فارسی بڑے بڑے صاحب ادب
آپ کے حضور دم نہ مار سکتے۔ حضرت حیرت وارثی و دیگر عنبر وارثی
وغیرہ اپنے اپنے کلام سناتے۔

میلاد شریف کا اہتمام بڑی شد و مد سے ہوتا۔ اور یہ سلسلہ
اکثر جاری رہتا۔ قیام فرماتے۔

حضرات چشتیہ کے ہر عرس کی تقریب کی خیرات بانٹی جاتی
لنگر سے طلبائے درس و دیگر غربا و مساکین کے کھانے کا اہتمام ہوتا جو جاری
سارا رہتا۔ آپ ہمیشہ دوزانو بیٹھتے۔

زیارات

۱۹۳۸ء میں حضور نے پہلا حج اور زیارت فرمائی
آخری حج ۱۹۶۴ء میں ادا فرمایا۔ درمیانی عرصہ میں
ہر سال نہ سہی تو ہر تیسرے سال عمرہ و زیارت سے سرفراز ہوتے رہے
علاوہ ازیں عراق میں نجف اشرف، کربلا معلّٰی اور بغداد شریف بھی
تشریف لے گئے۔ اجمیر شریف، دہلی شریف، احمد آباد شریف
اورنگ آباد شریف ہر سال تشریف لے جاتے۔

عرس حضرت بابا گنج شکرؒ و حضرت قبلہ عالمؒ مہاروی قضا نہ
فرماتے۔ اسی طرح چشت شریف بھی زیارت کے لئے تشریف فرماتے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ کی شادی مبارک

۱۱ مارچ ۱۹۲۶ء بمطابق ۲۶ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ نواب زمان خان لیزنی آف ڈیرہ اسمٰعیل خان کی دختر سے شادی ہوئی۔ ہندوستان بھر کے نوابان، روٴسا مثلاً نواب آف لوہارو، نواب کنج پورہ، تمن داران ڈیرہ غازی خان، نوابانِ ملتان و مظفر گڑھ۔ ہندوستان بھر کے گدی نشینان پیر مہر علی شاہ اور آپ کے فرزند غلام محی الدین آف گولڑہ شریف، اجمیر شریف دہلی شریف، اورنگ آباد شریف، احمد آباد، ہانسی شریف، پاک پتن شریف بہار شریف، مکھڈ شریف، ملتان شریف، کوٹ مٹھن شریف، حاجی پور شریف، سیال شریف، لبال شریف سب مدعو تھے۔

ہندوستان کے مشہور و معروف قوال بلائے گئے۔ جنہوں نے اپنے فن کے جوہر دکھائے۔ ملتان سے خصوصی ٹرین دریا خان تک۔ جہاں ڈیرہ غازی خان اور تحصیل سنگھڑ سے بھی ہزاروں غلاموں نے شرکت کی۔

انتظام نواب احمد یار خان خاکوانی (حضرت خواجہ رحیم کے ماموں اور احمدو وزیر (جو انتظامی معاملات میں یکتائے زمانہ تھے) کے ذمہ تھا۔ ٹرین سے اتر کر پل دریا اور ڈیرہ اسماعیل خان تک لاریوں اور کاروں کی قطاریں ایسی تھیں کہ پہلی گاڑی ڈیرہ میں تھی تو ادھر ریل سے سواریاں اتر رہی تھیں۔ یہاں لفظ شمار یا گنتی شرمندہ تھا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ رحیمؒ مٹھیاں بھر بھر کر روپے اور اشرفیاں لٹا رہے تھے۔ ایک دا
کو ایک مٹھی ملی جس میں دس اشرفیاں اور بیالیس[۴۲] روپے تھے۔ ڈیرہ کو دلہن کی
طرح سجایا گیا تھا۔ ڈیرہ والے کہتے تھے کہ یہ سماں کبھی ڈیرہ اسمٰعیل خان والوں
نہیں دیکھا تھا۔

سہرا

زیبِ سر تو نے کیا ہے شہہ خوباں سہرا
بن گیا فرطِ طرب سے گل خنداں سہرا

آپ کے چہرے سے ہے نور برستا ہر دم
ہو رہا ہے فخرِ خداداد یہ نازاں سہرا

بزمِ شادی ہے مرے شاہ نظام الدینؒ کی
جوشِ شادی سے بنا خسروِ خوباں سہرا

واہ وا پھولوں کی خوشبو سے معطّر ہے دماغ
اس پہ کیا شبہ کہ ہے رشکِ گلستاں سہرا

باغِ عالم میں بزرگوں کا تقاضہ یہ ہے
بھیجیں فردوس سے اک شاہ سلیمانؒ سہرا

نام میرا بھی لکھا جائے گا مداحوں میں
بزمِ عالی میں جو دیکھیں کے سخن داں سہرا

Marfat.com

قصیدہ

ہزار شکر کہ وہ ساعتِ سعید آئی
تمام خلق تھی جس کے لئے تمنائی

چمن میں سبزہ و گل کا عجیب عالم ہے
بہار دیکھنے خود رونقِ بہار آئی

چمن میں پھول ہیں پھولوں پہ گوہر شبنم
فلک نے تاروں بھری رات کی قسم کھائی

نہ دیکھی چشم فلک نے کسی زمانہ میں
شب برات میں جس شان سے برات آئی

ہزار شکر خدا کا کہ آج وہ دن ہے
گلاب و لالہ و نرگس ہوئے تماشائی

جناب حضرت محمودؒ کے بڑے فرزند
عیاں ہے جن کی جبیں سے ہی شانِ رعنائی

جمال یوسفی ہے اور جوان صالح ہیں
انہی کی شادی کی ہے آج بزم آرائی

جناب حضرت والا نظام الدینؒ صاحب
ہمیشہ فرحاں و شادماں مثالِ آبائی

Marfat.com

کروڑ مبارک کروڑ والے سے
بلوچ کہتے ہیں جس کو ہے شکل سودائی
یہ عرض کرتا ہے خدمت میں اے تغمہ والا
بحالِ زارِ غریباں نظر بفرمائی
لکھوں میں شعر کسی کا جو برمحل آیا
ہوا ہوں اس کی لطافت پہ دل سے شیدائی
بیاد آر غریباں دشت پیمائی را
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بنامِ پاک بزرگانِ آباؤ اجداد
بحالِ بندۂ مسکیں کرم بفرمائی

(اللہ بخش حسن بلوچ ملتانی)

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

Marfat.com

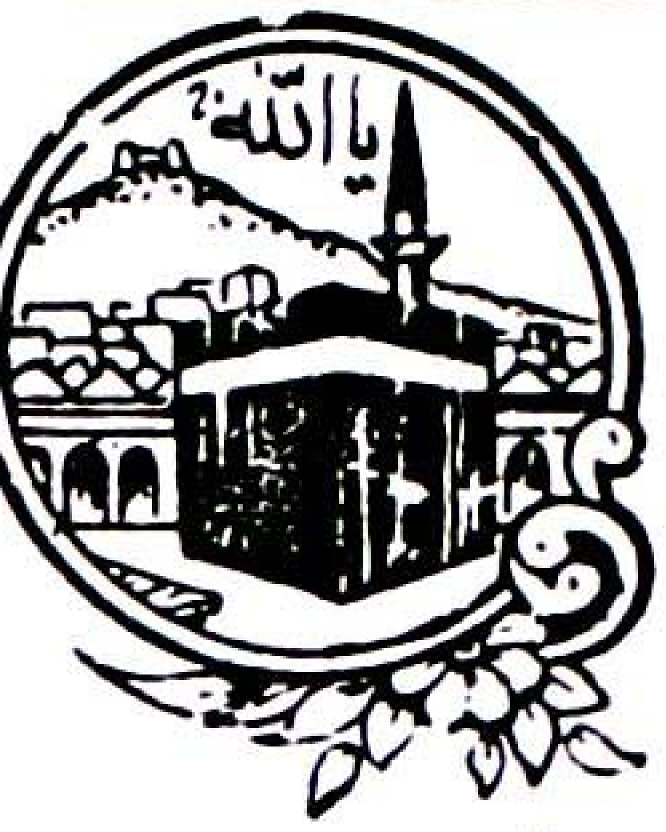

حضور خواجہ ملت کا پہلا حج

حضور رحیمؒ کے وصال کا صدمہ میرے پیر و مرشد پر اس قدر ہوا کہ آپ اکثر بے ہوشی کے عالم میں ہوتے۔ بعض اوقات تو آپ پر دروازے بند کر دئے جاتے۔ دنیا کی سوجھ بوجھ بالکل ختم ہو گئی۔ راتیں روضۂ اقدس کے اندر گزارتے۔ خود جھاڑو دیتے۔ یہ سلسلہ عرصہ تک جاری رہا۔

سنہ ۱۹۳۸ء میں حج بیت اللہ کا اعلان فرمایا۔ عقیدت مند ہمراہی کے لئے اکھٹے ہوتے گئے۔ جو جس نے لنگر میں دیا یا نہ دیا۔ چار سو حجاج کا قافلہ بن گیا۔

منتظمین میں نواب در محمد خان خاکوانی اور نواب زادہ حمید اللہ خان علیزئی (ڈپٹی ایم جی) تھے۔ نوکروں کے دو گروپ تشکیل دئے گئے۔ ایک گروپ صبح کا کھانا تیار کرتا اور دوسرا شام کا۔ اسی طرح رمضان شریف سفر میں گزرا۔ سحری و افطاری کا مکمل انتظام تھا۔ مولوی غلام علی بھی ہمراہ تھے۔ کھانا بانٹنے اور ہر قسم کا باقی انتظام ان کے ذمہ تھا۔

سمندری اثر (Sea Sickness) سوائے حضور کے سب پر ہوا۔ اکثر دوست کافی وقت تک بے ہوش رہتے۔ جہاز جدّہ کی بندرگاہ پر پہنچا تو مسرت و شادمانی کا عجب حال تھا۔ دیوانہ وار رقص کرنے لگے۔

دوستوں نے کہا!

Marfat.com

"آپ اور دیوانگی ؟"

فرمایا :-

"مجھے میرے حال پر چھوڑ دو - میرے خالق کا گھر اور میرے سرکار کی نگری قریب آرہی ہے - آدم و حوّا کی ملاقات - پیغمبروں کے چکر و طواف - مجھے ان کی زیارت کا شرف حاصل ہو رہا ہے - اب ہوش کی کیا مجال کہ میرے پاس رہے"

اللہ کے گھر تک جھومتے ہوئے پہنچے - دعائیں قبول ہو چکی تھیں - دل کی حسرتیں نکال کر جو خوب نکلیں مگر پھر بھی کہاں نکلیں - اوپر دیکھتے نیچے دیکھتے ادھر ادھر بس سب مست جا رہے ہیں - اور جو دل میں آتا ہے - کہے جا رہے ہیں - کبھی دروازہ سے لپٹے کبھی دلیوازوں سے - کبھی حجرِ اسود کو چوما کبھی رکنِ یمانی کو - کبھی میزاب رحمت کو - کبھی مقامِ ابراہیم پر نوافل - کعبہ کی طرف منہ کر کے زم زم پیا - اس قدر پیا کہ تمام جسمانی کلفتیں، تکالیف، الجھنیں، تھکن، اداسیاں دور ہو گئیں - اور پھر "سعی" -

اس کے بعد اس شہر کی طرف روانہ ہوئے جسے مدینۃ النبیؐ کہتے ہیں - جہاں اللہ کا وہ محبوب جس نے خالق کا نام بلند کیا - اس کا پیغام زمانہ تک پہنچایا - پیغمبری کا حق ادا کیا - نہ ایک لفظ زائد نہ ایک لفظ کم - جو کہا اس پر عمل کر کے دکھایا - قرآن کا عملی نمونہ پیش فرمایا - حضرت عائشہؓ کے الفاظ میں حضورؐ کی سیرت کیا ہے؟ بس قرآن - ایک قرآن الفاظ کے اندر موجود ہے اور دوسرا قرآن نوری جسم میں موجود - قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے - اس لئے الفاظ بھی جوں کے توں اور اس پر عمل کرنے والے کا ایک ایک سانس ایک

Marfat.com

لمحہ ایک ایک ادا بھی محفوظ ۔ وقت قرآن غیر ناطق کو دلوں سے نکال سکا نہ قرآنِ
ن کو اور پھر جو ادا جو ضرورت ناقابل حل نظر فوراً جبرائیل پہنچاتا رہا ۔
جھجھکتے جھجھکتے قدم بڑھائے ۔ آنکھیں اس قدر گھبرائیں کہ رونا بھول گیا ۔
دل کو اپنا ہوش تھا نہ آنکھوں کو ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سنبھلنے یا سنبھالنے کی
قت ہی نہیں رہتی ۔ ہر شخص کا عالم جداگانہ تھا ۔ ہر ایک لذتوں کے سمندر میں
وطہ زن تھا ۔ سکتے میں ہچکیاں بندھ رہی تھیں ۔ آہیں امڈ رہی تھیں ۔ ضبط کے
دھن لوٹ رہے تھے ۔ قرار لٹ رہا تھا اور قرار مل رہا تھا ۔ یہ بات اب تک
مجھ میں نہیں آئی کہ جبین نصیب ہوا ہے یا بے جبینی عطا کی گئی ہے ۔

اس موقع پر دو مرتبہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے ۔ ایک
مرتبہ مولوی غلام علی ہمراہ تھے دوسری بار محمود خان کانجو ۔

اس زمانہ میں سڑکیں زیادہ نہ تھیں ۔ لاریاں ریت میں دھنس جاتیں
تو لکڑی کے تختے بچھا کر ان پر ایک دوسرے کے لاریوں کے پہیے چڑھائے جاتے یوں
وہ ریت کا سفر طے کرتیں ۔

آپ جتنی بار حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حاضری کو جاتے اتنی بار
جنت البقیع جاتے ۔ نماز تہجد سے پہلے دروازہ کھلتے ہی مسجد نبوی میں کسی
حد تک جھاڑو دیتے ۔ باب جبرائیل سے داخل ہوتے اور تنگ گلی میں پیروں کی
طرف درمیانی ستون کے پاس نیچے کو بیٹھتے ۔

آپ اکثر حج اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہر سال نہ سہی
تو تیسرے سال ضرور جاتے ۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ میں ایک لاکھ روپے

Marfat.com

سے زیادہ خیرات کرتے ۔

۱۹۵۸ء میں حج کے لئے روانہ ہوئے ۔ تونسہ شریف تا حوکی والہ راستہ صاف نہ تھا ۔ گھوڑوں پر سوار حوکی والہ پہنچے ۔ احمد خان خادم لنگر شریف کو بلایا ۔ فرمان ہوا ۔

" حج پر جا رہا ہوں صرف پانچ روپے جیب میں ہیں ۔ لنگر کو دیکھتے رہنا ۔ اس وقت خرچ کے لئے کچھ نہیں مل سکتا ۔ "

یہ سب کہنے کی باتیں تھیں ۔ لنگر چلتا رہا جس طرح حضور کی تونسہ میں موجودگی پر چلتا تھا ۔

ایک سال حکومت کے پاس اناج کم ہو گیا ۔ اور ذخیرہ اندوزی پر چھاپے پڑ رہے تھے ۔ لنگر نظامیہ پر بھی پولیٹیکل اسسٹنٹ نے آ کر چھاپہ مارا ۔ تمام کمروں کے دروازے کھول دئے گئے ۔ لنگر میں جو کچھ موجود تھا دکھلایا ۔ صاحب بہادر نہ مانا کہ اتنا بڑا لنگر ! اس قدر خرچہ اور راشن کمرہ خالی ! بتلایا گیا کچھ دیر انتظار کریں کہ لنگر کس طرح چلتا ہے ۔ کہیں سے آٹا کہیں سے چاول لدے ہوئے آ رہے ہیں ۔ دیکھ کر حیران ہوا اور بندگانِ خدا کی متوکلانہ زندگی پر رشک کرنے لگا ۔

اس زمانہ میں چینی ، زردے کا رنگ اور مصالحہ نایاب تھے ۔ مگر لنگر کے لئے جب بھی ضرورت پڑتی بوریاں بھر کر لاتے اور گھی ٹین کے ٹین اکٹھے ہو جاتے ۔

سفرِ حج میں حضور کے ہمراہ والدہ حضرت خواجہ محمد امین صاحب مہاروی رح

Marfat.com

ہیں ۔ پی آئی اے کی اطلاع پر کراچی پہنچے ۔ مگر دس دن تک روانہ ہو سکے ۔ نواب زادہ حمید اللہ نے پی آئی اے پر خرچہ کا دعویٰ کر دیا ۔ چونکہ ۸۰ آدمی دس دن سے پی آئی اے کے بلاوے پر کراچی میں بلا وجہ پریشان ہو رہے تھے ۔ پی آئی اے کا عملہ سخت پریشان ہوا ۔ یہ معاملہ کئی لاکھ کا تھا ۔ ڈاکٹر محمد اعظم خان خاکوانی بھی ہمراہ تھے ۔ موسن شاہ بکھڑی والا بھی حج کے لئے کراچی آیا ہوا تھا ۔ اسے ٹکٹ نہیں مل رہا تھا ۔ بیچارہ پریشان تھا ۔ کوشش میں تھا کہ کسی طرح ٹکٹ مل جائے ۔

آپ نے فرمایا :۔

"اگر موسن شاہ کو ٹکٹ دے دیں تو ہم دعویٰ واپس لیتے ہیں ۔"

پی آئی اے نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور موسن شاہ بھی ہمراہ ہو گئے ۔

پھر ایک دفعہ حجاز مقدس کا بلاوا آیا ۔ عطائی صاحب مرحوم بھی ہمراہ تھے ۔ آپ کے ساتھ ۹ مسافر تھے ۔ واپسی پر جدہ میں شامی ہوائی کمپنی سے تاریخ لی ۔ جدہ سے دہران پہنچے ۔ مگر شامی جہاز نشستیں نہ رکھ آیا ۔ اور قریب ہی تاریخ پر حضور اعلیٰ کا عرس تھا ۔ اس میں آپ کی عدم شرکت تکلیف دہ ہو رہی تھی ۔ حضور انتہائی جوش میں آ گئے اور فرمایا :۔

"میں سلیمان ہوں ۔ میں سلیمان ہوں ۔ میں سلیمان ہوں ۔"

اسی روز برطانیہ کی ہوائی کمپنی کا جہاز آیا ۔ جس میں اتنی نشستیں خالی تھیں ۔ آپ تین بجے شام تونسہ شریف پہنچے ۔ پانچ صفر کی پہلی روز کی محلبس رکی ہوئی تھی ۔

Marfat.com

آپ ایک دفعہ حجاز مقدس حج پر تھے۔ منیٰ کا مقام اور حاجی محمد بخش عربی قوال موجود تھا۔ دوستوں نے اصرار کیا کہ آہستہ سے سنا... مگر حضور کی آنکھ نہ کھلے۔

"اج رات رہ پو سانگا خدائی ہے

متاں دل نہ ٹکروں جنڈڑی پرائی ہے"

حاجی محمد بخش عربی کہہ ہی رہا تھا کہ حضور نے فرمایا۔ محمد بخش کھل کر کہو۔ بس پھر کیا تھا۔ وہ سماں بندھا کہ ہر آنکھ سے اشک جاری تھے

(۱۹۶۹ء میں، میں اور میرے ساتھی حج پر گئے۔ سردار اسمٰعیل خان حیدرانی، سردار سیف اللہ خان حیدرانی اور محمد صدیق خان حیدرانی ... شادن لنڈ ساتھ ہیں۔ ساتھ ہی محمد بخش عربی قوال بھی۔ اس سے مقام ... وہی "اج رات رہ..... الخ قوالی سنی حضور والا سا سماں یاد آ گیا)

ایک دفعہ آپ حجاز اقدس اور ہمراہ حضرت محمد امین صاحب مہاروی ... (آپ کے بھانجے) تھے۔ قسمت کی بات کہ مدینہ شریف میں محمد امین بیمار ... کی طبیعت خراب ہو گئی۔ اور اس قدر خراب کہ دماغی عارضہ لاحق ہو گیا علاج کے لئے حضور پاکستان لائے۔ لاہور میں ماہرین سے علاج کرایا اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔

Marfat.com

حضورؒ کا آخری ظاہری حج

حضرت پیارے ابونصر فخر جہانؒ معہ اہل پردہ ۱۹۶۴ء کے رمضان شریف میں برائے حج و زیارات تشریف لے گئے اور حضور اکثر یاد فرماتے ۔ ہر مجلس میں دعاؤں کا فرمان ہوتا اور ذکر واذکار فخر جہان کا ہوتا ۔ تاریں، خطوط کا تبادلہ ہوتا رہتا ۔ مگر دوری گوارا نہ تھی ۔

۷ اپریل ۱۹۶۴ء منگل کی شام حضور فرید آباد ہمراہ حضرت معین خان صاحب تشریف فرما ہوئے ۔ (میں حضور کا ادنی غلام ان دنوں بیمار تھا اور اپنے زرعی علاقہ فرید آباد میں قیام پذیر تھا) قدم بوس ہوا ۔ میری حالتِ زار دیکھ کر فرمایا :-

"تم علاج کیوں نہیں کراتے ؟"

عرض کیا :-

"حضور کا حکم ہے تو حاضر ہوں ۔"

فرمایا :-

"علاج کے لئے کہاں جاؤ گے ؟"

میں نے عرض کیا :-

"لاہور"

فرمایا :- "ملتان کیوں نہیں ؟"

عرض کیا :- "اگر حکم ملتان کا ہے تو حاضر ورنہ تعلقات لاہور میں زیادہ ہیں ۔"

فرمان ہوا :- "کل بدھ ہے تم نہیں جا سکتے ۔ پرسوں روانہ ہو جاؤ ۔ میں حج

Marfat.com

پر جا رہا ہوں "۔

پیارے معین خان نے فرمایا " کہ سردار شیر احمد خان صاحب ملغزئی کے مکان پر ملتان مل کر جانا "

۹ر اپریل ۱۹۶۴ء بروز جمعرات علی الصبح فرید آباد سے ملتان روانہ ہوا۔ اس روز تکلیف زیادہ تھی۔ سردار شیر احمد خان کے مکان پر پہنچا۔ معین خانصاحب کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے تعویز گلے میں ڈالنے اور پینے کے لئے عطا فرمایا۔ اسی روز لاہور پہنچا۔

ڈاکٹر محمد افضل صاحب پروفیسر اناٹومی میو ہسپتال لاہور سے ملا۔ وہ میرے پرانے مہربان استاد تھے۔ میری حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوئے۔ البرٹ وکٹر میں داخلہ کرا دیا۔ میری حالت تو تعویذوں سے درست ہونے لگی تھی۔ چار پانچ روز بعد ڈاکٹر صاحب بھی حج کے لئے روانہ ہوگئے۔ میں نے عرض کیا کہ میری حالت حضور کے گوش گذار فرما دینا۔ چونکہ وہ مطمئن ہو چکے تھے۔

سات دن تک تعویذ پینے کے لئے تھے۔ ۱۸۔ اپریل ۱۹۶۴ء کو سارے ٹیسٹ پورے ہوگئے۔ بتلایا کوئی تکلیف ہی نہیں۔ مجھے ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔ میں نے اپنی صحت اور حضور کے حج مبارک کا تار بھیجا۔ (لاہور بھیجنا اپنے آپ کو چھپانے کا بہانہ تھا ورنہ علاج خود فرما چکے تھے)

۲۳ رمئی ۱۹۶۴ء دسویں محرم پیارے فخر جہاں واپس تشریف لائے۔

۴ رجون ۱۹۶۴ء کو حضور کراچی تشریف لائے۔ ہمراہیان اور خدام کو حکم ہوا تم گھر جاؤ۔ میں آ جاؤں گا۔

Marfat.com

آپ کراچی سے احمدپور شرقیہ تشریف لائے ۔ عبدالمجید خاکوانی فوت ہو چکے تھے ۔ ان کی فاتحہ خوانی کو رکے پھر ملتان روانہ ہوئے ۔ اسی شام ملتان میں سیاہ آندھی آئی ۔ دن رات میں تبدیل ہوگیا ۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا ۔

۶ جون ۱۹۶۴ء ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ایک بج کر چالیس منٹ پر سردار شیر احمد خان ملغزئی کے مکان پر حضور تشریف لائے ۔ تمام عقیدت مندان اور حضرت خان صاحب منتظر تھے ۔ آپ نے عبدالمجید خان خاکوانی سکنہ احمدپور شرقیہ کا قصہ خود فرمایا ۔ کسی کو اطلاع نہ دینا تاکہ میری وجہ سے کوئی تکلیف نہ اٹھائے ۔

حضرت پیارے فخر جہاںؒ معہ اہل پردہ اور حضور کا تشریف لے جانا دراصل سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے نصر صاحب کے مانگنے کا بہانہ تھا ۔ پیارے فخر جہاںؒ نے عرصہ ہی سے اپنے نام سے پہلے ابو النصر تحریر فرمالیا تھا ۔

۴ جنوری ۱۹۶۵ء ، ۳۰ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ ، ۱۲ ریوہ سمت ۲۰۲۴ بروز پیر مبارک بادی کے شادمانے اور میرے مرشد کی دعاؤں کا ثمرہ فتح کی شکل میں آیا ۔ (نصر صاحب پیدا ہوئے)

عطائے خلافت

مرشدم حضور نظامؒ کا سال پیدائش ۱۹۰۸ء ہے ۔ آپ علوم ظاہری سے فارغ ہوئے تو آپ کے والد حضور رحیمؒ نے تعلیم روحانی سے مستفید فرمایا ۔ آپ کو جودتِ طبع اپنے پدر بزرگوار سے ورثہ میں ملی تھی ۔

Marfat.com

حضور رحیمؒ حبِ حسب موقعہ کسی مصنف کے کلام سے مثال دیتے اور بتقاضائے عمر فراموش ہو جاتے تو حضرت نظام الدینؒ والا جاہ کی طرف دیکھتے اور ارشاد ہوتا حالانکہ مجلس میں اہل علم اور اساتذہ حضرت نظامؒ موجود ہوتے۔ مگر میرے پیرو مرشد کا حافظہ عقدہ کشائی فرماتا۔ اور حضور رحیمؒ مسکرا دیتے۔

آپ کی تعلیم مولوی احمد صاحب سے شروع ہوئی۔ اور مولوی علی گوہر صاحب سے تکمیل کو پہنچی۔ طرزِ تحریر، طرزِ گفتگو، حسنِ اخلاق اپنے والدِ بزرگوار سے ورثہ میں پایا۔

حضرت رحیمؒ قادر بود تیار تھے کہ آستانہ متبرکہ میں حاضر ہو کر تبرکات منگوائے۔ کلاہِ حضرتِ اعلیٰ میرے پیرو مرشد کے سر پر رکھی اور خلافت عطا فرمائی۔ اس وقت تمام علماءؔ، فضلاءؔ اور درویش آستانہ پر موجود تھے۔ اگرچہ بیعت کی اجازت حاصل ہو گئی تھی مگر میری سرکار نے اپنے والد کی موجودگی میں یہی مناسب سمجھا کہ تمام لوگ والد صاحب سے اپنے دل کو روشن کریں۔

دوسرے فرزند صاحبزادہ نصیر الدین صاحب دسمبر ۱۹۱۲ئہ میں تولد ہوئے۔ تیسرے حضرت خواجہ قطب الدین صاحب ہیں۔

زندگی کا حقیقی مشن: مرشدم کی زندگی عفت، زہد، تقویٰ اطاعت، عبادت، جوع، فاقہ مسکنت، قناعت، مروّت، فتوت، دیانت، صیانت، امانت، سہر تہجد، خضوع، خشوع، تواضع، تحمل، عفو، اغماض، اشفاق،

Marfat.com

ایثار، اطعام، اکرام، احسان، اغراض، اخلاص، صدق، صبر، سکوت، علم، رضا، حیا، جود، سخا، خوف، ریاضت، مجاہدہ، مراقبہ، موافقت، مرافعت، مداومت، توحید، تہذیب، تجرید، تجوید، تعزید، وقار، مدارات، عنایات، رعایات، شفقت، قناعت، لطف، کرم، تشکر، فکر، ذکر، حرمت، ادب، اعتصام، احترام، طلب، رغبت، غیرت، عبرت، بصیرت، حکمت، ہدت، معرفت، حقیقت، خدمت، تسلیم، تفولیض، توکل، یقین، غنا، استقامت، اورحسنِ اخلاق۔

حقیقی مشن تبلیغ اسلام، اشاعتِ اسلام، درس اسلام اور تحفظ اسلام تھا۔ مختلف قسم کے لبادے اوڑھ کر اسلام کے نام پر نئے نئے فتنے لا کھڑے کرنے والے سادہ لوح مسلمانوں کو عیسائیت، شدھی، مرزائیت وغیرہ کے سبز باغ دکھا کر حلقہ دام میں لانے والوں کے خلاف جنگ جاری رکھی۔

اسلام کے خلاف تو ابتدا ہی سے جنگ شروع ہو گئی تھی۔ یہودیوں کی سازشیں، شیطان کا اسلام پر حملہ اور پھر مرزائیت کا زور غریب و سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا رہے تھے۔ میری سرکار نے اس خطرناک حملہ کا پوری جرأت اور طاقت کے ساتھ مقابلہ کیا۔

انگریز فرنگی ہندوستان میں آیا تو اس کو سب سے زیادہ کھٹکا اسلام کا تھا۔ حکم دیا جو انگریزی پڑھے سینکڑوں تنخواہ اور جو اسلامی درس

Marfat.com

میں ہو وہ دردر کے ٹکڑے مانگ کر گزارہ کرے۔ (انگریز اسلام وتعلیم اسلام کی بیخ کنی کا طریقہ یہی سمجھے)۔ اسلام سلامتی ہے اور اس کا ضامن اللہ تعالیٰ خود ہے۔ انگریزوں نے سینکڑوں سال حکومت کی مگر اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے

خانقاہوں سے علم کے چشمے پھوٹتے رہے۔ تونسہ شریف میں حضرتِ اعلیٰ شاہ سلیمانؒ کا درس ایک یونیورسٹی کے پائے کا درس تھا آپ کے بعد حضرت رحیم محمودؒ نے مکھڈی بنگلہ میں جہاں حضرت مولانا علی گوہر اور احمد جراح وغیرہ بڑے اساتذہ تھے۔ یہ سب مرشدم کے بھی اساتذہ تھے۔ حضور رحیمؒ نے ۱۲½ مربع رقبہ اس اسلامی مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا۔ اب یہ مدرسہ مسجد محمودیہ کے ساتھ وسیع و عریض عمارت میں منتقل ہو گیا ہے۔ اور اس کے نگرانِ اعلیٰ مولانا خان محمد خان ہیں۔ ہر دور میں خود سجادگان بھی درس دیتے رہے۔

کراچی میں مشائخ کانفرنس

۲۴ر نومبر ۱۹۶۲ء کو کراچی میں مشائخ کانفرنس کی صدارت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے کی تھی۔ اور مرشدم کو دعا کے لئے کہا گیا۔

آپ نے محمد ایوب خان سے کہا کہ اگر تم اسلام اور قانون اسلام کی ترویج، اشاعت و نفاذ لاؤ گے تو تمہاری نجات اسی میں ہے۔ یہ عہدہ و مرتبہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوا۔ مخلوقِ خدا کی خدمت

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام نظام الدین کل پاکستان مشائخ کانفرنس میں دیگر مشائخ کرام کے ہمراہ

[illegible] میں سید یوسف پیر صاحب [illegible] سے مصروف گفتگو ہیں

Marfat.com

Marfat.com

ور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرو۔ تمہارے افعالُ
عمال اسلام کے مطابق ہوں گے تو قوم خود بخود وہی کرنے لگے گی۔
ملوکیت کا دور جب شروع ہُوا تو معاشرہ کو گذشتہ تمام
دوار کی تمام خرابیاں اور اچھائیاں ورثہ میں ملیں۔ شخصی حکومت اگرچہ خلافت
ہی جاتی رہی۔ مگر اس کی ساخت علی منہاج النبوت سے کوئی مماثلت ہی نہیں
تھی۔ صحیح علوم و فنون، سائنس اور حکمت میں مسلمانوں نے ترقی کی مگر
تقویٰ و پرہیزگاری کے جو چشمے قرون اولیٰ میں جاری ہوئے وہ گدلے
ہوتے گئے۔ علماء اور صوفیا کرام کا گروہ جس نے تزکیہ و تطہیر نفس کا
فرض اپنے ذمہ لیا تھا وہ بھی آپس کے جھگڑوں میں الجھ کر رہ گئے۔
اپنے فرائض جہاد اور تبلیغ کو اپنے اپنے مقصد اور مطلب اور لالچ کے
مطابق جائز بناتے گئے۔ اور غافل ہوتے گئے۔ حضرت حسن بصریؒ او
جنید بغدادیؒ کے تربیت یافتہ جانے کہاں کھو گئے۔

ملوکیت کے دور میں علماء، فقہا، محدثین، متقلمین اور صوفیاء
کے گروہوں پر امراء اور خود ساختہ حاکموں نے اپنے اقتدار کے نشہ میں
ہر قسم کا تشدد بھی روا رکھا تاکہ ہماری حاکمیت پر ایمان لاؤ۔ قید و بند
کی صعوبتیں اور سر بازار ذلیل اور سولیاں بھی دی گئیں۔ مگر ان کے عزم و
استقلال میں فرق نہ آیا۔ اور نہ کوششیں مدھم ہوئیں۔

حضرت شیخ معین الدین اجمیریؒ جیسے بزرگوں نے اسلام
کی تبلیغ کے لئے کوششیں تیز تر کر دیں۔ مسلمانوں کو یکجا کیا جس کا

Marfat.com

مفہوم تھا کہ مسلمان متحد ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور آپس کی پھوٹ سے بچیں۔ اگر ہماری بے راہروی کا یہی حال رہا تو ڈر ہے کہ نئی نسلیں اسلام سے بددل ہو کر بے دین ہو جائیں گی۔ اگر انگریزی تعلیم یافتہ لوگ پچھلے سو سال میں بے دینی کی طرف مائل ہوئے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم نے اسلام کو موجودہ زمانے کے حالات پر چسپاں کر کے نہ دکھایا۔

سلطنت کی مثال ایک گھر کی طرح ہے۔ سربراہِ سلطنت اس گھر کی بڑے کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ گھر کا بڑا جیسا ہوگا وہ گھر اسی طرز او نوعیت کا ہوگا۔ اگر گھر کا بڑا حقّہ، سگریٹ، شراب وغیرہ پیئے گا تو اولاد بھی اسی عادت میں مبتلا ہوگی۔

اگر گھر کا بڑا پرہیزگار، نیک، صوم و صلوٰۃ کا پابند اور اسلام کی تلقین کرنے والا ہوگا تو سارا گھر، کنبہ ان نیک عادات کو اپنائے گا اور اسلامی شعائر پر ہوگا۔

یہ گھڑی، وقت، زمانہ آپ کی آزمائش کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں پر بہت بھاری بوجھ رکھ دیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مخلوقِ خدا، خدا اور رسولؐ خدا کے قوانین فرائض کو بہ احسن طریق سے سنبھالنے کی توفیق دے۔

آپ نے ایسا کیا تو ہم لوگ آپ کے ساتھ ہوں گے ورنہ شاید کوئی ہاں میں ہاں ملانے والا آپ کا ساتھ دے گا۔

Marfat.com

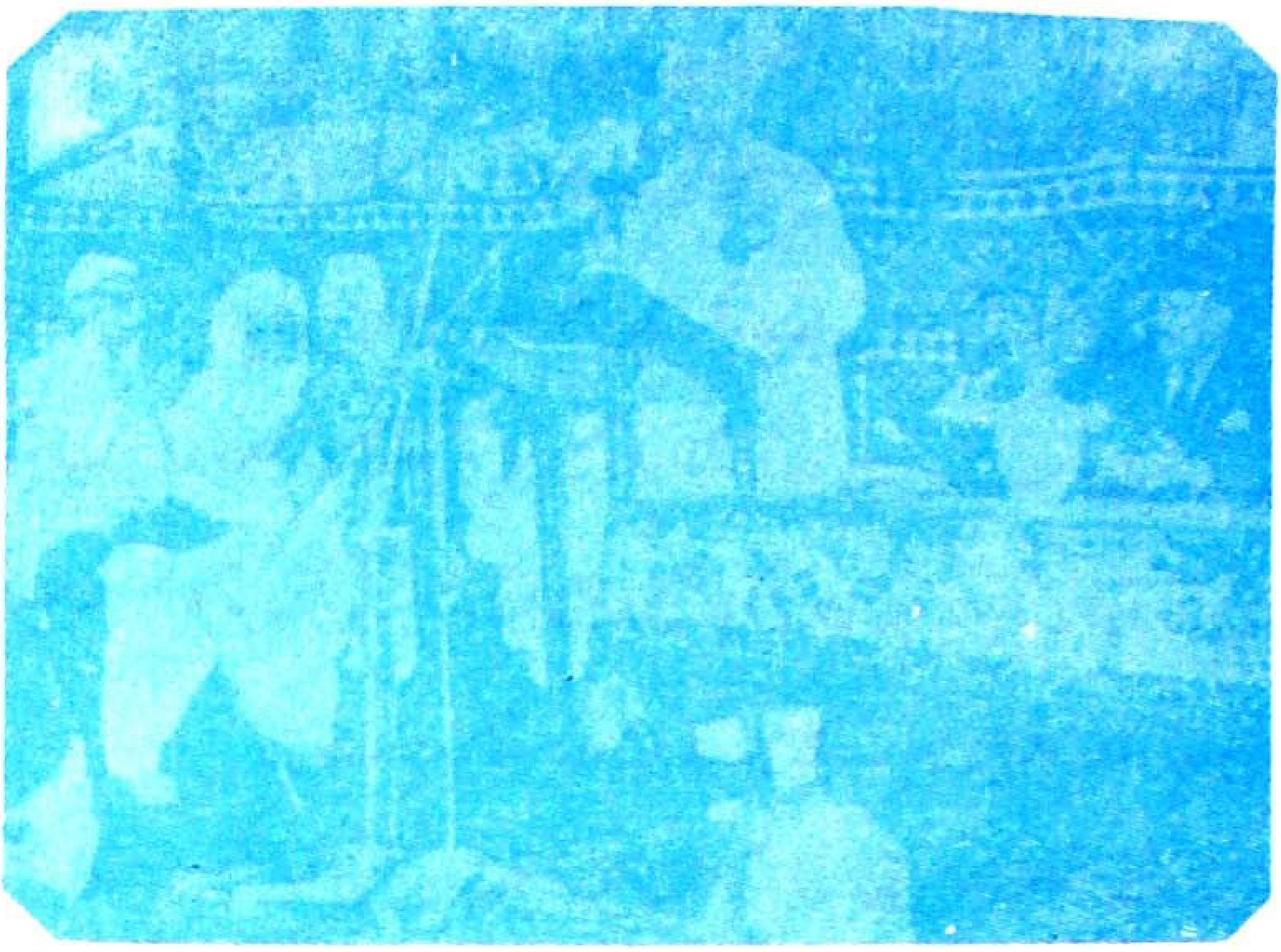

نومبر ۱۹۶۳ء ۔ کل پاکستان مشائخ کانفرنس میں حضرت خواجہ ملت شاہ نظام الدین احمد محمودیؒ پاکستان اور عالم اسلام کی ترقی اور سلامتی کیلئے دعا کر رہے ہیں ۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان ساتھ بیٹھے ہیں ۔

حضرت خواجہ نصر المحمود صاحب فخری سجادہ نشین

Marfat.com

Marfat.com

اگست ۱۹۴۷ء

اگست ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو غیر مسلم ہندو باشندگان نے ہندوستان چلے جانا تھا۔ اور مسلم باشندگان خصوصاً پنجاب ہندوستان سے پاکستان آنا تھا۔ (یہ بٹوارہ پنجاب کے لئے تھا۔ مشرقی پنجاب کا مسلم طبقہ پاکستان جاتے اور مغربی پنجاب کا ہندو ہندوستان جاتے)۔

یہ ایک مشکل کام تھا۔ اور اس میں دقت یہ تھی کہ سکھوں نے جو مغربی پنجاب میں تھے نے مسلم طبقہ مغربی پنجاب سے ۱۹۴۶ء میں جھگڑا مول لے بیٹھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غنڈہ عناصر نے دونوں ممالک میں اقلیتی فرقہ کے لوگوں کی کشت و خون اور لوٹ کھسوٹ شروع کر دی۔

حکومتِ پاکستان نے مرشدم حضرت خواجہ محمد غلام نظام الدینؒ کو قیام امن اور خدمتِ خلق کے لئے اختیاراتِ مجسٹریٹی تحصیل تونسہ شریف استعمال کرنے کی پیشکش کی جو آپ نے بخیالِ خدمتِ خلق منظور فرمالی تو حکومت نے اعزازی مجسٹریٹ درجہ اوّل، علاقہ مجسٹریٹ اور تھانہ جات تونسہ شریف، رتیٹرہ، وہوا مقرر فرمایا۔ سرکاری مثلوں کی ترتیب و تدوین اور ان پر احکامات کارروائی تحریر کرنے کے لئے فقیر محمد خان ولد حاجی احمد دین سکنہ کوٹ قیصرانی "ریڈر" تعینات ہوئے۔

تمامِ امن کی عملی کارروائی کے لئے ملٹری کے کچھ سپاہی بمعہ اسلحہ حضور کی تحویل میں دیئے گئے۔ تحفظ جان و مال کا یقین پا کر تحصیل تونسہ شریف

Marfat.com

رہنے والے تمام ہندو پناہ گزین قصبہ تونسہ میں اکٹھے ہو گئے۔ اور قصبہ تونسہ کھچا کھچ بھر گیا۔ ان کے خورد و نوش کا انتظام لنگر میں تھا۔ ان کو کچا بستہ اور کھانے کا سارا سامان جو وہ مانگتے یا ضرورت پڑتی دے دیا جاتا۔ وہ خود پکاتے اور خود تقسیم کرتے۔

ایک دن افواہ گرم ہوئی کہ پہاڑی لوگ قصبہ تونسہ شریف میں میں رہنے والے ہندو پناہ گزینوں کی لوٹ کھسوٹ اور کشت و خون کرنا چاہتے ہیں یہ بات حضور تک پہنچی تو آپ نے جملہ علمائے دین موجود الوقت کو طلب فرمایا۔ مشورہ کیا۔ بحث ہوئی۔ ایسے حالات میں علمائے دین کا فتویٰ چاہا۔ صدر مدرس مدرسہ محمودیہ مفتیٔ اعظم مولوی خان محمد خان بزدار اور دیگر علماء نے فتویٰ دیا کہ شریعت محمدی ایسے حالات میں غیر مسلم پناہ گزینوں پر کسی قسم کی دست درازی یا دخل اندازی کی روادار نہیں۔ ہندو، سکھ، بدھ، عیسائی سب مخلوق خدا ہیں۔ انھیں بغیر کسی خاص عذر یا امر شرعی کے ہلاک کرنا وہی گناہ ہے جو کسی مسلمان کا ہے۔

چنانچہ حضور نے حکم فرمایا کہ غیر مسلم پناہ گزینوں کا بال بیکا نہ ہونے پائے اگر کسی نے زیادتی کی تو میں بااختیارات مجسٹریٹ گولی کا حکم دے دوں گا۔ اس بات کی مشتہری عام کرادی گئی۔ پہاڑی لوگوں کو بھی علم ہو گیا۔ اس پر وہ اپنے مذموم ارادوں سے باز رہے۔ آخرکار ہندوستان گورنمنٹ کے ٹرک پناہ گزینوں کو ہندوستان لے گئے۔

ان ایام میں موضع مکول کلاں میں ڈکیٹی کی ایک واردات ہوئی۔

Marfat.com

آٹھ ملزمان چالان ہو کر پیش ہوئے۔ ملزمان میں آٹھ آدمی ایسے تھے جو حضور کے ملازمین کے رشتہ دار تھے۔ وہ ان کی ضمانت و رہائی کے سفارشی ہوئے۔ باقی پانچ ملزمان مخالف عنصر سے تعلق رکھتے تھے اور کوشش کی کہ ان پانچ ملزمان کی ضمانت نہ لی جائے۔ مگر آپ نے جملہ ملزمان کو ضمانت پر رہا کر دیا یہ فرماتے ہوئے کہ عدالتی کام میں ذاتی رنجشوں یا تعلقات کو بروئے کار لا کر خدا کو کیا جواب دوں گا۔

کئی سال بعد آپ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے عرس میں شمولیت کے لئے اجمیر شریف جا رہے تھے تو آپ کا گذر ایک ایسے شہر سے ہوا جہاں تحصیل تونسہ سے گئے ہوئے غیر مسلم سکونت پذیر ہو چکے تھے جونہی آپ کی آمد کا پتہ چلا تو درشن حاصل کرنے کے لئے ایک بہت بڑے جلوس کی شکل میں جمع ہو گئے۔ اتفاق سے ان دنوں وہاں جلوس پر پابندی اور کرفیو نافذ تھا۔ ہندوؤں نے قانون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ کے لئے جلوس نکالا اور اپنے حکام سے کہہ دیا کہ آپ ہی وہ واحد شخصیت ہیں جن کی بدولت ہم جان و مال بچا کر ہندوستان پہنچے۔

درشن کنندہ ہندوؤں نے دس ہزار روپیہ کی تھیلی بطور نذرانہ پیش کی۔ ایک قدیم ہندو خادم کی بیوہ حاضر ہوئی۔ اپنی غریبی اور تنگدستی کا اظہار کیا یہ سن کر آپ نے سالم تھیلی اس ہندو بیوہ عورت کو عطا کر دی۔

موضع بنڈٹی (تحصیل تونسہ شریف) کے محمد خان تنگوانی مدرس کو ایک ہندو بیوہ گوپالی دیوی سے محبت ہو گئی۔ وہ بھی محمد خان کو بے انتہا

Marfat.com

چاہتی تھی۔ دونوں طرف سے آگ برابر لگی ہوئی۔ یہ ۱۹۳۹ء کا قصہ ہے۔ محمد خان ان دنوں ہیرو میں تعینات تھے۔ اور گوپالی بھی ہیرو کی باشندہ تھی۔ میں ان دنوں علی گڑھ سے فارغ ہوکر ہیرو آیا ہوا تھا۔ اِدھر محمد خان اُدھر گوپالی نے امداد کے لئے اپنی اپنی روداد سنائی۔

میں نے ایک ہندو عورت کا مسلمان ہونا ثواب سمجھ کر امداد کا وعدہ کرلیا۔ گوپالی کو ڈیرہ غازیخان احمد خان سابق خادم لنگر کے گھر لے آیا۔ محمد خان بھی ڈیرہ غازیخان پہنچ گئے۔ دوسرے روز گوپالی نے عدالت میں اپنا بیان قلمبند کرایا کہ میں کسی دباؤ کے بغیر اپنی رضا و رغبت سے اسلام قبول کرتی ہوں۔

عدالت سے حکم نامہ لے کر دوسرے روز ان دونوں کا نکاح کرادیا۔ گوپالی کا اسلامی نام غلام فاطمہ رکھا گیا۔ غلام فاطمہ کے ہندو (آنجہانی) خاوند سے ایک لڑکی اور لڑکا ۹/۸ سال کی عمر کے تھے۔ لڑکے کی چٹیا کٹوانے کا مقدمہ دائر کردیا گیا۔ جس میں سردار محمد اجمل خان ملغانی کو بھی شریک جرم گردانا گیا۔

محمد خان، مرشدم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حالات سناتے اور امداد کا طالب ہوا۔ حضور نے امداد کرنے کا وعدہ فرمایا۔ مقدمے کے تمام اخراجات اور ان کی پیروی کے لئے ڈیرہ غازیخان کے وکیلوں کو حکم صادر فرمایا۔

بچے چونکہ نابالغ تھے اس لئے ہندوؤں کے حوالے کردئے گئے۔

یہ مقدمہ عرصہ تک چلتا رہا۔ حضور کی اعانت سے مقدمہ محمد خان اور غلام فاطمہ کے حق میں ہوا۔ غلام فاطمہ کے لبطن سے محمد خان کے ہاں دو بیٹے گل محمد اور در محمد اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ غلام فاطمہ کے بطن سے محمد خان

Marfat.com

خواب حقیقت بن گیا

ایک دفعہ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کی ۔ جی چاہتا ہے
۔ مجھے باغ کے لئے کوئی اچھا سا رقبہ مل جائے ۔
آپ نے فرمایا ۔ مل جائے گا ۔
جولائی ۱۹۶۰ء میں رات کو خواب میں ایک قطعہ زمین دیکھتا
ہوں جو باغ کے لئے مجھے مل رہا ہے ۔ بیدار ہوکر اٹھ بیٹھا ۔ میری گھروالی
کی آنکھ بھی کھل گئی ۔ پوچھا کیا ہوا ۔ میں نے خواب کے متعلق بتلایا۔
کہا ذہنی خیالات ہیں ۔ سوجاؤ ۔ سوگیا مگر چین سے نیند نہ آئی ۔ سوچا
تاج محمد قانونگو سے مشورہ لوں گا کہ اس علاقے میں ایسا کوئی رقبہ ہے ؟
جو خواب میں دیکھا ہے) ۔
اتفاق سے تاج محمد قانونگو خود آگئے ۔ ان سے ذکر کیا تو
انھوں نے کہا کہ جمعرات شام چاہ احمدشاہ والا آجاؤ ۔ میں اس علاقہ کا
پٹواری ساتھ لاؤں گا اس سے معلوم کریں گے ۔ حسبِ پروگرام میں پہنچا
تو تاج محمد قانونگو معہ پٹواری انتظار میں تھے ۔ ان کو ہمراہ لے کر اس جگہ
پہنچے جہاں اب میرا رقبہ ہے اور فرید آباد کے نام سے موسوم ہے ۔ محل وقوع
دکھلایا ۔ معلوم ہوا یہ رقبہ بحالیات کا ہے ۔
ڈپٹی کمشنر صاحب کو درخواست دی ۔ انھوں نے افسر مال
سے وضاحت طلب کی ۔ افسر مال نے وہ رقبہ ایک مہاجر کے نام ادھر

Marfat.com

اور پھر اس مہاجر سے مجھے دلوایا۔ جو تقریباً ۷۰ کنال تھا۔ اس طرح سے
میں رقبہ کا مالک بن گیا۔

سنجر سیدان کے ایک سید صاحب نے اس پر شفع دائر کر دیا
حضور کو علم ہوا تو فرمایا:۔ غلام فرید! کیا یہ شفع شرعی ہے؟
میں نے عرض کیا کہ میں اس اصطلاح سے واقف نہیں۔
فرمایا۔ یہ شفع کب دائر ہوا؟
عرض کیا۔ سال کے آخری روز۔
آپ نے فرمایا یہ غیر شرعی ہے۔ شرعی تب ہوتا ہے کہ علم ہوتے
ہی دعویٰ دائر کر دو۔
آپ نے خان صاحب محمد غلام معین الدین کو اس غرض سے سنجر سیدان
بھیجا۔ مگر شاہ صاحب نے دعویٰ واپس لینے سے انکار کر دیا۔ حضور کو
انتہائی افسوس ہوا۔ فرمایا۔ ناکام ہو گئے۔
کچھ عرصہ بعد وہ دعویٰ عدم پیروی کی وجہ سے خارج ہو گیا۔ مدعی
نے سیشن کورٹ پھر ہائی کورٹ اپیل کی۔ پھر بھی خارج ہوا۔

حضور کی شرائط بعیت

سب سے پہلی شرط پابندی نماز۔
آپ کا فرمان تھا نماز نہ پڑھی تو
بعیت ختم۔ مردوں کے لئے ہر نماز کے بعد ایک تسبیح درود شریف اور ایک یا کریم
اور عورتوں کیلئے درود شریف اور یا ستار۔ مردوں کے لئے شرعی داڑھی
کا فرمان۔ بندہ نے حضور کے وصال کے بعد داڑھی نہیں منڈھوائی۔

Marfat.com

وجدانی کیفیات والی کافیاں

ہے ہے یار برو چل

ہَے اہَے !! یار برو چل

ہک تِل ترس نہ کیتا

کر کے سخت نمانڑی — اپنڑے نال نہ نیتا

ہجر پیالہ ازلوں — میں مٹھڑی لو پیتا

جیں ڈیٹھ سجن سدھائے — ڈکھ آیا سکھ بیتا

سُول کللڑا کوجھا — لوں لوں رگ رگ سیتا

اصلوں محض وِسارئیُں — لا کر پرم[1] پلیتا[2]

روہ فرید لتاڑاں

شالا کھا دِم چیتا

1۔ پرم ۔ محبت ۔ عشق

2۔ وہ بتی جسے بارود میں لبا کر آگ دکھا کر توپ چلائی جاتی ہے

Marfat.com

پنل چھوڑ کے پیچ سیدھایوں
دلڑی نمانی ہے زار نزار
پاس پیاس نصیب اساڈے   ناکوئی ٹوبھے ناکوئی تاڈے[۱]
ناراہ ڈسدم کرہوں[۲] قطار
درد گھنیرے ڈکھ ہزاراں   سول تتی کوں تار متاراں
برہوں بھیندا روز آزار
سٹ کرشاہی ٹھیساں باندی   ٹھیک سوہیاں ریت غماندی
کیچھو[۳] کرم سم لوگ وِیار
سیجھ نہ بھاوم پئی تڑپھاواں   تارے گن گن رات نبھاواں
نہ کوئی ساتھی نہ غمخوار
مایو ویری مول نہ بھاندے   مینڈے ڈلوم برڈے باندے
سنگیاں سرتیاں کرم وچار
جیں تن لگڑی سوئی تن جانڑے   غیر فرید نہ رمز پچھانڑے
جانم سونہاں دلبر یار

[۱] تاڈے :۔ ریگستان میں جہاں ٹھکانہ ہوتا ہے ۔
[۲] کرہوں قطار :۔ اونٹوں کی قطار
[۳] کیچھو :۔ باوجودیکہ

Marfat.com

میکوں کلہڑا چھوڑ تے
ویندیں کیندے سانگ

قطرہ محض کِکیس[1] نہ آیو   لایو ہجر دی سانگ
تھل مارو دا پینڈا سارا   تھیسم ہِک بِلہانگ
جے نئیں ناسیں دے وچ ساہم   ہوسم تیڈڑی تانگ
جاوݨ لا دی بِرہوں ݨاٹیم   کنیں ڈکھاں دی بانگ
چھوڑے وقت کنوارے ویلھے   لگڑم تیڈا دانگ
میں ہاں کیرھے باغ دی مولی   کئی رُل موئے میں وانگ
گھم گھیر فرید تہر دے   نہ تِرڑ ڈِیسم نہ ٹانگ[2]

کِکیس ؛ ترس ۔
ٹانگ ؛ پایاب دریا

Marfat.com

ڈکھڑیں کارݨ جائی ہم

سُولیں سانگ سمائی ہم

دردا اندیشے سکھڑے سوڑے — بیا نہ بھیݨ تے بھائی ہم

گہلی کملی سُنجڑی دُھردی — ہِک غم دی سدھرائی ہم

جاوݨ لادی پنڈ بلادی — جُم سراکھیاں جائی ہم

راحت ویندیں وِداع نہ کیتم — مَیٔ ہم پر مترائی ہم

سختی تے بدبختی تتڑی — حال وَنڈاوُ ہمائی ہم

پیڑ پرانی سکھڑی امڑی — مونجھ مونجھاری دائی ہم

بے ٹھاہی دی چولی چُنڑی — پائی ہم پا ٹھُمکائی ہم

سرتے جھیڑے چوٹیاں متھڑے — تیں سنگ یاری لائی ہم

ہوہو بھکڑی شہر خواری — جاتی فخر وڈائی ہم

کیویں یار فرید وساراں

جیں کیتے اِتھ آئی ہم

Marfat.com

آپ اج کل سونہاں سائیں ناں تاں مفتی خون تھیسائیں
توں بن مول نہ سہندیاں واہیں سنڑ دل نال تاں گالہہ کھائیں
پر بہت دہاراں روہ گھنیرے جتھ لانگھے جتھ تھیوم وہیرے
بے شک درد منداں دے ڈیرے جتھ نخلڑا جتھ منجھڑیاں جاہیں
ہک پل عیش نہ پایم گھر وچ گذری ساری عمر سفر وچ
پوندے سو سو پور اندر وچ یارب یار دے دلیس وسائیں
جاں ڈیکھاں جھڑ مینہ کنڑ لٹ کوں کر کر رووواں یاد سجن کوں
اکھیاں بلکن مونہہ ڈیکھنڑ کوں گل لاونڑ کوں پھٹکن باہیں
واٹ نہاراں کانگ اڈاواں پنڈت جوسی دے کن کھاواں
سو پچھ ہاراں فالاں پاواں اوسی میڈا یار کڈاہیں
میں بدذاں کہیں بھیم بھرم دا توں ہیں صاحب لاج شرم دا
زور فرید کوں تیڈڑے دم دا نگڑی سانول توڑ نبھائیں

Marfat.com

کافی

آپل مارو مارڑو ۔۔۔ تھل وچ کردیاں دھاہاں
ماراں ہکلاں کو کڑاں ۔۔۔ کر کر لمڑیاں باہاں ؛
بھل گیاں ریماں ریتڑاں ۔۔۔ جیں ڈینہ لگڑیاں پیتاں
بٹھ پئے خویش قبیلڑے ۔۔۔ پر ہک تیموں چاہاں
کیویں جیوے جالڑے ۔۔۔ سنجڑی ہیر سلیٹی ؛
رانجھن تخت ہزارڑے ۔۔۔ سکیاں لایاں کاہاں
ماپیو ویرو ساریم ۔۔۔ راول ڈتڑم رولا ؛
یاواں لیرے میلڑے ۔۔۔ چولی چنڑی لاہاں
جاہی چوٹ فریدلوں ۔۔۔ لایو لاڈ کھلایو
مول نہ وسرم تیڈڑیاں ۔۔۔ سانول ناز نگاہاں

Marfat.com

اے ریت سکھی ہٹی کیں کنوں !

ڈھولا لک چھپ بہندیں میں کنوں

جڑ تیغ برہوں دی مار گیوں　　کھس صبر آرام قرار گیوں
کیوں جھوک لڈا لنگھ پار گیوں　　کوئی پچھن والا ہم تیں کنوں
ڈیہاں ڈیوے ڈکھڑے پاوندیاں　　رت رو رو رات نبھاوندیاں
کر ویٹ ڈوہاگ سوہاوندیاں　　ونج حال گھنو ہمسائیں کنوں
جیندے نال محبت جکڑی ہے　　لگی شہر ملامت پھکڑی ہے
دل مہڑوں سٹھڑوں تکڑی ہے　　نسے ڈر دے مہنسیں کنوں
اے روہی یار ملاوڑی ہے　　نالا ہووے ہر دم ساوڑی ہے
ونج بیسوں لسڑی گاوڑی ہے　　رکھن اپنے سوہنے سئیں کنوں
غم درد فراق دی رولڑیاں　　گیاں ناز نواز دیاں ٹولڑیاں
تھئی گاہی کملی بھولڑیاں　　دھک یار جھلاں جیں تیں کنوں
دل جھر جنگل دی باندی ہے　　جتھ جھوک میڈے متراندی ہے
بو صدق وفا دی آندی ہے　　انہیں ساڈیں سوہنڑیں لیکیں کنوں
کجھ یاد ہنالی توں ہنیں　　کوئی سنگتی باجھوں تول ہنیں
ترڑ یار فرید داموں ہنیں　　ہیں نینہ دی ہاری نیں کنوں
بن یار فرید نہ جیواں میں　　کیوں اتنی اوکھی تھیواں میں
لوز ہر پیالہ پیواں میں　　چھڈ پوساں سولیں سئیں کنوں

Marfat.com

کافی

تتی رو رو واٹ نہاراں

کڈی سانول موڑ مہاراں

جیں کارن سو سختی جھاگی
پھراں ڈُوہاگی دیس براگی

جنیدیں ڈیکھاں سانول ساگی
تھیواں باغ بہاراں

یار بروچل وسیم متولڑا
جنیدے سانگے مانیم تھلڑا

خان نپلڑا نہ کر کلہڑا
توں سنگ چاڑے چاراں

جیں ڈتے یار اساں نوں جھیڑے
مینڈی روپ ڈکھا لکھ پھیڑے

ڈسدے سرخی دے رنگ پھیڑے
وگھریاں کجل دیاں دھاراں

منّد منّد منتاں پیر مناواں
ملّاں گول تعویذ لکھاواں

سڈ سڈ جوسی بھالاں پاواں
کردی سوتڑ مزاراں

بندڑے نال نہ کرسیں منڈڑا
توڑے کوجھا کملا گندڑا ۔

ٹک سوہائیں صحن سوہنڈڑا
لوں لوں توں جند واراں

چھوڑ فرید نہ یار دا دامن
جئیں جی کیتا جڑ کر کامن

ڈوہاں جہاناں ساڈا مامن
کیویں دلوں وساراں ۔

۵ ۔ جادو

کافی

میڈا عشق وی توں میڈا یار وی توں — میڈا دین وی توں ایمان وی توں

میڈا جسم وی توں میڈا یار وی توں — میڈا قلب وی توں جند جان وی توں

میڈا کعبہ، قبلہ، مسجد، منبر — مصحف تے قرآن وی توں

میڈے فرض فریضے حج زکواتاں — صوم صلوٰۃ اذان وی توں

میڈی زہد عبادت طاعت تقویٰ — علم وی توں عرفان وی توں

میڈا ذکر وی توں میڈا فکر وی توں — میڈا ذوق وی توں وجدان وی توں

میڈا سانول مٹھڑا شام سلوناں — من موہن جانان وی توں

میڈا مرشد ہادی پیر طریقت — شیخ حقائق دان وی توں

میڈی آس امید تے کھٹیا وٹیا — تکیہ مان تران وی توں

میڈا دھرم وی توں میڈا شرم وی توں — میڈا بھرم وی توں میڈی شان وی توں

میڈا دکھ سکھ رووݨ کھلݨ وی توں — میڈا درد وی توں درمان وی توں

میڈا خوشیاں دا اسباب وی توں — میڈے سولیں دا سامان وی توں

میڈا حسن تے بھاگ سہاگ وی توں — میڈا بخت تے نام نشان وی توں

میڈا ڈیکھݨ بھالݨ جاچݨ جوچݨ — سمجھݨ جاݨ سنجاݨ وی توں

میڈے ٹھڈڑے ساہنے موجھ منجھاری — ہنجوں دے طوفان وی توں

میڈے تلک تلوڑے سیندھاں مانگاں — ناز نہوڑے تان وی توں

Marfat.com

کافی

میڈی مہندی کجل مساگ دی توں
میڈی سرخی بیڑا پان دی توں

میڈی وحشت جوش جنون دی توں
میڈا گریہ آہ فغان دی توں

میڈا شعر عروض قوافی توں
میڈی بحر دی توں اوزان دی توں

میڈا اول آخر، اندر، باہر
ظاہر تے پنہان دی توں

میڈا فردا تے دیروز وی توں !
الیوم دی توں الآن دی توں

میڈا بادل برکھا کھمناں گاجاں
بارش تے باران دی توں

میڈا ملک ملہیر تے مارو تھلڑا
روہی چولستان دی توں

جے یار فرید قبول کرے :
سرکار دی توں سلطان دی توں

ناتاں کہتر کمتر احقر ادنےٰ
لاشے لاامکان دی توں

Marfat.com

کافی

اج فاں فراق ڈسیندی ہے
متاں یار کنوں نکھڑ ییندی ہے

سخنیاں ودھیاں ڈکھ بھئے بھولے — رنج الم غم سوز سمولے
چیر کھاڈو کھری روں روں بولے — تشد ڈِنگی دل بیندی ہے
سینڈھاں کجریاں سینداں چکریاں — کھلے اجڑے سرخیاں نکھڑیاں
یاساں مکیاں آساں نکھڑیاں — لوں لوں وین ولیندی ہے
توں نہالیاں دا رڈسیچن — ہار کھلاں دے خار ڈسیچن
صحن حویلیاں بار ڈسیچن — سبھ شے موںجھ ودھیندی ہے
بھاگ گیا بدبختی جاگی — بانہہ چوڑیلی بھیوم ڈوہاگی
جیندیں ڈیکھاں سانول ساگی — جندڑی مرمر ویندی ہے
ٹوٹے کنگن کٹڑیاں نور — ٹکڑے بینے بولے بینسر
کھاٹے بھئے ناگ برابر — چوہنب کلی جک بیندی ہے
نظر نہ آوے رانجھن ماہی — کیتس بے کس تے بیواہی
موںجھ موںجھاری گل دی پھاہی — صبر آرام ونجیندی ہے
درد کنوں منہ ساوا پیلا — چولا کالا بوچھن نیلا
توں بن ساڈا کوجھا حیلہ — ہر کوئی سخت الیندی ہے

Marfat.com

سونہہ شگن سبھے تھئے بھیڑے   وصل وصال دے سانگے ترٹے۔
نین نبھائے رو رو ہڑے !   دلڑی کیس کریندی ہے
بیتر بہار خزان ڈسیجے   جھوک سبھو ویران ڈسیجے
نہ کوئی علم نہ بانہہ ڈسیجے   روہی ڈین ڈریندی ہے
یار فرید نہ کھڑ مکلایا !   بادی بار ہجر سر آیا
سک ساڑیا تے نانگھاں تایا !   قسمت رودھے ڈیندی ہے

Marfat.com

کافی

گیوں رول رادل وچ کُن کپر دے

رو دھے ڈتونی یچپیلی عمر دے

یتں باجھ جیویں اصلوں نہ جیواں   تیڈے اکھیں دے سامنے پور پواں

مارو مریلا توں بن نہ تھیواں   بجھ ڈیہنہ ہجر دے اوکھے گزر دے

ماراں مروڑاں دھکڑے تے دھوڑے   بھیجاں سوغاتاں تیڈے دکھوڑے

ڈکھڑے ڈیہنو ڈیہنہ ڈیڈھنے ڈوڑے   ہے ہے نہ جیندے جھڑا نہ مردے

گئے وقت ویلھے یارو بھلیرے   ڈکھڑیں ڈکھی تے کیتے دہیرے

شالا ڈیہاڑے تھیوم بھلیرے   باڑے گزاروں سجنیں دے گھر دے

گھولی تسیڈی گولی تسیڈی   ڈے کن تے سنڑیں ڈکھ بیڑ میڈی

پانی اساڈا تھئی رت اسیڈی   رڈی دے ٹکڑے ہاں دے جگر دے

مُنڈھ لادی نبیڑی ڈکھڑیں دی بدھڑی   دردیں دی ماری سولیں دی ڈُدھڑی

ہک توں تتی دی ول کل نہ لدھڑی   بئے سول صدمے چوتھے پہر دے

رہ گیوم غماں وچ وسرے نہ ڈھیپے   دھاں دھاں کریندے آئے بدھیپے

بئے بے والی ڈترڑے رنڈ سیپے   آئے بار سرتیں باری قہر دے

جوگی براگی تھی کر ڈھونڈھیساں   کفنی ڈکھاں دی پا گل سوہیساں

ایویں فریدا عمراں نبھیساں   جے تئیں نہ تھیساں داخل قبر دے

Marfat.com

خبرم رسیده امشب کہ نگار خواہی آمد
سرِ من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد

ہمہ آہوان صحرا سرِ خود نہادہ بر کف
بامید ایں کہ روزے بشکار خواہی آمد

بالبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازاں کہ من نمانم بہ چہ کار خواہی آمد

کششے کہ عشق دارد نگذاردت بدلیاں
بہ جنازہ گر نہ آئی بمزار خواہی آمد

Marfat.com

یاداشتیں

آپ نے فرمایا۔ غلام فرید! قرآن پاک کس استاد سے پڑھے ہو؟

عرض کیا۔ حافظ رحیم بخش قیصرانی سے اور قرائت حافظ عالیجاہ پانی پتی سے۔

فرمان ہوا۔ بچوں کو قرآن پاک حفظ کراؤ۔

میری بدنصیبی ایسا نہ ہوسکا۔ میرے بیٹے انعام فرید اور احمد صرف پندرہ پارے حفظ کر کے چھوڑ گئے۔ احتشام فرید اور علیم احمد صرف آٹھ سپارے حفظ کر کے چھوڑ گئے۔ اس وقت میرا نواسہ محمد صابر حافظ قرآن ہے اور چار سال سے مصلیٰ پڑھا رہا ہے میری پوتی صادق فرید کی صاحبزادی نے کم سنی میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا ہے۔ البتہ گھر کی ہر عورت ناظرہ قرآن پڑھ چکی ہے اور صوم و صلوٰۃ کا سلسلہ جاری ہے۔

ایک روز نواب در محمد خان خاکوانی ملتانی کے بنگلہ پر ایک مولوی صاحب نے سوال کیا کہ آپ یزید کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

آپ نے جواباً فرمایا۔ حضرت حسینؓ کے قاتل۔ میری زبان اس نام لینے کی بجائے حسینؓ! حسینؓ!! ہی کیوں نہ کہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر پیر بخش ایم۔ بی۔ بی۔ ایس نے کریم داد سدوزئی
کے دوائی دی۔ اس روز قدرے بخار بڑھ گیا ہو۔ حاشیہ نشیناں (جو سب بھگوڑے
تھے) نے سدوزئی صاحب کو کہا کہ ڈاکٹر نے زہر دیا ہے۔ کریم داد بندوق اٹھا کر
مطب میں آئے اور ڈاکٹر صاحب پر فائر کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب زخمی ہو گئے۔ انھیں
ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ اللہ کے کرم سے ڈاکٹر صاحب بچ گئے۔

حضور نے اس خادم سے فرمایا کہ شرعاً فیصلہ کرا دو۔ ڈاکٹر صاحب
میرے ہم زلف ہیں۔ کریم داد بھی اس وقت موجود تھا۔

حضور نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک روز غازیگھاٹ
کے کشتیوں کے پل سے گزر رہے تھے۔ کار کے آگے پٹھانوں کا ایک قافلہ اونٹوں
سمیت چل رہا تھا۔ ڈرائیور اللہ بخش نے ہارن دیا تو اونٹ بدکے اور ایک
اونٹ دریا میں گر گیا۔ ملاحوں نے اونٹ نکال باہر کیا۔ اونٹ صحیح سلامت تھا
پٹھان عورتیں بچے ہمیں گالیاں دینے لگے۔ میں نے پشتو میں ان سے کہا کہ
جب تمہارا نقصان ہی نہیں ہوا گالیاں کیوں دیتے ہو؟

واقعہ سنانے کا اصل مقصد یہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب بچ گئے ہیں تو
فیصلہ کیوں نہیں کرا دیتے؟

میں نے مصالحت کی کوشش کی۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی تسلیم کر لیا
مگر کریم داد خان فیصلہ پر قائم نہ رہا۔ سزایاب ہوا۔

کار کے حوالے سے بات یاد آئی۔ حضور ڈیرہ غازی خان

Marfat.com

تشریف لائے۔ "مہمہ" (بلوچستان) میں شکار کا پروگرام تھا۔ مجھے بھی ساتھ چلنے کا حکم ہوا۔ حضور کے پاس شیر احمد خان ملھزئی کی کار راکٹ تھی۔ میرا ڈرائیور اسے چلا رہا تھا۔ میرے ساتھ میری کار میں سردار اللہ داد خان جعفر تھے۔ فورٹ منرو جا پہنچے۔

فورٹ منرو سے آگے میں نے بے وقوفی کی کہ گاڑی "فری" کر دی۔ پھر تو اترائی پر گاڑی کو ہیوی گیر میں نہ ڈال سکا اور نہ بریک لگائی جا سکتی تھی اور گاڑی انتہائی تیزی کے ساتھ اترائی کی طرف جا رہی تھی۔ آگے ایک خطرناک موڑ تھا۔ میں نے گاڑی کی ایک سائیڈ پہاڑ سے ٹکرا دی۔ خدا کی قدرت پہاڑ کا وہ حصہ ریت کی طرح نرم تھا۔ گاڑی رک گئی۔ ریت سے علیحدہ کیا۔ ہیوی گیر میں ڈال کر بخیریت موڑ کاٹا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ آگے روانہ ہوئے۔

رکنی کی سڑک خراب اور شکستہ تھی۔ کھڈوں میں رود کوہی کا پانی تھا۔ ایک کھڈ کو پار کرتے ہوئے میری کار کی "وائرنگ" اور "پلگ" پانی سے بھیگ گئے اور گاڑی بند ہو گئی۔

حضور غربی کنارہ پر دیکھ رہے تھے۔ آپ نے وہاں کے لوگوں کو حکم دیا کہ گاڑی کو کھینچ کر لے آؤ۔ اس دوران گاڑی ٹھیک ہو گئی۔ میں نے بہت کہا کہ اب گاڑی چل سکتی ہے۔ کھینچنے کی ضرورت نہیں۔ مگر انھوں نے کہا ہمیں پیر کا حکم ہے۔ ہم تو گاڑی کو کھینچ کر ہی لے جائیں گے۔ القصہ انھوں نے ویسا ہی کیا۔

Marfat.com

"رکنی" ہوٹل پہنچے۔ حضور انتظار میں تھے۔ فرمایا۔

" محمد پناہ ڈرائیور گاڑی چلاتا تھا۔ وہ بریک لگاتا تو میں اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں میں بھینچ لیتا۔ گویا میں بھی بریک لگا رہا ہوں۔"

میں نے راستے والا قصہ سنا کر عرض کیا کہ وہ بریک تو ہمیں بھی لے آئی۔

رکنی کے بعد حضور نے فرمایا کہ میری گاڑی تم چلاؤ۔ ڈرائیور محمد پناہ کو حکم دیا کہ تم اپنی گاڑی آگے رکھو۔

سرور حاجی غلام احمد خان آف رکنی کے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا۔ آرام کیا ظہر کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ عصر کی نماز راستہ میں پڑھی۔ سڑک کے ایک طرف جائے نماز بچھائی گئی۔ اذان ہوئی۔ پتھروں سے نکل کر مخلوق نماز کے لئے پہنچی۔ حالانکہ حد نظر تک کوئی آبادی دکھائی نہ دیتی تھی۔ میرا ایمان ہے فرشتے انسانوں کی شکل میں نماز میں شامل ہوئے۔

نماز سے فارغ ہو کر آگے روانہ ہوئے۔ (سفر میں آپ کا معمول تھا کہ کوئی قصہ چھیڑ دیتے یا ساتھی کو حکم ہوتا کہ قصہ سناؤ)

ایک درویش ایک شہر میں پہنچا۔ رونق، آبادی، چہل پہل، باغات، عالی شان مکانات۔ ہزاروں سال بعد وہی درویش وہاں آیا۔ تو پھٹر، پتھر، اینٹیں، ٹھیکریاں اور کچھ نہیں۔ پھر ہزاروں سال بعد وہ فقیر وہاں آیا تو ویسی ہی آبادی وہی رونق۔

Marfat.com

تبلاؤ وہ درویش کون تھا اور شہر کون سا ؟

"درویش حضرت خضر علیہ السلام اور شہر ملتان"

اب نہ وہ "میمہ" نہ باغ نہ مکانات ۔ خالی دیواریں وہ بھی شکستہ۔ ملتان کی طرح ۔

شکار بہت اچھا رہا ۔ مگر ایک باز کا جس نے شکار کا بہت لطف دکھلایا، نوکر کی غلطی سے پر ٹوٹ گیا ۔ باز سخت تکلیف میں تھا حضور نے اسے ذبح فرمایا ۔

گھوڑے تونسہ شریف سے براستہ تمن بزدار بھجوائے گئے تھے ۔

متفرقات

ایک روز میں نے حضور کو اپنے بچپن کا خواب سنایا کہ جنگل میں جا رہا ہوں ایک جن چھرا ہاتھ میں لے کر حملہ آور ہوتا ہے ۔ میں بچاؤ کے لئے ہاتھ آگے کرتا ہوں ۔ وہ کلائی پر وار کرتا ہے تو نبض والی رگیں باہر نکل آتی ہیں ۔ میں رونے لگتا ہوں ۔ حضور اعلیٰ حضرت شاہ محمد سلیمان نمودار ہوتے ہیں ۔ میری کلائی پر ہاتھ پھیر کر فرماتے ہیں "مت رو" وہ رگیں اپنی جگہ صحیح ہو جاتی ہیں ۔

میری سرکار نے فرمایا :۔

"حضور اعلیٰ نے تمہیں طبیب بنایا ہے ۔"

Marfat.com

ایک دن باتوں باتوں میں فرمایا۔ خواجہ گل محمدؒ کی زبان کا قص
کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضرت خواجہ صاحب موصوف کا کئی بار فرمان ہوا
کہ مجھے ملو۔ آپ کے فالج کا حملہ ہوگیا۔ میں حسب فرمان حاضر ہوا۔ آپ بالائی
منزل پر تھے۔ میں قدم بوس ہوا۔ فرمایا۔ میں چل پھر اور اٹھ نہیں سکتا ہو
فرمایا۔ میری زبان منہ میں لے کر چوسو۔ اس کے بعد بہت ساری دعائیں دیں۔

حضرت خواجہ گل محمدؒ میری پھوپھی کے بیٹے تھے۔ میرے ساتھ بہت
محبت اور کرم نوازی فرماتے۔

میری سرکار نے فرمایا۔ پھر خیرن کے لئے حضرت خواجہ خیر محمدؒ
کیا چھوڑا؟

آپ نے فرمایا کہ مجید خان اور حمید خان کی شادی کرا دی
جائے۔ دونوں میرے بیٹے اور وہ (میری بھانجیاں) میری بیٹیاں ہیں۔
گڈا گڈی کی شادی ہوگی۔ چاول اور دنبے لنگر کے ہیں۔ کس سے کیا
پوچھنا۔ عرض کیا۔ حضور کی مرضی۔

میری بدنصیبی! ایسا نہ ہو سکا۔ مگر حضرت خان صاحب نے یہ تمنا
پوری فرمائی۔ سب کچھ ہو گیا۔

حضرت رحیمؒ اور جان محمد خان حیدرانی سکنہ شادن لنڈ
حضور رحیمؒ کے سچے عاشق اور جانثار مریدوں میں سے تھے۔

ایک روز جان محمد خان نے حضور سے عرض کی کہ میرا جنازہ آپ پڑھیں گے۔
آپ نے فرمایا۔ زندگی کا کیا بھروسہ۔ پہلے کون جاتا ہے۔ ہاں یہ میرا وعدہ ہے

Marfat.com

کہ میں یا میری اولاد میں سے آپ کا جنازہ پڑھے گا۔

ایک روز مرشدم شکار کے لئے روانہ ہوئے بچادھ (مغرب) سے ہوتے ہوئے گھوڑوں کا رخ شادن لُنڈ کی طرف پھیر دیا۔ جب حضور شادن لُنڈ پہنچے تو ایک جنازہ آرہا تھا۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی۔ فرمایا۔ جان محمد خان! وعدہ پورا ہوگیا۔

ایک روز گرمی کا موسم، رات کے دس گیارہ بجے ہوں گے۔ ایک صاحب حضور کا فرمان لائے "کہ اسی وقت کار کی ٹینکی پٹرول سے بھرا کر اسی وقت بھیج دو مگر کسی سے ذکر نہ کرنا"

میں نے اسی وقت کار بھجوادی۔ مجھے کسی نے بتلایا کہ حضور کوٹ چھٹہ والی سڑک پر سے تشریف لے جارہے تھے۔

دوپہر ایک دو بجے کے قریب حضور تشریف فرما ہوئے۔ فرمایا۔ گھر میں جو کچھ بچا ہوا ہے اٹھالاؤ۔ پس خوردہ جو کچھ تھا اٹھالایا۔ سامنے رکھا۔ اور ساتھ ساتھ کھانا تیار ہوتا گیا۔ اور واقعہ سنایا۔

"سید غلام میراں شاہ فوت ہوگئے تھے ان کا جنازہ پڑھنے گیا"

سیّد غلام میراں شاہ قمبر شاہ والے آپ کے انتہائی عقیدت مند اور دوست تھے مرتے وقت وصیت کی کہ میرا جنازہ حضرت غلام نظام الدینؒ پڑھائیں خواہ ہفتہ بھر جنازہ کیوں نہ رکھنا پڑے۔ سیّد صاحب کی وفات پر آدمی اطلاع کی غرض سے ٹیلیفون یا تار کے لئے روانہ ہوئے۔ وہ ابھی جام پور پہنچے ہی تھے کہ آپ قمبر شاہ پہنچ گئے۔ آپ نے جنازہ پڑھایا اور واپس ہوئے۔

Marfat.com

حضور رحیمؒ کے عرس مبارک پر حاضری کے لئے گیا۔ ڈرائیور اپنا نہ تھا۔ وہ عارضی لے گیا تھا۔ وہ کار کو کسی ناپسندیدہ جگہ لے گیا۔ مجھے اس کا کچھ علم نہ تھا۔ حضور کو پتہ چلا تو ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور کبھی اس کار پہ سوار نہ ہوئے۔

ایک دفعہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے الیکشن کے لئے "ذیل ہیرو" "ذیل مکول" اور "ذیل مہوئی" کے لئے آپ نے سردار فیض محمد خان تنگوانی کو بطور امیدوار نامزد فرمایا۔ حضور حج کے لئے روانہ ہوئے۔ ابھی کراچی میں تھے کہ سردار صاحب نے تار بھیجا کہ مجھے اس الجھن سے معاف فرمائیں۔

حضور نے مجھے حکم دیا کہ اس نشست کیلئے اپنے کاغذات جمع کرا دیں۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ حج سے واپسی پہ میں نے حضور کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ سادات سنجر سیداں کو معاونت کیلئے حکم فرمائیں۔ آپ نے درخواست پہ تحریر فرمایا۔

"دل نہ کھا سوں ڈیلھے اللہ ایہے پھٹ میلے"

حضور کے کرم سے میں کامیاب ہوا۔ سوکڑ سے خان محمد ملغانی، منگروٹھہ سے منظور احمد خاں کرٹانی کو کامیابی ہوئی۔ ہماری تحصیل تونسہ سے خاصی پارٹی ہو گئی بلکہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے یہ پارٹی ترازو کو پورا کرنے والی تھی۔ یعنی جس طرف گئی وہ پلڑا بھاری ہوگا۔

حضور نے چیئرمین کے لئے سردار نواب زادہ محمود خان لغاری کی امداد فرمائی۔ جس روز چیئرمین کا انتخاب تھا حضور نے ملتان سے تشریف لانا تھا ہم لوگ گیدڑ والا کے مقام پہ انتظار کرنے لگے۔ دیر ہو گئی۔ حاجی فتح محمد خان

Marfat.com

ے کہنے سے دل میں خیال آیا کہ کہیں دریا پر کشتیوں والی پل میں گڑبڑ نہ ہو اور کار
آسکتی ہو۔ لہذا میں نے کار پل پر بھیج دی۔
ادھر حضور تشریف لائے ۔ پل مرمت کے لئے اکھڑا ہوا تھا۔
کار مشرقی کنارے پر چھوڑ کر پیدل پل پار کیا۔
محمد رمضان آف کالا باغ حضور کا غلام تھا۔ کہا آپ کی کرامت
ہے غلام فرید اپنی کار بھیج دے۔ آپ نے فرمایا۔ کالا باغی میں کوئی کراماتی
ہوں؟
تھوڑی دیر بعد کار پہنچ گئی تو محمد رمضان نے کہا۔ مان گئے۔
آپ واقعی کراماتی ہیں۔
آپ ڈیرہ غازیخان تشریف فرما ہوئے ۔ ہمیں کامیابی ہوئی۔
نواب زادہ محمود خان لغاری کو حضور نے روائتی پگ بندھائی۔
سردار رفیق محمد خان کھوسہ ایڈوکیٹ کو حضور نے ڈسٹرکٹ بورڈ
کی نشست بلا مقابلہ دلائی مگر افسوس سردار صاحب نے ووٹ ہماری مخالفت
میں دیا۔ جس سے آپ کو انتہائی دکھ ہوا
میرے پاس ایک تانگہ گھوڑا تھا۔ گھوڑا چلت کا بہت ہی اچھا
تھا۔ دلکی دل لبھانے والی تھی۔ حضور کو اس کی چال بہت پسند تھی۔ میرے
ایک دوست نے پوچھے بغیر وہ تانگہ گھوڑا بیچ دیا اور کار خرید لی۔ ایک روز
حضور نے پوچھا تانگہ گھوڑا کہاں ہے؟ عرض کیا فلاں دوست نے بیچ دیا۔ فرمایا
میں گھوڑا بھیج دوں؟ عرض کیا وہ کام نہیں ہو سکتے۔ کار جو موجود ہے۔

ایک روز آپ ملتان چھاؤنی ریلوے سٹیشن سے ایک تانگہ پر سوار ہوئے ۔ گھوڑا بہت نحیف اور کمزور تھا ۔ آپ نے کوچوان سے فرمایا ۔ اس کی خدمت کیوں نہیں کرتے ۔ بولا ۔ غریب عیالدار ہوں اتنے پیسے ہی نہیں بچتے کہ اس کی زیادہ خدمت کر سکوں ۔

آپ نے ایک ہزار روپے کوچوان کو دے کر فرمایا ۔ محمود نگر جا کر دو گھوڑا لے آؤ اور اسے وہیں بیچ دو ۔ دو ماہ بعد یہ گھوڑا بھی واپس لے آنا دونوں تمہارے ہوں گے ۔

ایک روز حضور نے پوچھا ۔ غلام فرید کتنے بیٹے ہیں ؟
میں نے عرض کیا ۔ آٹھ ۔ (اس وقت اتنے تھے)
آپ نے فرمایا ۔ آہا ہا ۔ میرے نو بیٹے ہوتے ۔ کوئی گھوڑ وال ہوتا کوئی کوٹانہ کوئی درکھان اور کوئی لانگری اور کوئی زمینوں کی دیکھ بھال کرتا ۔

ڈیرہ اسمٰعیل خان سے نواب نصر اللہ خان علیزئی نے تار دیا کہ بس کے ذریعے تونسہ شریف پہنچ رہا ہوں ۔ حضور نے حضرت فخر معین سے فرمایا تمہارے ماموں بس سے آ رہے ہیں ۔ کار لے جائیں ۔

محکم دین ڈرائیور اور حضرت خان صاحب کار پر روانہ ہوئے ۔ پیر فتح خان کے قریب نواب صاحب کو بس سے اتارا اور کار پر بیٹھ کر روانہ ہوئے ۔ ٹبی میترانی کے قریب خان صاحب نے کار خود چلانا شروع کر دی ۔ تیز رفتاری کی وجہ سے بے قابو ہو کر قلابازیاں کھاتی گئی ۔ خدا کی قدرت کہ سب محفوظ صرف خان صاحب کا ایک جوتا گم ہوا جو بعد میں مل گیا ۔

Marfat.com

۲۸ ر مئی ۱۹۶۲ء کو خان صاحب وہی کار چلا رہے تھے۔
فخر یارے بھی ہمراہ تھے۔ پل جٹ گاوٹی واہ پر سے کار نیچے گر پڑی۔ خان صاحب
کی ران پر خاصا زخم آیا۔ باقی سب محفوظ رہے۔ البتہ کار کو خاصا نقصان
پہنچا۔

حضور کی بائیں ہتھیلی پر پھوڑا نکل آیا۔ السدڈتہ جراح
ملتانی کو بغرض علاج بلایا گیا۔ مگر تکلیف، درد، ورم انتہا پر پہنچ گئے۔
(آپ کے شوگر تھی) زبردست بخار اور نیند عنقا۔ تونسہ شریف ہسپتال
کے ڈاکٹر نے چیرا دیا۔ جس سے تکلیف کی شدت میں اور اضافہ ہو گیا۔
ملتان جاکر ڈاکٹر عون محمد خان کو بلایا گیا۔ انھوں نے بے حسی کے ٹیکے
لگا کر انتہائی مہارت کے ساتھ گلے سڑے ماؤف حصوں کو کاٹ دیا۔

حضور نے فی البدیہہ چند اشعار گوہر بار تحریر فرمائے اور شہزادگان
کو حکم دیا کہ داداجان حضور رحیمؒ کے مزار مبارک پر جاکر عرض کرو۔ حکم کی تعمیل
کی گئی۔ درد میں افاقہ ہو گیا۔

آج بھی یہ اشعار اکسیر کا درجہ رکھتے ہیں۔

از محمدؐ تا بہ محمود الانام
لطف جملہ باد بر بندہ نظام
از جناب ذات رحمٰن الرحیم
فضل شان بادہ ہمیشہ بر انیم

Marfat.com

یعنی ابن عبد نظامؒ ابن رحیمؒ
زیر ظلِ شاہ سلیمانؒ و کریمؒ
آں نظامؒ ابنِ رحیمؒ ابنِ کریمؒ
باد بروے فضلِ رحمٰن و رحیم
از جنابِ حضرتِ خواجہ رحیمؒ
تا بذاتِ پاک رحمٰن و رحیمؒ
فضلِ جملہ باد بر بندہ نظامؒ
ایں دعا مقبول گشتہ والسّلام

ایک راتؒ حضور ڈیرہ غازی خان تشریف لائے۔ آپ پاکپ
جا رہے تھے۔ اس زمانے میں سٹیمر چلتا تھا۔ میرا بیٹا عبدالمجید اس وقت
دورۂ بے ہوشی میں تھا۔ دورہ شدت کا تھا۔ آپ اس کے منہ پر ہاتھ
پھیرتے رہے اور پڑھتے رہے۔ خدا کا کرم وہ دورہ ختم ہو گیا۔ اس دن
سے آج تک دورہ پھر نہیں پڑا۔ حالانکہ پہلے اکثر دورے پڑتے رہتے تھے
اس بات کو تقریباً ۳۳ سال بیت چکے ہیں۔

صبح حضور سٹیمر پر روانہ ہوئے۔ سٹیمر کنارے سے
دور تھا۔ کار نہ چڑھائی جا سکتی تھی۔ شرقی کنارے پر پوری بس کرایہ پر لے لی
حضور نے ساتھیوں کے علاوہ دیگر لوگوں کو بھی بلا کرایہ بس میں سوار کر لیا۔
ملتان سے آپ دوسری کار میں پاک پتن شریف روانہ ہوئے۔

Marfat.com

والدم بزرگوار کے فالج گرا۔ فالج کا اثر جسم کے دائیں طرف ہوا۔ چھ سات روز بعد حضور تشریف فرما ہوئے۔ فرمایا۔ یار محمد خان! کوئی فکر نہ کرو۔ انشاء اللہ جلد ٹھیک ہو جاؤ گے۔ آپ نے مفلوجہ حصہ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ اور ملتان روانہ ہو گئے۔ کچھ دیر بعد والدم بزرگوار نے فرمایا۔ کہ "نظام سئ" ہاتھ پھیرے اور میرا ہاتھ نہ اٹھے؟ ہاتھ اٹھالیا۔ پھر ٹانگ کو حرکت دینا شروع کیا۔ دوسرے روز چارپائی سے اترے پھر خود بیٹھ گئے۔ القصہ تیسرے روز چلنا پھرنا شروع کر دیا۔

محترم بزرگ الحاج فتح محمد خان ملغانی کی ران پر پھوڑا نکل آیا۔ مورجھنگی کے فقیر سلطان محمود نے اپریشن کیا۔ اور سوکڑ میں رد کر تن دہی سے معالجہ میں مصروف رہے۔

اثنائے بیماری میں حضور رحیمؒ کو انتظار تھی۔ آپ ہر روز ایک آدمی خیریت معلوم کرنے سوکڑ بھیجتے۔ زخم مندمل ہو گیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد پھر تکلیف شروع ہو گئی۔ حاجی صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے غلام علی شاہ تحصیلدار اور برخوردار خان ذیلدار سوکڑ کے ہمراہ اسسٹنٹ سرجن تونسہ کے ہاں بھیجا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اپریشن کرنا پڑے گا اور تین ماہ کا عرصہ ٹھیک ہونے میں لگے گا۔

یہ ماجرہ جب حضور نے سنا تو حاجی صاحب سے فرمایا فتح محمد! کل صبح نماز کے بعد یاد دلانا۔ ہم اپنے طبیب سے حکم لیں گے۔

صبح نماز کے بعد حضور نے حاجی صاحب کا ہاتھ پکڑا اور مزار شریف

Marfat.com

میں لے گئے۔ فتح محمد خان حضور اعلیٰؒ کے پاس رکنے لگے۔ آپ نے فرمایا اپنے قریبی پر زیادہ حجت ہوتی ہے۔ لہذا حضور کریم خواجہ اللہ بخشؒ کے مزار اقدس پر پہنچے حضور نے گڑگڑا کر اپنے مرید کی شفایابی کی دعا مانگی۔

حاجی صاحب کہتے ہیں۔ میں تو روتا رہا اور اپنی سدھ بدھ کھو چکا تھا واپس آئے۔ ایک جراح سے پٹی کرانے کا حکم ہوا۔ دوسرے روز سے افاقہ محسوس ہونے لگا۔ ایک ہفتے میں زخم بالکل ٹھیک ہو گیا۔

خواجہ غلام مصطفےٰؒ کا وصال مہار شریف میں ہوا۔ میرے حضور نے فرمایا۔ میری کار کی باڈی کاٹ کر مرحوم کا جسد مبارک رکھا جائے۔ خواجہ حافظ سدید الدینؒ مہار شریف میں مقیم تھے۔ انھوں نے اپنی کھلی چھت والی جیپ جسد مبارک رکھنے کے لئے پیش کی۔ جس پر آپ کو تونسہ شریف لایا گیا۔

خواجہ حافظ سدید الدینؒ ۱۹۵۰ء میں پنجاب اسمبلی کے امیدوار تھے۔ دوسری طرف سے سردار امیر محمد خان قیصرانی سرکاری امیدوار تھے۔ سردار صاحب کو ہارتے دیکھا تو بمقام کالو والا، ڈپٹی کمشنر، ایس پی و دیگر عملہ، پولنگ سٹیشن پر جا پہنچا۔ مرشدم بھی پہنچ گئے۔ سب لوگ یعنی ووٹران سرکاری آدمیوں کو چھوڑ کر حضور کے ہاں آ گئے۔ اس پر سردار صاحب کو گنتی کے چند ووٹ ملے اور وہ ہار گئے۔ اور حافظ سدید الدین کامیاب ہوئے۔

ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد ایوب خان کے دور صدارت میں بھی حافظ صاحب، مرشدم کے تعاون سے پنجاب اسمبلی کے دوبارہ ممبر منتخب ہو گئے۔

Marfat.com

۱۱ر اپریل ۱۹۶۰ سنہ عمطابق ۱۴ر شوال ۱۳۷۹ سنہ ھ حضرت سدیدالدین کا بھائی پھیرو کے مقام پر وصال ہوا ۔ آپ کی نرینہ اولاد نہ تھی ۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ میرا جانشین اور سجادہ سرفراز خان عرف میاں جینوں ہوگا ۔ کچھ اختیارات اپنی رفیقہ حیات کے لئے بھی فرمایا ۔ میاں جینوں آپ کا لے پالک یعنی متبنیٰ تھا ۔ ۱۳ر اپریل کو فتنہ برپا ہوا ۔ سجادگانِ چشتیہ میں سے بعض حضرات وصیت کے مطابق میاں جینوں کے حق میں تھے ۔ مرشدم نے کسی کی پرواہ کئے بغیر حسب دستور مرحوم کے حقیقی بھائی حضرت خواجہ خان محمدؒ کے سر پر دستار مبارک رکھ کر اس فتنہ کو ختم کردیا ۔ تمام حضرات نے تائید کی اور مخالفین میں سے کسی کو بولنے کی ہمت نہ ہوئی ۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ سجادہ نشین ہوئے ۔

آپ ہر منگل اور جمعہ کے روز اسی طرح چاند کی سات، چودہ ۱۴ اور انتیس ۲۹ تاریخ کو خواہ کیسا ہی موسم کیوں نہ ہو روزہ رکھتے تھے ۔ افطاری مرتبان کی کچنی اور سحری میں صرف سبز چائے استعمال فرماتے ۔ غذا انتہائی سادہ ہوتی ۔ قریب بیٹھے ہوئے کے منہ میں نوالے دیتے تھے ۔ دسترخوان پر کبھی اکیلے نہ بیٹھتے ۔ شہد کا استعمال ضرور فرماتے ۔

غالبؔ کے آپ مداح تھے ۔ دیوانِ غالب حفظ تھا ۔ اس کا سمجھنا، سمجھانا ایک درس کے طور پر ہوتا تھا ۔ غالبؔ کے اشعار پر بحث اکثر ادبی محافل میں ہوتی ۔ غالبؔ کے چیدہ چیدہ اشعار اکثر وردِ زبان ہوتے ۔

Marfat.com

حق جادہ گر از طرز بیان محمدؐ است

آرے کلام حق بہ زبان محمدؐ است

ترجمہ:۔ حق تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طرز بیان سے جلوہ گر ہے۔ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہے۔

آئینہ دار پرتو مہر است ماہ تاب

شان حق آشکار از شان محمدؐ است

ترجمہ:۔ جیسے چاند، سورج، کے پرتو کا آئینہ دار ہے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان سے حق تعالیٰ کی شان کا اظہار ہوتا ہے۔

ہر کس قسم بداں چہ عزیز است میخورد

سوگند کردگار بہ جان محمدؐ است

ترجمہ:۔ ہر کوئی اسی کی قسم اٹھاتا ہے جسے وہ محبوب رکھتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی قسم اٹھائی ہے۔

Marfat.com

ایک روز دو آدمی آپ سے ملے۔ فرمایا۔ میں نے پہچانا نہیں۔
ایک نے عرض کیا۔ میں دیوان صاحب کا دھوبی ہوں۔ پاک پتن شریف سے آیا ہوں۔
آپ نے فرمایا۔ غلط! دیوان صاحب کے دھوبی تو حضرت بابا گنج شکرؒ ہیں۔
اور قصہ بیان فرمایا:۔

ایک صاحب دہلی سے حضور دیوان صاحب کی تعریف و توصیف سن کر پاک پتن شریف پہنچے۔ رات کا وقت تھا۔ حضور دیوان صاحب کا پتہ کرتے کرتے ایک محفلِ راگ و سرود میں پہنچے۔ وہاں دیوان صاحب موجود تھے۔ اس اجنبی کو بڑا افسوس ہوا کہ میں کس عقیدت سے حاضر ہوا تھا اور دل میں کیا کیا سوچ کر آیا اور یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔

رات کو خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک نہر کے کنارے حضرت بابا گنج شکرؒ کپڑے دھو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور مجھے دیجئے میں کپڑے دھو دوں۔ حضور باباؒ نے فرمایا۔ نہیں بیٹا۔ یہ بچوں کے چھینٹے ہیں۔ خود دھوؤں گا۔

خواب سے بیدار ہو کر افسوس کیا کہ میں نے دل میں کیا کیا غلط اندازے ٹھان لئے تھے۔ صبح گلے میں کپڑا ڈال حضور دیوان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ "نہر طرڑ بھیڑا ویکھ کے"۔ میں نادم ہوا۔

حضور دیوان صاحب کے دھوبی خود حضور گنج شکرؒ ہیں تم نہیں ہو سکتے۔

ایک روز یار محمد کھوسہ سکنہ یارو حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ میرا بیٹا حج کے لئے پیدل گیا۔ اثنائے سفر ایک آبادی کے قریب

Marfat.com

پہنچا۔ پیاسا تھا۔ پانی پیا۔ کئی اور ساتھی بھی تھے۔ ایک مقامی بدّو سے جھگڑا ہوگیا میرے بیٹے نے بدّو کو شدید زخمی کر دیا اور وہ فوت ہوگیا۔ آپ مہربانی فرما کر سعودی عرب کے بادشاہ کے نام چٹھی عطا فرمائیں کہ وہ مدعی کو خون بہا پر راضی کیا جائے اور اس طرح شاید میرے بیٹے کی جان بچ جائے۔

آپ نے شاہ سعود کے نام چٹھی تحریر فرمائی کہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے دوسری پارٹی کو خون بہا پر راضی کیا جائے۔

حکومت نے پوری کوشش کی۔ خود حکومت ہی کثیر معاوضہ دینے پر رضامند ہوگئی۔ افسوس کہ بدّو قصاص پر قائم رہے۔

ہندو پاکستان علیحدہ ہوئے۔ مسلمانوں کی حکومت ہی اور ریاستوں میں ہلچل مچ گئی۔ کشمیر کے راجہ کا پروگرام کشمیر کو ہندوستان کے ساتھ ملانے کا تھا اور حیدر آباد دکن کا پاکستان سے۔ وقت یہ بھی حیدر آباد دکن کا کوئی کونہ پاکستان سے نہ ملتا تھا۔ حیدر آباد کا جھگڑا مدت تک چلتا رہا۔ قاسم رضوی نے تو حکومت ہندوستان کو کافی پریشان کر رکھا تھا۔ اہلیان حیدر آباد پاکستان آنے کے خواہشمند تھے۔

قائد اعظم کی وفات کے روز ہندوستانی فوج نے حیدر آباد پر قبضہ کر کے وہاں کی مقتدر ہستیوں کو گرفتار کر لیا۔ جن میں حضرت خواجۂ خواجگان نظام الدین اورنگ آبادیؒ کے سجادہ نشین حضرت قیصر میاں بھی شامل تھے۔

مرشدم کو حضرت قیصر میاں سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ

Marfat.com

و معلوم ہوا تو ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو کو خط لکھا کہ حضرت قیصر میاں صاحب پُر امن شہری ہیں۔ غلط فہمی میں آپ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ میں (حضرت محمد غلام نظام الدین تونسویؒ) ضمانت دیتا ہوں کہ حضرت سے کوئی ایسی بات سرزد ہوئی نہ ہوگی۔

خط ملتے ہی حضرت قیصر میاں کو رہا کر دیا گیا۔

پاکستان بننے کے خاصہ عرصہ بعد ہندو فوجی افسر تونسہ شریف حاضر ہوئے۔ حضور کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اور ہاتھ باندھ کر عرض کی اور پنڈت جواہر لعل نہرو کی طرف سے بصد نیاز عرض کی کہ وزیر اعظم ہندوستان آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ضلع کے ہندوؤں سے جو مخلصانہ سلوک فرمایا نیز حضرت قیصر میاں اور آپ سے معذرت خواہ ہیں۔

نواب زادہ محمد صادق خان خاکوانی کے کسی عدالتی قصہ سے تکلیف پہنچی۔ حضور کو معلوم ہوا۔ ان دنوں ملتان کے کمشنر سردار عطا محمد خان لغاری تھے۔ حضور نے انہیں ٹیلیفون کیا کہ جب تک نوابزادہ محمد صادق خان خاکوانی کی خیریت کی اطلاع نہیں ملے گی میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔

لغاری صاحب نے اسی وقت کیس منگوا کر معاملہ طے کر دیا۔ اور حضورؒ کو اطلاع دی۔ تب آپ نے کھانا کھایا۔

سردار عاشق محمد خان مزاری کے خلاف اپنے عزیزان سردار اورنگ زیب خان مزاری اور سردار نجم الدین خان مزاری وغیرہ مخالف پارٹی تھے۔ دوسری طرف سے سردار رحیم یار خان مزاری سربراہ تمن دار

Marfat.com

ار سردار محمد حسین خان مزاری، عزیز خان مزاری، عاشق خان مزاری کے طرف دار اور حمایتی تھے۔

پہلی پارٹی یعنی سردار اورنگ زیب مزاری وغیرہ نے جرگہ میں سردار عاشق محمد خان مزاری کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا کہ قواعد جرگہ کی رو سے سردار عاشق محمد خان مزاری وارثِ جائیداد نہیں بن سکتا۔ مقدمہ طوالت اختیار کر گیا اور شہادت وغیرہ تک نوبت آ پہنچی۔

حضور یہ قصہ سن کر دونوں پارٹیوں کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ تم لوگ مسلمان ہو۔ شریعت کے مطابق مقدمہ طے کرو۔ جرگہ رواجی شے ہے شریعت اور رواج برابر نہیں ہو سکتے۔ حتیٰ کہ دونوں پارٹیوں کو رضا مند فرما اور سردار عاشق خان مزاری کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا گیا۔

صدر محمد ایوب خان اور محترمہ فاطمہ جناح کا الیکشن ہونے والا تھا۔ حضور ڈیرہ غازیخان تشریف فرما ہوئے۔ کمپنی باغ میں محترمہ کے حق میں جلسہ تھا۔ میری سرکار نے بھی محترمہ فاطمہ جناح کے حق میں تقریر فرمائی۔ جمعہ کا روز تھا۔

آپ کا صدر ایوب کے خلاف ہونا بھی ایک قصہ ہے۔ کراچی میں جب حضور نے صدر ایوب سے شریعت کے اجرا کے متعلق کہا تو صدر صاحب نے وعدہ تو کر لیا مگر ایفائے وعدہ نہ ہوا۔

حضور کا پروگرام افغانستان جانے کا ہوا تاکہ چشت شریف جا کر حاضری دیں نیز غازی امان اللہ مرحوم کی قبر پر فاتحہ پڑھیں۔ صدر ایوب

Marfat.com

کے حکم سے آپ کا پاسپورٹ ضبط کر لیا گیا اور افغانستان جانے کی اجازت نہ ملی۔

کچھ عرصہ بعد ایوب خان کو احساس ہوا کہ حضور کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ لہذا امیر محمد خان آف کالا باغ کو تلافی کے لئے بھیجا۔ نواب کالا باغ پندرہ دن تک ملاقات کی اجازت کے لئے "کراڑی والا" بنگلہ پر مقیم رہا مگر حضور نے ملاقات سے انکار کر دیا۔

۱۶ جنوری ۱۹۶۲ء سردار حافظ غلام حسن خان لغاری حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ الیکشن میں امداد کے طالب ہوئے۔ حضور نے فرمایا انشاء اللہ! مگر داڑھی نہ منڈھوانا۔

حافظ صاحب اپنی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ اور بہت مضبوط پوزیشن بنالی۔ مگر ان کی قوم کے سردار محمد خان لغاری نے دھوکہ سے ان کی درخواست ضائع کرا دی۔

حضور کو جب مشائخ کانفرنس کے لئے صدر ایوب نے خط لکھا اور حاجی محمود خان کانجو خط لے کر حضور کی خدمت میں پہنچا اور خط پڑھ کر سنایا۔ حضور طیش میں آگئے۔ فرمایا۔ کانجو! اسی خط پر لکھو۔

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلنداست آشیانہ

اور یہی خط واپس صدر ایوب کو بھیج دو۔

Marfat.com

بعینہٖ جب غیاث الدین تغلق بنگالہ کی فتح سے فارغ ہوا تو ایک خط حضرت نظام الدینؒ اولیاء محبوب الٰہی گنج کلاہی دہلوی کے حضور روانہ کیا جس میں اس نے لکھا تھا کہ میں جب دہلی پہنچوں تو آپ کو دہلی میں نہ دیکھوں۔

آپ نے اسی خط پر یہ لکھ کر اسے واپس بھجوا دیا کہ

"ہنوز دلی دور است"

میں ایک روز نواب درمحمد خان خاکوانی کے بنگلہ کے باہر کھڑا تھا مولانا احمد سعید صاحب کاظمی ایک صاحب کے ساتھ بنگلہ کی جانب آرہے تھے۔ وہ صاحب مولانا صاحب سے کہہ رہے تھے "یہ پیر لوگ تو یونہی دکان چمکانے کے لئے ہیں۔ ان کا علم سے کیا واسطہ؟"

مولانا صاحب نے فرمایا۔ "انھیں ایسا ویسا پیر مت سمجھو۔ یہ علم و عرفان کے سمندر ہیں۔"

اس نے مولانا صاحب کی بات سُن تو لی مگر شاید مطمئن نہ ہوا۔ لہذا اس نے حضور سے ایک مسئلہ دریافت فرمایا۔ حضور نے اس کے اسباب و علل، نشیب و فراز، جواز، اثبات و نفی، زمانہ، وقت حتیٰ کہ ہر پہلو پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ وہ صاحب سنتے رہے اور علامہ سعید کاظمی کی طرف بار بار دیکھتے رہے۔

رخصت ہوئے میں بھی چپکے سے ساتھ ہو لیا۔ دروازے کے باہر انھوں نے حضرت کاظمی سے کہا۔ "میں تو صرف پیر سمجھا تھا۔ آپ تو علم کے بحرِ بیکراں ہیں۔"

Marfat.com

۲۰۴/۶۵ حاجی نرائی خان نامی کرٹی ممندری نے حضور کی دعوت کی۔ اتفاق سے میں بھی کسی ضروری کام کے سلسلے میں حضور کے پاس حاضر ہوا۔ غلام محمد کوہاٹی بھی میرے ہمراہ تھے۔ سب لوگ کھانے پر بیٹھے پھر پٹھانوں کی مہمان نوازی؟ حاجی جمعہ خان (حاجی نرائی خان کے برادر خورد) نے کہا۔ دیکھنا ڈاکٹر زیادہ کھاتا ہے۔ پھر کیا تھا۔ میرے سامنے اس قدر روٹیاں رکھی گئیں کہ میں آگے والے شخص کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور نے فرمایا۔ کہ تم لوگوں نے نماز کہاں پڑھی؟ میں اور غلام محمد کوہاٹی دونو خاموش۔ حضور نے غصے سے فرمایا۔ مسلمان کہلاتے ہو اور نماز نہیں پڑھتے۔ ہمیں ندامت ہوئی۔

ہمارے میزبانوں نے کہا ہمیں پہلے معلوم ہوتا کہ آپ نے نماز نہیں پڑھی تو آپ کو کھانا نہ دیتے۔

ہمارے ہاں پٹھانوں کا رواج ہے کہ نماز نہ پڑھنے والوں کو کھانا نہیں دیتے۔

میرے بیٹے اکبر فرید ایڈووکیٹ سے حضور نے فرمایا کہ تم مرید کیوں نہیں ہوتے۔ اس نے جواباً کہا کہ مجھے خواجہ گل محمد خان صاحبؒ سے پیدائش کے وقت مرید کرایا گیا تھا۔ آپ نے حکم دیا۔ دوبارہ ہو جاؤ۔

دلی قربت کی وجہ سے حضرت معین خان صاحب نے اپنی مریدی میں لینے کی اجازت چاہی۔ حضور نے مدینہ منورہ جا کر بیعت ہونے کا حکم دیا۔ قافلہ کا داخلہ برائے حج بھجوایا گیا۔ مگر قرعہ اندازی میں نام

Marfat.com

نہ آنے کی وجہ سے سلسلہ بیعت کئی سالوں تک ملتوی رہا۔

۱۹۶۸ء میں حضرت فخر جہاںؒ، حضرت معین خان معہ اہل خانہ سمندری راستہ سے حجاز مقدس روانہ ہوئے۔ خادم، والدہ اکبر فرید، اکبر فرید سردار محمد اسماعیل خان حیدرانی اور ان کے رفقاء بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے۔

ہم سب لوگ پاسپورٹ و دیگر لوازماتِ سفر کے بغیر کراچی پہنچے۔ حضرت خان صاحب اور میرے پیرومرشد کے کرم سے حاجی احمد کھیہ نے پاسپورٹ، صحت سرٹیفکیٹ، ویزا، ٹکٹ تک ہر کام ایک ہفتہ کے اندر کر دیئے۔

حضرت غلام محمود صاحبؒ اور ان کی والدہ ماجدہ، نواب زادہ حمید اللہ غلزئی، سردار صالح محمد خان معہ اہل خانہ، حضرت مولوی قمر دین مکھڈی معہ اہل خانہ پہلے ہی مکہ مکرمہ پہنچے ہوئے تھے۔ ہم بھی اسی مکان میں جا ٹھہرے۔

ایک روز حضرت مولوی قمر دین مکھڈی طوافِ زیارت کی بھیڑ میں بے ہوش ہو گئے۔ جلدی سے دوستوں نے انھیں بھیڑ سے نکال لیا ورنہ پیروں تلے کچلے جانے کا خدشہ تھا۔

منیٰ میں حضرت غلام محمود کی والدہ کے دمہ کا دورہ پڑا۔ پہلے تو پریشانی لاحق ہوئی۔ مگر میرے پاس ابتدائی طبی امداد کے واسطے کچھ دوائیں موجود تھیں۔ میں نے دوائیں استعمال کرائیں۔ اللہ کے فضل سے آرام ہوا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۶۹ء الحاج ڈاکٹر غلام فرید حج کے موقعہ پر حضرت خواجہ غلام معین الدین کے ہمراہ

Marfat.com

Marfat.com

سمندری جہاز جس میں حضرت فخر پارۂ اور حضرت معین خان صاحب
سوار تھے چیچک کا ایک کیس ہوگیا۔ جہاز قرنطینہ میں روک دیا گیا۔ ان مسافروں
کا حج نہ ہو سکا۔

حج گزرنے کے بعد آپ عمرہ ادا کرنے تشریف لائے۔ اکبر فرید
تو ہوائی جہاز کا مسافر تھا مگر سیٹ کی عدم دستیابی کی وجہ سے رک گیا۔
وہی ہوا جو حضور نے فرمایا تھا۔ جالی مبارک کو پکڑ کر معین خان صاحب نے
اکبر فرید کو اپنا مرید بنالیا۔

باغ علی زرگر سکنہ ڈونہ کو ایک قتل کے مقدمہ میں
سزائے موت سنائی گئی۔ ہائی کورٹ میں اپیل خارج ہوگئی۔ حتیٰ کہ تاریخ و
وقت پھانسی طے ہوگیا۔ اس کے والدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
دعا کے لئے ملتجی ہوئے۔ آپ نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ کافی
دیر دست بدعا رہے۔ اور فرمایا۔ جاؤ تسلی رکھو۔

خدا کی قدرت کہ پھانسی کے وقت سے کچھ دیر قبل صدر ایوب خان
نے صدر بننے کی خوشی میں سزائے موت کے قیدیوں کو سزائے عمر قید میں تبدیل
کر دیا۔ اس طرح باغ علی زرگر بھی پھانسی سے بچ گیا۔ اب وہ قید
کاٹ کر ڈونہ میں زندہ موجود ہے۔

آپ ملتان تشریف فرما تھے۔ ایک غریب طالب علم حاضر
ہوا۔ عرض کی کہ فیس نہ ہونے کی وجہ سے کالج سے نام خارج کیا جا رہا ہے
آپ نے حافظ زین العابدین کی طرف دیکھا۔ انھوں نے کہا صرف پانچ صد

Marfat.com

روپیہ ہے اور گاڑی میں تیل بھی ڈلوانا ہے۔ حکم ہوا دے دو۔ طالب علم رقم لے کر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک پٹھان نے ہزار روپے نذر گئے۔ یہ تو ایک معمولی واقعہ ہے۔ حضور تو اکثر اسی سلسلے میں رہتے۔ جس نے گھوڑا مانگا دے دیا۔ اونٹ، بیل، موٹر حتیٰ کہ کپڑے تک دے دیتے۔

جان محمد خان تنگوانی سکنہ ہیرو شرقی کے ایک لڑکے اور لڑکی نے ایف۔ ایس۔ سی پاس کر لیا۔ نمبرات کم ہونے کی بنا پر میڈیکل کالج میں داخلہ نہیں ہو سکتا تھا۔

جان محمد خان نے حضور کی خدمت میں امداد کے لئے عرض کی۔ آپ نے اپنی پہاڑی زمین کا کچھ حصہ جان محمد خان تنگوانی کے نام کر دیا۔ اس طرح ان بچوں کو پہاڑی کوٹہ سے داخلہ مل گیا۔

جناب عبداللہ خان سابق ہیڈماسٹر تونسہ شریف کے والد مولوی محمد یار خان اپنے علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھے۔ تحصیل تونسہ کے اکثر اساتذہ آپ کے شاگرد تھے۔ حافظہ بلا کا تھا۔

ایک رات محفل سخن گرم تھی۔ حضور ایک شعر پر رک گئے۔ فرمایا "آگے" سب خاموش۔ آپ نے ایک قوال کو حکم دیا کہ مولوی صاحب سے جا کر کہیں "آگے" قوال پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ مولوی صاحب باہر آئے۔ پوچھا کیسے آئے۔ قوال نے کہا حضور پوچھتے ہیں۔ "آگے۔"

مولوی صاحب نے کاغذ پر شعر کا اگلا مصرع تحریر کر دیا۔

Marfat.com

قوال واپس آیا۔ آپ کو کاغذ دیا۔ آپ نے پڑھ کر فرمایا۔ آہا! مولوی صاحب زندہ باد۔

ایک دفعہ تونسہ شریف میں زبردست آندھی آئی۔ مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں۔ شیش محل کے اوپر لوہے کی چادروں سے محیط ایک کمرہ بنا ہوا تھا۔ جس کی چھت بھی لوہے کی چادروں کی تھی۔ خاصہ زمانہ گزرنے سے شاید اس کی کیلیں ڈھیلی پڑ گئی تھیں اور وہ چھت اڑ کر حضور اعلیٰ حضرت شاہ محمد سلیمانؒ کے روضہ اقدس کی ایک ہشت پہلو والی گنبدی پر آ پڑی۔ جس سے وہ ٹوٹ گئی۔ حضور کو بہت افسوس ہوا۔ آپ نے وہ پوری منزل اتروا دی۔

گرمیوں میں آپ اکثر مری میں رہتے۔ گھوڑا گلی میں ایک سوداگر جی کی کوٹھی مستقل طور پر کرایہ پر لے رکھی تھی۔ ہر قسم کا فرنیچر، قالین، کھانے کے برتن اور دیگر ضروری سامان اور باورچی وغیرہ وہاں ہوتے۔ مری میں اس کوٹھی کے قریب ایک ہوٹل تھا۔ آپ کبھی کبھار دوستوں کے ہمراہ اس ہوٹل میں چائے نوش فرماتے۔

آپ سبز چائے نوش فرماتے۔ "چین" سے منگوائی جاتی۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے سبز چائے کی تعریف کتاب میں لکھی۔ حضور فرماتے۔ کاش! ابوالکلام ہماری چائے پی کر دیکھتا۔

ہوٹل میں ایک انگریز چائے پی رہا تھا۔ اس نے چائے میں برف ڈال رکھی تھی۔ حضور نے بھی اپنی چائے میں برف ڈال دی۔ انگریز یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کھڑے ہو کر شکریہ ادا کیا۔

Marfat.com

آپ فرماتے ۔ میرے عرس میں زیادہ تردد نہ کرنا ۔ ہم کسی کے ساتھ شریک ہو جائیں گے ۔ ہاں ! سبز چائے فاتحہ میں دینا ۔

جو آیا اللہ کی راہ میں دے دیا ۔ میرے ایک دوست نے لکھا تھا ۔

"اے خوش آں منعم کہ چوں درویش زلیست "

آپ زبردست حافظہ کے مالک تھے ۔ کسی سفر میں تشریف لے جاتے اور اختتام سفر پر حال احوال چلتا ۔ یہ آپ کا طریقہ تھا ۔

فرماتے ۔ فلاں جگہ پر اتنے بج کر اتنے منٹ پر پہنچے اور اتنے بج کر اتنے منٹ پر چلے ۔ مجلس میں کسی کے متعلق تذکرہ ہوتا تو آپ ضرور راوی کا ذکر فرماتے کہ میرا راوی فلاں ہے ۔

عالمانہ سلسلہ کی باتوں میں مولوی احمد اللہ ، مولوی علی گوہر صاحب اور میاں احمد جراح کا نام انتہائی عقیدت سے لیتے ۔

ایک دفعہ علمائے دیوبند نے ایک فتویٰ مشتہر کیا ۔ مولوی علی گوہر صاحب کا جواب آیا تو آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب کے بعد اب کسی سند کی ضرورت نہیں ۔

مدینہ منورہ میں حضور کی رہائش مولانا ضیاء الدین قادری کے ہاں ہوتی تھی ۔ مولانا صاحب سیالکوٹ کے قریب گاؤں علی پور سیداں کے رہنے والے تھے ۔ آپ کے والد قادیانی تھے ۔ اس بنا پر مولانا صاحب نے گھر بار کو خیرباد کہہ دیا تھا ۔ بزرگان عظام ہندو پاکستان کی خانقاہوں سے ہوتے ہوئے تونسہ شریف بھی آئے ۔ وہاں سے سندھ میں کراچی پھر بغداد شریف پہنچے ۔

Marfat.com

پیرانِ پیر حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے در اقدس پر قیام کیا۔ چالیس سال وہاں رہے۔ پھر مدینہ منورہ آئے۔ شادی کی اور فرزند (فضل الرحمٰن) عطا ہوا۔ حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن کا انتقال ۱۹۸۳ء میں ایک سو پندرہ ۱۱۵ برس کی عمر میں ہوا۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہیں۔

ایک دفعہ مولانا صاحب کو کئی روز کا فاقہ ہوا۔ کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ ایک بدو آیا اور آٹا اور شہد دے کر چلا گیا کہ کھانا تیار کریں۔ دیکھا تو آٹے میں اشرفیاں تھی۔ کھانا تیار کیا۔ اور بدو کا انتظار کرنے لگے لیکن بدو نہ آیا۔

ایک دوست کو ماجرا سنایا۔ اس صاحب نے کہا کہ آٹے میں کچھ اور بھی ملا۔ بتلایا۔ اشرفیاں تھیں۔ اس صاحب نے کہا:۔ مولانا صاحب! یہ مدنی سرکار کا قاصد تھا۔ جو اپنے مہمانوں کو بھوکا نہیں رکھتے۔ کھاؤ۔ کسی کا انتظار نہ کرو

ایک روز میں مولانا صاحب کے ہمراہ حرم نبوی گیا۔ حرم کے باہر مخلوق خدا سوئی ہوئی تھی۔ مولانا نے فرمایا۔ غلام فرید ہمیں دکھائی نہیں دیتا ورنہ ان میں کتنے اولیاء سو رہے ہیں۔

مدینہ منورہ میں نیک ترین شخص کے متعلق دریافت کیا جاتا تو مولانا ضیاء الدینؒ کا نام لیا جاتا۔

حضور رحیمؒ فرماتے تھے۔ مدینہ منورہ میں ہمارے وکیل موجود ہیں۔ یعنی مولانا ضیاء الدین صاحبؒ۔ آپ سید احمد رضا خان بریلویؒ کے خلیفہ اول تھے۔ آپ کو بریلویؒ صاحب سے اور انھیں آپ سے دلی محبت تھی۔ آپ موجودہ طرز، طریق سعودی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ کہتے تھے کہ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے انھیں یہاں کی حکومت ظاہرہ تو سپرد فرمائی ہے مگر آزمائش ہو رہی ہے اور یہ بیچارے اپنی آزمائش میں ناکام ہو رہے ہیں۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ میں مرجاؤں گا۔ ان لوگوں کا جو واسطہ سرکارِ دوجہاں سے ہے وہ ناقابل برداشت ہے اور ان کی بربادی کا موجب ہے۔ آپ کا مکان حرم نبوی کے قریب تر بڈید (ڈاکخانہ) کے پیچھے واقع ہے۔

۱۹۵۷ء میں حجرہ مبارک پر غلاف تھا۔ یہ طرز نہ تھا جو اب ہے۔ اس زمانہ میں روضہ اقدس کے اندر حجرہ مبارک فرش سے بمشکل چار پانچ فٹ تک اونچا تھا اور سبز غلاف ترکوں کے زمانے کا جس پر اللہ محمدؐ سونے کی تاروں سے لکھا ہوا تھا، بچھا ہوتا تھا۔ پیروں کی طرف سے جالی مبارک سے نگاہ آر پار صاف دکھائی دیتی تھی۔

پھر ایک زمانہ بعد ۱۹۶۹ء میں ہم وہاں پہنچے تو حجرہ مبارک کے ساتھ ساتھ ملا ہوا پیلائی ووڈ کی چادریں چاروں اطراف فرش سے لے کر اوپر تک جہاں تک نگاہیں پڑتی تھیں جڑا ہوا تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد ۱۹۷۰ء میں پیلائی ووڈ کی چادروں پر غلاف ڈال دیا گیا۔ اب حجرہ اقدس کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔

اسی طرح سلام والی جگہ پر حضور کے اسم مبارک "یا محمدؐ" (پیتل کے فرمہ کا ڈھلا ہوا ترکوں کے وقت کا تھا) کچھ عرصہ بعد دیکھا تو "یا" کا نچلا حصہ ٹرا ہوا تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد "یا" کو ختم کر کے نیا فرمہ ڈھلا ہوا لگایا گیا۔

مرشدم ہر مرتبہ طواف ضرور کیا کرتے۔ جیب ریالوں سے بھری ہوئی ہوتی۔ اور مٹھیاں بھر بھر دیتے رہتے۔

Marfat.com

جب تک بیر عثمانی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کنواں) اچھی حالت میں تھا
پ اسی کا پانی پیتے تھے۔ برف تو چند سال ہوئے بننے لگی۔ پہلے تو مدینہ کی ٹھنڈی
راحیوں کا پانی برف سے بھی افضل تھا۔

میرے دوست نے ایک قصہ سنایا جو انھوں نے خود اپنی
نکھوں سے دیکھا تھا۔ اس نے کہا، کہ میں کئی مرتبہ بدر خصوصاً بدر کی وہ
جگہ جہاں جنگ ہوئی تھی راتیں گزاریں۔ رات بھر گھوڑوں کے ہنہنانے اور
نتھنوں کے پھنکارنے۔ ٹاپوں کی آواز۔ لگام کی جھنکار سنائی دیتی تھی۔ اس
کی تائید کئی اور دوستوں نے بھی کی۔

اسی طرح میرے ایک محسن جناب مولوی محمد یار فریدی نے بتلایا کہ
ایک دفعہ عید الفطر ہم لوگوں نے مدین میں جا کر گزاری۔ وہاں ہم رات بھر
حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنتے رہے۔ وہاں کے
لوگوں نے بھی کہا کہ یہ آواز ہمیشہ اسی طرح سنائی دیتی ہے۔

مرشدم کو حضرت سید حیرت وارثی سے انتہائی محبت و
دوستی تھی۔ آپ حضور کریمؐ کے عرس مبارک پر ضرور آیا کرتے تھے۔
آپ ہمیشہ پیلا احرام اوڑھا کرتے تھے۔ پلیٹھ کبھی ٹکا کر نہ بیٹھتے۔ اپنے
روایاتِ وارثی پر مکمل طور پر قائم تھے۔ آپ کے اشعار اور نظمیں خاص
طور پر نظم "تولنسہ کی گلیاں" اب بھی پڑھی جاتی ہیں۔

ریاست بہاولپور میں دریائے ستلج کے کنارے
میرے ایک پیر بھائی کی زمینداری تھی۔ باغات تھے۔ جن سے کئی ہزار

Marfat.com

من اناج خرمن ہوتا تھا ۔ دریا کا رخ میرے پیر بھائی کی زمین کی طرف ہوا۔ اور تمام زمین دریا برد ہوگئی ۔ انتہائی پریشانی کے عالم میں حضور سے التجا کی کہ اجڑے دیار میں قدم رنجا فرمائیں ۔ پھر بہار آجائے گی ۔ میری سرکار وہاں پہنچے اور اسی سال سے آبادی شروع ہوئی اب تو پہلے سے زیادہ پیداوار ہونے لگی ۔

۱۹۶۲ء میں فضل الرحمٰن مدنی (حضرت مولانا ضیاء الدین قادری کے فرزند ارجمند) تونسہ شریف آئے ۔ محمودی مسجد میں نماز جمعہ کا خطبہ اور امامت فرمائی ۔ آپ کے ہمراہ شاہ احمد نورانی بھی تھے ۔ میں بھی ان دنوں تونسہ شریف میں تھا ۔ مدنی صاحب نے مشورہ دیا کہ میں مدینہ منورہ میں مطب کروں ۔ اس کے لئے انھوں نے حکومتِ سعودیہ سے اجازت دلوانے کا وعدہ کیا ۔

میں نے مرشدم سے اجازت چاہی ۔ حضور نے فرمایا ۔ مدینہ منورہ میں زیادہ عرصہ تک قیام کی وجہ سے انسان کے اندر وہ آداب اور حدود نہیں رہتے ۔ انسان کاہل اور سست ہوجاتا ہے ۔ نمازیں بھی اس جذبہ سے نہیں ہوتیں ۔ حرم نبوی میں نمازیں قضا کرلیتا ہے ۔ کسی دوسری مسجد میں پڑھ لیتا ہے اور بے ادب ہوجاتا ہے ۔ سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ محبت سے دیارِ حبیب ؐ آؤ اور جاؤ ۔ اس طرح آنے اور جانے میں مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے ۔

رحیمیار خان سے کچھ فاصلے پر ایک صاحب فیروز خان نامی رہتے تھے ۔ جن کا کام ڈاکے ڈالنا اور چوریاں کرنا تھا ۔ کسی طرح اللہ تعالیٰ نے اسے ان افعالِ بد سے چھٹکارا دلایا اور وہ توبہ تائب ہوا ۔

Marfat.com

فیروز خان مختلف خانقاہوں سے ہوتا ہوا حضرت داتا گنج بخش
کے مزار پر حاضر ہوا ۔ کافی عرصہ وہیں رہا ۔ ایک رات خواب میں حکم ہوا تونسہ شریف
جاؤ ۔ وہ تونسہ شریف حاضر ہوا ۔

میری سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوا ۔ فرمایا ۔ "فیروز خان آ
گئے ۔" یہ سن کر فیروز خان پر رقت طاری ہوگئی ۔ کہ حضور سب کچھ جانتے
ہیں ۔ مرید ہو کر سند خلافت حاصل کی ۔

ع اٹھ گئی آنکھ تو کوسوں کوئی ہوشیار نہ تھا ۔

رحیم یار خان واپس جا کر اپنی جگہ کا نام "آخری آرامگاہ" رکھا ۔
خاصے لوگوں کو مرید کیا ۔ یہ سب لوگ سیاہ ملبوسات میں اور رنگین ڈنڈا
ہاتھ میں لئے ہوتے ہیں ۔

○ ایک روز حضور کی خدمت میں حاضر تھا کہ میرا بازو پکڑ کر حوض
والے کمرہ میں لے گئے ۔ فرمایا ۔

"غلام فرید ! کیا میں شادی کر لوں" ؟

میں نے عرض کیا ۔ "حضور ہم غلاموں کیلئے تو عین خوشی ہے" ۔

"فخر رح معین کیا محسوس کریں گے" استفسار فرمایا ۔

"وہ بھی خوش ہوں گے" ؟ میں نے عرض کیا ؟

"کس طرح ؟" حکم ہوا ۔

"حضور کی خوشی میں سب خوش ہوں گے" ؟ میں نے عرض کیا ۔

"پھر تو میں یہاں نہیں رہوں گا ۔" ارشاد ہوا ۔

Marfat.com

"جہاں بھی رہیں خوش رہیں ۔ ہم غلاموں کو تو حضور کی خوشی مطلوب ہے"

میں نے عرض کیا ۔

چند روز بعد حضور کا وصال ہو گیا ۔ اب سمجھا کہ شادی کیا تھی؟

در پردہ یہ عروس، عرس کا اظہار تھا ۔

اگست ۱۹۴۳ء میں نواب حبیب اللہ خان علیزئی مری میں علیل تھے ۔ حضور عیادت کے لئے مری تشریف لے گئے ۔ دو روز تک راولپنڈی میں قیام رہا ۔ عاشقوں کا جمگھٹا ۔ حکیم پیر فتح شاہ صاحب، پیر عبداللطیف شاہ سجادہ نشین خانقاہ نوگزہ، بغدادی صاحب گولڑہ شریف حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے لخت جگر خواجہ غلام محی الدین صاحب شمع نور کے گرد پھر کر اخلاص و محبت کا ثبوت دیا ۔

حضور نے معیت عالی جناب حضرت خواجہ محمود بخش صاحب سجادہ نشین مہار شریف دام اقبالہ و جناب صاحبزادہ عبدالقادر منگھیروی و جناب صاحبزادہ غلام مصطفٰے صاحب تونسوی و مولوی قمرالدین مکھڈی و مولوی غلام علی صاحب و دیگر معزز احباب و غلامان کے ساتھ مختلف مشہور مقامات کی سیر فرمائی ۔ ٹیکسلا سے ہوتے ہوئے حسن ابدال اور واہ کے چشمے اور سیمنٹ کی فیکٹری کا معائنہ فرمایا ۔ جناب پیر احمد خان صاحب کی دعوت پر لبیاں شریف تشریف لے گئے ۔ ہزاروں مریدوں نے آپ کا خیر مقدم کیا ۔ اسی طرح غلاموں کی تمنا پر آپ میراں شریف اور مکھڈ شریف تشریف لے گئے ۔ آپ کی محبت نے ہر جگہ لوگوں کو گرویدہ کیا اور آپ کے خلق

اور علمی گفتگو سے حاضرین نے ہر مقام پر لطف اٹھایا اور بہت سے لوگوں نے آپ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔

سبز چائے ابوالکلام آزاد مرحوم نے بڑے فخر کے ساتھ سبز چائے کا ذکر کتاب "غبارِ خاطر" میں تحریر کیا ہے۔

میری سرکار نے فرمایا۔ کاش! ابوالکلام آزاد میری چائے پی کر دیکھتے۔ اور پھر میں پوچھتا کیا حال ہے آپ کی گلِ نسرین کا؟

آپ کی سبز چائے کا عجب انداز تھا۔ ہمیشہ گرونر کی چائے دانی اور گرونر کی پیالی میں سبز چائے نوش فرماتے۔ پینے کے بعد پیالی کو سبز چائے کے پانی سے اندر باہر دھو کر تھوڑی سی کر کے پیتے۔ چائے نوش فرمانے کے بعد تقریباً دو گھنٹہ بعد تک کوئی اور شے از قسم خورد و نوش استعمال نہ فرماتے۔

برسات کے موسم میں چائے میں لیموں نچوڑ کر پیتے۔ یہ سلسلہ ماہ "کاتک" تک جاری رہتا۔

سفر میں آپ سونے کی انگوٹھی اور قمیض کے گلے پر سونے کے بٹن استعمال فرماتے۔ گرمی کے موسم میں لو کے زمانے میں موٹے کپڑے کی قمیض استعمال فرماتے۔ برسات میں ململ۔ گھوڑے کی سواری میں برجس استعمال فرماتے۔ کار کی سواری میں ایک باریش امام اور تین ساتھی ضرور ہوتے تاکہ سفر میں بھی نماز جماعت میں فرق نہ آئے۔ حتیٰ کہ اپنے آخری سفر تک بھی نماز باجماعت پڑھی۔

Marfat.com

آپ کے ارشادات

○ اس وقت سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ پیغمبر خدا ؐ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کی جائے۔

○ پرلے درجے کی بدنصیبی ہوگی کہ اصحاب رسول ؐ کی طرف میلی آنکھ اٹھا کر دیکھے۔

○ اصطلاحِ پنجتن اپنی جگہ درست ہے۔ اگر اس کو پنجتن کہا جائے نو دل کی دنیا آباد اور بارونق ہوجاتی ہے۔

○ حضرت امیر معاویہؓ مسلمانوں کے ماموں ہیں۔ ماموں کی شان میں چہ میگوئی کرنا بدخصلت انسان کا کام ہے۔

○ اہل بیت سے محبت اور ساداتِ کرام سے عزت و احترام سے پیش آنا کھرے مومن کی علامت ہے۔

○ نماز باجماعت ادا کرنے سے رزق میں بے حد برکت ہوتی ہے۔

○ جو شخص مخلوق خدا کی حاجتیں پوری نہیں کرتا وہ میرے مریدوں میں شامل نہیں۔

○ خوش خلقی اعلیٰ نعمت ہے۔

○ بداخلاق انسان مردود فی الطریقت ہوتا ہے۔

Marfat.com

○ مذہب اور سیاست ایک ہیں۔ طریقت بھی مذہب سے جدا نہیں۔

○ علمائے دین سے محبت رکھنا دینداری کی نشانی ہے۔

○ حیا وایمان مومن کی شان ہے۔ بے غیرت دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

○ مال و دولت سے محبت کرنا جوانمردی کے خلاف ہے۔

○ تندرست دماغ آدمی دنیا پر تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتا۔

○ حیرت کی بات ہے کہ اب کلمۂ حق کہنے میں علماً ایسے ہچکچاتے ہیں جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

○ درود شریف پڑھنے سے دل کو ٹھنڈک اور اطمینان ہوتا ہے۔

○ روزہ رکھنے سے نفس کی نحوست دور ہوتی ہے۔ اور غربت کے ماروں کے فقر و فاقہ کا صحیح احساس ہوتا ہے۔

○ عملی کمزوری تو قابل معافی ہو سکتی ہے مگر بداعتقادی۔ خدا کی پناہ! یہ تو ایمان جیسی دولت سے کورا کر دیتی ہے۔

○ سچا مذہب اور ناجی راستہ وہ ہے جس پر ہمارے مشائخ نے چل کر زندگی گزاری۔

○ حضور پاک صاحب لولاکؐ کے اسم گرامی کے چومنے سے اُخروی فائدے تو ہیں ہی۔ دنیا میں بھی آنکھیں ہر مصیبت سے محفوظ رہتی ہیں۔

○ فخر موجودات، مختار کائنات کے میلاد شریف سے لامحدود برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ میں تو ہر مشکل وقت میں میلاد مبارک کی منت مانتا ہوں اور قیام میں

Marfat.com

کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔

حضور رحیمؒ فرماتے ہیں: "کسی نے ہم سے پانی نہ مانگا۔ دل میں تمنا رہی۔

سردار احمد یار خان قیصرانی آپ کے حضور حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ احمد یار خان: آپ لنگر کا کھانا کیوں نہیں کھاتے؟

احمد یار خان نے عرض کی۔ میں اکثر بے وقت تونسہ شریف حاضر ہوتا ہوں۔ وہ وقت کھانا مانگنے کا نہیں ہوتا۔

حضور نے فرمایا۔ جس وقت بھی آپ آئیں کھانا منگوا لیا کریں۔

سردار احمد یار خان ایک رات گرمی کے موسم میں قریباً ایک بجے کا وقت ہوگا دربان سے کہا کہ میرے کھانے کے متعلق اطلاع دیں۔

دربان نے کہا۔ یہ کوئی وقت ہے؟ اور میں کیسے کھٹکا کروں؟

احمد یار خان نے کہا۔ تم دروازہ تو کھٹکھٹاؤ۔

دربان نے ایسا کیا۔ حضور باہر تشریف لائے۔ پوچھا کیا ہے؟

دربان نے عرض کی۔ احمد یار خان قیصرانی کھانا مانگ رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد حضور خود کھانا اور پانی کی صراحی اٹھا لائے۔ آپ کے کپڑے پانی گرنے سے گیلے ہو رہے تھے۔ دربان نے احمد یار خان کو کھانا لے جا کر دیا۔

دوسرے روز دربان کی دربار میں طلبی ہوئی۔ خیال کیا اب خیر نہیں۔ شاید رات کی گستاخی پر سزا بھگتنا ہوگی۔ گھبرایا ہوا خدمت میں حاضر ہوا۔

Marfat.com

وہاں پہنچا تو قصّہ ہی جدا تھا۔ ایک پوشاک اور مبلغ دو صد روپے عطا ہوئے۔ ارشاد ہوا۔ تمہاری مہربانی سے میری دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔

ڈاکٹر گل محمد کے والد مبارک خان بی۔ ایم۔ پی پوسٹ ممانی میں منگن قلاتی نامی ڈاکو کے ڈاکہ میں جون ۱۹۴۶ء میں مارے گئے۔ ۲۱ اگست ۱۹۶۲ء میں میڈیکل کالج میں داخلہ کی درخواست دی اور دعا کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صبح کو جانے کی اجازت مانگی مگر نہ ملی۔ چونکہ بدھ کا روز تھا اور بدھ کو حضور سفر سے منع فرماتے۔ جمعرات صبح کو تونسہ شریف سے ڈیرہ غازیخان اور پھر فورٹ منرو کمشنر صاحب سے درخواست دستخط کرانے پہنچا۔ فورٹ منرو سے ٹرک پر لاہور روانہ ہوا خدا کے فضل اور آپ کے کرم سے سب رکاوٹیں دور ہوئیں۔ ۳۱/۸/۶۲ انٹرویو کے بلاوے کی اطلاع پہنچی۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ مل گیا۔ ایم۔بی۔بی۔ایس کے بعد آنکھوں کی ڈگری ڈی۔ او۔ ایم۔ ایس پاس کر لینے کے بعد اب ڈیرہ غازیخان میں آنکھوں کے علاج کے لئے پرائیویٹ کلینک کھول رکھا ہے۔

مرشدم نے کئی بار اشارہ فرمایا کہ اب میری زندگی کے آخری ایام ہیں۔ بعض وقت تو دنوں کا تعین بھی فرما دیا۔ مجلس میں بیٹھے ہوتے تو فخر پیارے کو اپنی جگہ پر بٹھا کر آپ چل دیتے۔

Marfat.com

حج کا فرمان

۱۹۵۶ء میں میرے محترم بزرگ حاجی فتح محمد خان ملغانی سکنہ سوکڑ حج بیت اللہ کے لئے تشریف فرما ہوئے ۔ میں نے خط لکھا اور التجا کی کہ میری طلبی کے لئے سرکار مدینہ سے درخواست کریں ۔ آپ نے جواباً تحریر فرمایا کہ سرکار دوجہاںؐ سے حاضری کی اجازت لے لی ہے ۔

میں جب بھی حضور کو خواب میں دیکھتا تو زیارت کے لئے حاضر ہوا کرتا ۔ ان دنوں میں محمود نگر حضور کی حاضری کے لئے حاضر ہوا ۔ حضرت خواجہ قطب الدین صاحب بھی آپ کے ہاں تشریف فرما تھے ۔ سلسلہ کلام حج کے موضوع پر چل رہا تھا ۔ آپ نے فرمایا ۔ غلام فرید! تم حج پر کیوں نہیں جاتے ؟ کیا تمہارے ارکانِ حج پورے نہیں ؟

آپ سوال فرماتے رہے اور ہر چیز گنواتے رہے ۔ میں جواب دیتا گیا ۔ فرمان ہُوا ۔ حج کے لئے تیار ہو جاؤ ۔

میں نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان رکھی تھی کہ حضور کے ہمراہ حج پر جاؤں گا ۔ اس وقت ہاں تو کر بیٹھا مگر نیت صاف نہ تھی ۔

کچھ روز بعد آپ تونسہ شریف تشریف فرما ہوئے ۔ حاضر ہوا ۔ فرمان ہُوا ۔ فخر معین بھی حج کے لئے تیار ہو رہے ہیں ۔ میں نے تمہیں کہا مگر خیال آیا کہ انھیں بھی جانا چاہیئے ۔

Marfat.com

فارم پر ہوئے۔ دستخط کئے۔ مبلغ ۱۷۰۰ سترہ سو روپے
خرچہ معہ زر مبادلہ کا حکم صادر ہوا۔ ۱۶/۶/۵۷ کو تونسہ شریف کے لئے
طلبی ہوئی۔ سب سے پہلے حضور اعلیٰ حضرت شاہ محمد سلیمانؒ کے آستانۂ
اقدس پر گلے میں کپڑا ڈال، ننگے سر سارا قصہ وماجرا سناتے رہے اور
ہم لوگ روتے رہے۔

فرمایا۔ انشاء اللہ ۷ محرم کو واپسی ہوگی۔
(حالانکہ ہماری ٹکٹوں پر واپسی کی تاریخ کا تعین نہیں ہوا تھا)
پھر حضور کریمؒ بعدہٗ آستانہ حضرت رحیم محمد محمودؒ
پر حاضر ہوئے۔ اور وہی سلسلۂ کلام۔
۲۲/۶/۵۷۔ ملتان نواب درمحمد خان خاکوانی کے بنگلہ پر
پہنچنے کا حکم ہوا۔ ۲۳/۶/۵۷ خیبر میل سے نشستیں مخصوص تھیں
ملتان میں میرے والد بزرگوار نے میرا ہاتھ حضور کے
ہاتھ میں دے کر "سپردم باتو" فرمایا۔
حضور نے فرمایا۔ یار محمد خان آپ کی امانت انشاء اللہ
آپ کے ہاتھ میں لا کر دی جائے گی۔

ملتان سے حضور خود، فخر جہاں پیارے، معین خان سلمہ
حضرت خواجہ غلام نبی صاحب مہارویؒ۔ نواب درمحمد خان خاکوانی،
حضرت مولانا خان محمد خان بزدار اول مدرس مدرسہ محمودیہ، نواب صاحب
کا ایک نوکر، حافظ زین العابدین صاحب، عبدالرشید خاں ولد

Marfat.com

عبدالرؤف خان پہلوان خان پٹھان ، شریف صاحب (ملازم فخر صاحب) اور یہ خادم ۔ علاوہ ازیں دیگر حضرات مہاروی ، ملتانی ، تونسوی پہنچانے کے لئے ہمراہ تھے ۔

۲۴ ۶/۵۷ ۔ کراچی نواب زادہ حمیداللہ علیزئی (ڈی ۔ ایم ۔ جی) کے بنگلہ پر جاکر رہائش پذیر ہوئے ۔ بعد میں دعوتیں ہوتی رہیں ۔ اور مختلف جگہوں پر کراچی میں ۔

کراچی میں انفلوئنزا کی وبا انتہا کو پہنچ چکی تھی ۔ سب سے پہلے مولوی خان محمد صاحب اس میں مبتلا ہوکر صاحبِ فراش ہوئے ۔ (اور مجھے وہی وسوسہ کہ ہم وبائی مریضوں کو آگے نہ جانے دیں اور پھر کبھی حضور کے ہمراہ حج پر جائیں گے) مگر یہ گنتی بیکار ثابت ہوئی ۔

ایک روز کراچی میں حضور نے پوچھا ۔ غلام فرید ! سنا ہے تم شادی کر رہے ہو ۔

میں نے عرض کیا ۔ نہیں حضور ۔

۲۹ ۶/۵۷ ۔ ساڑھے سات بجے صبح ہوائی جہاز میں سوار ہوئے ۔ اور حضور نے سب کو خدا حافظ کہا ۔ جب تک جہاز روانہ نہ ہوا آپ ایرپورٹ پر دعا کرتے رہے ۔

میں احرام سے تھا ۔ (دراصل مولوی خان محمد صاحب انفلوئنزا سے سخت بیمار ہو گئے تھے) صبح روانگی تھی ۔ میں رات بھر ان کی خدمت ، علاج معالجہ کے لئے جاگتا رہا ۔ صبح کی نماز سے پہلے سوچا کہ کیوں نہ احرام کی تیاری کرلوں ؟

نہایا ۔ وضو کیا ۔ نیت احرام کی نوافل پڑھیں ۔ صبح کی نماز میں شریک ہوا ور تھوڑی دیر بعد ائیرپورٹ پہنچا) پھر سب ساتھیوں نے جہاز میں احرام باندھا ۔ دوپہر جدہ پہنچے ۔

سر شہاب الدین سفیرِ حجاز مقدس آکر ملے ۔ گرمی زوروں پر تھی ۔ دن گزارا ۔ ہمارے معلم سید ذکریا صاحب تھے ۔ ان کے ایجنٹ نے سبھی کا غذات مکمل کرا کے شام جدہ سے مکہ مکرمہ روانہ کیا ۔ ذوالحجہ کا چاند راستے (مابین جدہ و مکہ مکرمہ) میں دیکھا ۔

ہم سب ساتھیوں کا احرام "قران" کا تھا ۔ جو بعد از حج اتارنا پڑتا ہے ۔ کعبۃ اللہ میں نماز عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی طواف کیا ۔ میں جب مقام ابراہیم پر نوافل کے لئے بیٹھا تو دیکھتا ہوں کہ میرے حضور طواف میں ہیں ۔ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں ۔ اپنی بدنیتی اور پریشانی سے توبہ کی ۔

مکہ مکرمہ میں رہائش باب ابراہیم کے اوپر مدرسہ آصفیہ صولتیہ میں تھی ۔ تیس ہزار ریال کرایہ تھا ۔ اس مدرسہ کا صحن حرم کعبہ پر پھیلا ہوا تھا ۔ ہم اوپر نماز پڑھا کرتے تھے اور دیگر نمازی حضرات ہمارے نیچے ۔ جمعہ کے روز خاصی تعداد میں نمازی اس منزل پر آ جاتے تھے ۔ چونکہ گرمی کا موسم ، جون کا مہینہ اور سب سے بڑھ کر مکہ شریف کی گرمی ۔

ہمیں حکم ملا تھا کہ طواف رات کے وقت کیا کرو ۔ اور نمازیں

Marfat.com

اپنی جگہ پر۔ نیچے اترنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ البتہ عشاء کی نماز ہم لوگ نیچے آ
کر پڑھتے۔ نیز طواف وسعی بھی کرتے۔

۳۰ ۶/۵۷۔ حضرت فخر پیارے انفلوئنزا میں مبتلا ہو گئے۔
اور ۷/۵۷ کو خان صاحب بھی صاحب فراش ہو گئے۔ انتہائی تکلیف اور
بے ہوشی۔ میں نے بھی انجکشن اور دوائیاں شروع کیں۔ تین دن تک
غشی طاری، بخار اور درد کی شدت رہی۔ اس کا کرم ہوا۔

سردار شیر احمد ملھرزئی بھی معہ بچوں کے اور نواب غلام نقشبند خان
کی گھر والی (سردار صاحب کی ہمشیرہ) بھی ساتھ تھیں۔ انھیں کچھ تکلیف بڑھ گئی
تھی۔ سردار صاحب نے کافی رقم خرچ کی۔ اللہ کے کرم سے وہ بھی صحتیاب
ہو گئیں۔

ہماری ڈیوٹی خاصی مصروفیت والی تھی۔ سارا مکہ شریف انفلوئنزا
میں مبتلا تھا۔ اور اپنے ساتھی بھی۔ ایک اٹھتا تھا تو دوسرا پڑ رہتا۔
اللہ کا کرنا کہ میں اس سے مامون رہا۔ ہماری ہم قافلہ تاج بی بی نامی عورت
اور اس کا بھانجا جو ساہیوال کے رہنے والے تھے کو خاصی تکلیف رہی۔

اس دوران ہمارے ساتھ غلام محمد کوہاٹی، محمد دین ہاشمی
اور وہاڑی کے ایک بنک مینیجر (نام یاد نہیں) آ ملے۔ ادھر مدینہ منورہ سے
مولانا فضل الرحمٰن معاونت کے لئے پہنچ گئے۔

۷/۵۷ ۶ کو منیٰ پہنچے۔ منیٰ میں ایک زیر تعمیر ہوٹل فندق تلیح فی لفہ
۱۰۰ ریال روزانہ رہائش اور کھانا طے ہوا۔ اس سے کافی سہولت ہو گئی۔

Marfat.com

حضرت خواجہ
غلام فخر الدین رح

حضرت خواجہ
غلام معین الدین خان

Marfat.com

Marfat.com

نوٹ بجلی صرف کعبہ میں میسر تھی۔ بجلی کے پنکھے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ حرم کعبہ میں چار مصلے تھے سب سے بڑا مصلیٰ "حنفیہ" تھا۔ اذان کا انتظام بھی اسی مصلیٰ پر تھا۔ دوسرا "مالکیہ" تیسرا "شافعیہ" اور چوتھا "حنبلیہ" تھا۔ اب ان کا کوئی نشان موجود نہیں ہے۔

ان دنوں سعی والا حصہ زیر تعمیر تھا۔ اور حرم کعبہ کی تعمیر کے لئے کچھ چھتوں کی توڑ پھوڑ شروع ہو گئی تھی۔ گرد و نواح کی عمارتیں توڑ کر حرم کی توسیع کی جا رہی تھی۔ حرمِ کعبہ اور مروہ کا درمیانی حصہ سب ٹوٹا ہوا تھا

ایک روز منیٰ میں محمد دین ہاشمی آئس کریم لانے (تلاش کرنے) چلے۔ تلاشِ بسیار کے باوجود کہیں نہ ملی۔ محمد دین ہاشمی نے کہا۔ میں نے ایک مرتبہ فلاں عمارت میں آئس کریم کھائی تھی۔ لاتا ہوں۔ پہنچا اور بولا "کریم بارد" وہ عمارت شاید خفیہ پولیس کی تھی۔ دھر لئے گئے اور بڑی مشکل سے چھٹکارا حاصل ہوا۔

۷ ذی الحجہ ۵۷ء۔ عرفات پہنچے۔ خیر پانی کا انتظام اچھا تھا۔ عرفات کے مقام پر ہمارا ایک بہت بڑا شامیانہ جس کے درمیان میں موٹی لٹھ تھی۔ چورس شامیانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت شدید آندھی آئی۔ اور شامیانہ لٹھ سمیت گر گیا۔ کبوتروں کی طرح جال میں پھنسے ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد سب نکلے۔ خیر خیریت دریافت کی۔

Marfat.com

سب محفوظ رہے۔

غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ روانہ ہوئے۔ مزدلفہ میں عبادت میں رات گزاری۔ نمازِ فجر کے وقت توپ چلی۔ نمازِ فجر کے بعد منیٰ روانہ ہوئے۔ لاری کی رفتار ½ فرلانگ فی گھنٹہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ غضب کی گرمی اور گاڑیاں آگ اگل رہی تھیں۔ گاڑیاں رک جائیں تو ہوا نہ لگے۔ انتہائی تکلیف اور مصیبت سے دوپہر بعد اپنے ہوٹل پہنچے۔ ہم اپنے کمروں میں پہنچے ہی تھے کہ فخرجہاں بے ہوش ہوگئے۔ گرمی کی شدت برداشت نہ کرسکے۔ ٹھنڈا پانی ڈالا۔ دستی پنکھے ہلائے۔ پیروں کے تلوے مسلے۔ شربت بہار اور دوائیاں منہ میں ڈالیں۔ نصف گھنٹہ بعد ہوش میں آئے۔ وہ لمحہ ناقابلِ برداشت تھا۔

تینوں شیطان ہمارے ہوٹل کی حدود کے اندر تھے۔ جب رش کم دیکھتے تو رمی کرلیتے۔ قربانیاں دیں۔ سر منڈوا کر احرام اتارے۔ (احرام قران یعنی دس روز کا مذاق نہ تھا۔ وہ قبول فرمائے) پھر طواف زیارت کے لئے گئے۔ مناسک منیٰ سے فارغ ہوکر مکہ شریف اپنے مکان پر پہنچے۔

۱۳ $\frac{۷}{۵۷}$ ۔ طوافِ وداع کیا۔ اور جدہ روانہ ہوئے۔ رات بھر جدہ میں مٹی پر لیٹے گزاری۔

۱۴ $\frac{۷}{۵۷}$ ۔ مدینہ منورہ ہوائی جہاز پر روانہ ہوئے۔ حاضری میں پہنچے۔ ہوائی جہاز سے اترتے ہی لاری میں سوار دور سے مینار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس دکھائی دیا۔ پھر کیا تھا خوشی اور مسرت

Marfat.com

سے آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے ۔ زبان سے درود و سلام کا سلسلہ اور "آیا شہر مدینہ صدقے۔" ہر شخص اپنی اپنی طبع و لگن سے جذبات کا اظہار کر رہا تھا ۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی ۔ بس آنکھیں سرکارِ دو جہاں کے روضۂ اقدس پر ۔

لاریوں کے اڈہ پر لاری سے اترے ۔ سامان حمال اٹھائے اور مدینہ طیبہ کے بازاروں میں ۔ ہر طرف صدائیں "اہلاً و سہلاً مرحبا" اپنے بدن کا ہوش نہ تھا ۔ مدینہ منورہ کی گلیاں ۔

سامان مولانا ضیاءالدین کے مکان پر رکھوایا ۔ اور بھاگے حرم نبوی ۔ کیا کیا اسرار دکھائی دے رہے تھے اور اور کیا کیا دیکھا ۔ ریاض الجنۃ میں تحت المسجد نوافل ادا کئے ۔ سلام پڑھا ۔ پھر کیا ہوا معلوم نہیں ہے ۔

ان دنوں مسجد نبوی کی توسیع ہو رہی تھی ۔ سعودی حصہ (سفید) نامکمل تھا ۔ حکم تھا کہ ضرورت کی چیزیں مدینہ منورہ سے خریدیں ۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ کے باسی غریب تھے ۔ کہیں بڑی عمارت نہ تھی ۔ بجلی سوائے حرم نبوی کے اور کہیں نہ تھی ۔ عمارتوں کے اکثر حصے ٹوٹے پھوٹے ۔ کچے مکان ۔ مختصر بازار ۔ محبت والے لوگ ۔

مولانا ضیاءالدین کے مکان پر رات کو چھت پر سوتے اور علی الصبح اٹھتے ۔ دوڑ لگاتے ۔ فجر کی نماز کبھی کبھار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کے قریب والی مسجد میں ادا کرتے ۔ تازہ کھجوریں کھاتے اور واپس آتے ۔ راستہ میں کوئی عمارت نہ ہوتی تھی ۔ صرف چند نشانات مثلاً

Marfat.com

حضورؐ نے جنگ احد کے موقع پر یہاں زرہ زیب تن فرمائی وغیرہ

حرم نبوی میں ہمارے پیش امام حضرت خواجہ غلام نبی صاحب مہاروی ہوتے۔

۳۰ ۷/۵۷ مدینہ منورہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم الوداعی سلام غلام حیدر الحیدری پنجابی نے پڑھایا۔ شدت جذبات میں ہنیں معلوم کیا کیا گزری۔ اس طرح جنت البقیع سلام پڑھا اور روز پڑھتے جاتے

مدینہ منورہ سے واپسی ہوائی جہاز اور ہوائی جہاز جس میں شاید جانور لادے جاتے ہوں گے۔ اس قدر تکلیف دہ۔ کبھی اوپر کبھی نیچے۔ اکثر دوستوں کو قے شروع ہوگئی۔ خدا خدا کر کے جدہ پہنچے۔

اس زمانہ میں حکومت پاکستان نے ہمیں سفری چیک (ٹریولنگ چیک) دئے تھے۔ ایک ہزار روپے کے بدلے ہمیں تیرہ سو ریال ملے۔ سو روپے والا سرخ نوٹ جو اس زمانہ موٹی ابھری ہوئی روشنائی سے لکھا ہوتا تھا۔ بازار سے کھلے کرائی تو گیارہ سو ریال ملے تھے۔

حج کے دوران میں نے داڑھی رکھ لی تھی۔ مگر جدہ پہنچ کر صاف کرا لی۔ ۸/۵۷ ۲ کراچی پہنچے۔ حضور ایئر پورٹ پر موجود۔ کئی روز حضور کے ساتھ کراچی رہے۔ حضور نے فرمایا۔ غلام فرید! تم دوسری شادی کر رہے ہو۔ (چونکہ مدینہ منورہ میں شادی کی بشارت ہوئی تھی) میں نے عرض کیا۔ جی۔

آپ نے فرمایا۔ داڑھی کیوں منڈوا دی؟

عرض کیا۔ خارش ہوتی تھی۔

Marfat.com

۸ / ۷ / ۵۷ - تونسہ شریف پہنچے - ۷ محرم کا دن تھا -
(روانگی کے وقت حضور اعلیٰ کے سامنے آپ نے فرمایا تھا کہ ۷ محرم کو واپسی ہوگی)

دوران حج ڈیرہ غازیخان اور تونسہ شریف میں یہ افواہ پھیل گئی کہ غلام فرید فوت ہوگیا ہے - حضور سے بھی بعض لوگوں نے پوچھا - آپ سخت ناراض ہوئے - بعض لوگ میرے والد صاحب کے پاس گئے - انھوں نے فرمایا - یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ جس کا ضامن اللہ ہو - حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور پیارا نظام الدینؒ ہو - اُسے کچھ نہیں ہوسکتا -

اس سفر میں ہر تیسرے روز خیریت کا خط تونسہ شریف نواب در محمد خان ارسال کرتے اور سب کی صحت کی تائید میرے دستخط سے ہوتی اسی طرح ہر تیسرے روز حضور خیریت کا تار ارسال فرماتے اور بذریعہ تار جواب دیا جاتا - مدینہ منورہ میں ایک تار میں کہا گیا کہ غلام فرید کی خیریت کے بارے میں بذریعہ تار مطلع کریں - سب دوست حیران کہ بات کیا ہوگی - جب کراچی پہنچے تو یہ عقدہ کھلا - ڈیرہ غازیخان پہنچے - حکم ہوا کہ تم گھر جاؤ - ایک گھنٹہ بعد پورا قافلہ تونسہ شریف روانہ ہوا - وہ شادی کی طرح اہتمام تھا -

حکم ہوا ایک ہفتہ گھر رہنے کے بعد مہار شریف حضرت قبلہ عالمؒ اور اس کے بعد پاک پتن شریف حضرت فریدالدین بابا شکر گنجؒ - واپسی پر رات کے وقت بارش ہوگئی - محمود نگر جا رہے تھے - راستے انتہائی خراب - پیارے فخر جہاںؒ تو جوں توں کرکے اپنی کار محمود نگر لے گئے - ہم لوگوں کے لئے گھوڑے بھجوا دئے - گھوڑے کم اور سوار زیادہ - خان صاحب نے حکم دیا کہ تم لوگ

Marfat.com

گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ میں پیدل چلوں گا ۔
حکم عدولی بھی بے ادبی اور سوار ہونا بھی بے ادبی ۔ مگر
حکم کی تعمیل کرائی ۔ محمود نگر پہنچے ۔ اس کے بعد تونسہ شریف ۔

Marfat.com

حضرات فخر جہاں اور معین خان کی شادی

تقریباً دو ماہ قبل شہنائی، نقارے، ڈھول باجے ناچنے گانے والوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ورگ شریف کے جعفر بھانور کا تلوار کا ناچ دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی۔ ننگی تلواریں انتہائی تیزی سے گھما کر اور پھر میان میں ان کو جلدی سے داخل کرنا جادو کا سا کھیل دکھائی دیتا تھا۔

رات بھر یہ سلسلہ جاری رہتا۔ ٹولیوں پر ٹولیاں آتیں اور اپنے اپنے کرتبوں سے سامعین و ناظرین سے دادِ تحسین وصول کرتیں۔ اس طرح سے شہنائی والے عام راگ، راگنی اور وقت کے راگ مالکونس، چندر کونس، پہاڑی آسا، دیپک، درباری، جوگ، بھیرویں وغیرہ سے صاحبانِ ذوق کو محظوظ کرتے۔

قوالیوں کی محفلیں جمتیں۔ پاکستان بھر کے قوال آئے ہوئے تھے۔ مقابلے ہوتے۔ اور دل والوں کو لوٹ لیتے۔

ہر طرز کے پشتو گانے، خٹک ناچ۔ رومال ناچ، بھنگڑا ناچ۔ سنگھوڑ کی جھومر، چیڑیوں کی جھومر، نڑ، بانسری، الغوزہ اکیلا اور جوڑی سب کے اپنے اپنے علیحدہ تھڑے موجود تھے۔ دیکھنے سننے والے بے خود ہوتے۔

Marfat.com

پورا شہر روشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔ رنگ برنگے قمقمے جھلمل جھلمل روشنی بانٹ رہے تھے۔ خصوصاً شیش محل تو بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔

جوں جوں شادی کی تاریخ قریب آتی جارہی تھی یہ سب سلسلے بھی نقطۂ عروج کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اگر ان سب کو گنوایا یا لکھا جائے تو ایک دفتر درکار ہے۔

بارات ۱۶ جنوری ۱۹۵۸ء بروز جمعرات تونسہ شریف سے روانہ ہوئی۔ جن میں کاریں اور لاریاں ان گنت تھیں۔

فخر معین کے ماموں اللہ بخش خان شیورلیٹ کار BR 977 جس میں مستورات سوار تھیں غازی گھاٹ کشتیوں کا پل عبور کرنے کے بعد بے قابو ہو کر اور ایک بڑے کھڈ کے کنارے پر ایسی حالت میں جا رکی کہ اس کے اگلے پہیے کھڈ میں آزادی سے گھوم رہے تھے۔ کار کا درمیانی حصہ ٹک گیا تھا۔ یہ عجیب حالت تھی۔ میرے سرکار کے الفاظ۔ اسی کو کہتے ہیں فضل۔

کار کو دھکا دیا اور سفر پر روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ محمود نگر پہنچے۔ انتظام پہلے سے تھا۔ سیکڑوں شامیانے اور چھولداریاں مہمانوں کے آرام سے رہنے اور سونے کا انتظام۔ چارپائیاں پانی وغیرہ سب موجود۔ منتظم نواب دُر محمد خان خاکوانی اور سردار شیر احمد خان ملغانی تھے۔

باراتی پورا علاقہ محمود نگر، حضرات مہاروی، نوابان ملتان، تحصیل میلسی، دہاڑی، قطب پور وغیرہ کے زمینداران۔ محمود نگر ایک بہت بڑا شہر

Marfat.com

بنا ہوا تھا۔ جمعہ نماز میں ہزارہا نمازی تھے جو مسجد میں سما نہ سکے اور صفیں باہر باندھی گئیں۔ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات ایک بجے بعد عروسی سلسلہ انجام پذیر ہوا۔

۱۹ جنوری ۱۹۵۸ء بروز اتوار روانگی بارات۔ جب مظفر گڑھ سے آگے محمد غوث صاحب ایک کار چلا رہے تھے جو نہایت ہی تجربہ کار حضور رحیمؒ کے ڈرائیور تھے۔ سڑک پر ایک شخص سائیکل پر سوار آ رہا تھا۔ محمد غوث نے اسے بچانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ کار کی زد میں آ گیا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔ نہایت ہی افسوس کا مقام تھا۔

تونسہ شریف پہنچے۔ حضور نے دولہا دلہن کے سروں پر ہزاروں روپیہ لٹایا۔ روپیہ چاندی والا تھا اور جشن کا سلسلہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا اور تونسہ شریف کی رعنائی دوچند رہی۔

Marfat.com

آپؒ کا وصال

میرے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ کچھ روز مستقل طور پر اور ہر وقت حضور کے پاس رہوں۔ مگر مادی دور نے مہلت نہ دی۔

عزیزم محمد ناصر خان ملغانی نے اطلاع دی کہ حضور ملتان قیام پذیر ہیں اور علیل ہیں۔ حاجی فتح محمد خان (والد محمد ناصر خان) تشریف لے گئے ہیں۔

۵ جون سنہ ۱۹۶۵ مطابق ۴ صفر سنہ ۱۳۸۵ھ علی الصبح بس پر میں ملتان حضور کی قدم بوسی کے لئے پہنچا تو آپ اس وقت بڑی جیپ میں سوار تونسہ شریف روانگی فرما رہے تھے۔

فرمایا۔ کیا تم آرہے ہو؟

میں نے اثبات میں جواب دیا۔

۷ جون سنہ ۱۹۶۵ء مطابق ۶ صفر سنہ ۱۳۸۵ھ علی الصبح اپنے بیٹے اکرم فرید کو ہمراہ لے کر اور ہمراہی حاجی فتح محمد خان اور ڈاکٹر نذیر صاحب بھی تھے صبح آٹھ بجے تونسہ شریف حضور کی زیارت سے شرف یابی حاصل ہوئی۔

فرمایا۔ ڈاکٹر! بہت دکھی ہوں۔

مجلس میں تشریف لائے اور پہلے ختم کے بعد واپس حوض والے کمرہ میں لیٹ گئے۔ مجلس کے دوران ایک آدمی نے حضور کے بلاوے

Marfat.com

کی اطلاع دی۔ اور میں مجلس چھوڑ آپ کے پاس حاضر ہوا۔

ایک عرصہ سے حضور کے پیر کے اوپر ایک "داد" سا نمودار ہوا اور ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔ آپ مہار شریف عرس قبلہ عالمؒ تشریف لے گئے تو وہاں ایک صاحب نے کہا کہ ہمارے خاندان میں اکبر بادشاہ کے وقت سے اس تکلیف کے لئے ایک نسخہ چلا آرہا ہے۔ مجرّب ہے۔ آپ اسے استعمال فرمائیں۔ اس نے پندرہ پڑیاں دوائی کی بنا دیں۔ کہ ایک پڑیا منقی میں رکھ کر دودھ کے ساتھ استعمال فرمائیں۔ گھی مکھن زیادہ کھائیں۔ نمک اور مصالحہ سے پرہیز کریں۔

آپ نے تین دن تک ان پڑیوں کا استعمال فرمایا۔ کچھی صاحبان کی شادی میں شرکت کرنا تھی۔ آپ نے اس میں مرغ روسٹ وغیرہ استعمال کئے اور وہ سلسلہ دوائی و پرہیز قائم نہ رہ سکا۔ ان دنوں آپ کے پیشاب میں جلن اور بار بار اجابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپ ملتان حکیم عطاءاللہ صاحب کے زیر علاج ہوئے۔ ادھر عرس شریف حضور اعلیٰؒ قریب تھا۔ آپ علاج چھوڑ تونسہ شریف آگئے یہ سارا ماجرا حضور نے سنایا۔

آپ کا چہرہ مبارک بالکل سفید ہو گیا تھا۔ جسم میں خون کی شدید کمی ہو گئی تھی۔ اس دوران آپ اجابت کے لئے اٹھے۔ اس کے بعد گھنٹہ گھنٹہ کے وقفہ سے اجابت شروع ہو گئی۔ کبھی کبھی اس میں سفید سا مواد آتا تھا۔ لیکن میں اسے "آؤں" نہیں کہہ سکتا۔

یہ ذکر چل رہا تھا کہ اس اثنا میں پیشاب کی نالی میں شدید ٹیس

Marfat.com

اٹھی۔ جس سے آپ تڑپ اٹھے۔ ٹھنڈے پسینے شروع ہو گئے۔

فرمایا۔ یہ "مرض الموت" ہے۔

میں نے ایک گولی حاضر کی۔ درد نالی چھوڑ پیٹ میں شروع ہو گیا اور ساتھ ہی تفخ شروع ہو گئی۔ تین مرتبہ قے بھی آئی۔ گرم پانی کی سکائی کی گئی۔

اس اثنا میں ایک خادمہ نے حضرت معین خان صاحب کے بخار کی اطلاع دی۔ آپ نے معین خان صاحب کو جا کر دیکھنے کا حکم فرمایا۔ اس وقت خان صاحب کا ٹمپریچر ۱۰۴ تھا۔ برف کا کپڑا رکھوایا تقریباً دو گھنٹے خان صاحب کے پاس رہا اور پھر وہاں سے اپنی سرکار کے پاس۔ اور اسی طرح کبھی خان صاحب کے پاس اور کبھی حضور کے پاس۔ حضور کو اپنے بجائے معین خان کی فکر زیادہ تھی۔ بار بار فرماتے معین خان کا کیا حال ہے؟

کچھ دیر بعد آپ نے اپنی تکلیف میں تدریج کمی کا ذکر فرمایا۔ ایک حکیم صاحب نے پیٹ پر گل بابونا اور گل ٹیسو کی ٹکور شروع کرا دی۔

فرمایا۔ حرکت کرنے سے درد ہوتا ہے۔ جب کوئی ہاتھ، پاؤں یا بدن دباتا تو آپ اپنے ہاتھ کو الٹا کر لیتے۔ مگر جب فخر صاحب دباتے تو آپ اپنی ہتھیلی ان کی ہتھیلی پر رکھ دیتے۔

کچھ دیر بعد میرا اور اکبر فرید کا کھانا لایا گیا۔ ہم لیت ولعل کرنے لگے۔ فرمایا۔ کھا لو ورنہ فاقہ سے کئی روز گزارنا پڑیں گے۔ پاس ادب سے تھوڑا بہت

Marfat.com

کھایا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

حضور نے فرمایا۔ میں ولی تو ہنیں مگر چند گھڑی کا مہمان ہوں۔

آپ نے نماز ظہر، عصر، مغرب اسی کمرہ میں کھڑے ہو کر جماعت کے ساتھ ادا کی۔ کوئی مزاج پرسی کو آتا تو فرماتے دعا کرو۔ وقت قریب ہے۔ چینی سبز چائے کی فرمائش کی جو پوری کر دی گئی۔ یخنی اور آش جو نوش فرمائیے۔ رات گیارہ بج کر پچاس منٹ پر فرمایا کہ مجھے نماز پڑھانے کے لئے کوئی ہے جس نے ابھی تک عشاء کی نماز ادا نہ کی ہو۔ درس کے ایک طالب علم نے ابھی عشاء کی نماز پڑھنی تھی۔ آپ نے اس کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ بار بار معین خان کے بارے میں استفسار فرماتے رہے اور سو گئے۔

دو بج کر بیس منٹ پر نواب در محمد خان خاکوانی، حاجی شیر احمد خان ملھری، حافظ محمد سرفراز خان اور ڈاکٹر محمد حیات ظفر (نشتر ہسپتال ملتان) آئے۔ حاجی شیر احمد خان ملھری نے عرض کی۔ حضور فلاں فلاں آئے ہیں۔ اس اثناء میں ڈاکٹر ظفر نے آپ کا معائنہ کر کے کہا کہ گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے اب آپ ہوش میں نہیں آئیں گے۔

سردار شیر احمد خان نے پھر حضور کی خدمت میں عرض کی۔ حضور آپ اپنے کتے کو نہیں پہچانتے؟ حضور نے آنکھ کھولی۔ فرمایا میں اونگھ میں تھا۔ تمام حضرات کی خیر و عافیت پوچھی۔ سردار شیر احمد خان کی بیگم (جو کہ بیمار تھیں) کا حال احوال پوچھا۔ باری باری سب سے مختصر سلسلۂ کلام فرمایا۔

Marfat.com

تھوڑا سا پانی پیا۔ قے ہو گئی۔

آخر وہ وقت آ گیا جو ہر بشری صورت کو پیش آنا ضروری ہے یعنی جب حضور کا سن مبارک ۷۵ برس کا ہوا تو ذات الہٰی کی محبت نے کشش فرمائی اور اس محبوب نے عالمِ ناسوت کو ترک فرمانے کا سامان شروع کیا۔ معین خان کا پوچھا۔ میں نے اطمینان دلایا۔ آخر لسان الغیب کی بات پوری ہوئی۔

میں مدد مانگتا ہوں اس خدا سے جس کا کوئی شریک نہیں۔ جو زندہ ہے کبھی نہیں مرتا اور نہ کسی سے ڈرتا ہے۔ پاک ہے وہ جس کو بندوں پر موت طاری کرنے میں قدرت و غلبہ حاصل ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک اللہ کی ذات اور محمدؐ بلا شک اس کے رسول ہیں۔

اس آخری کلمہ پر روح مبارک نے جسم شریف سے مفارقت اور آپ راہیٔ عالم بقا ہوئے۔

اس وقت آپ کا سر مبارک بھائی محمد حسین اور اس بدنصیب غلام کے ہتھیلی پر تھا۔ خوبصورت چشمان آہو کو بند کیا۔ وہ کیا وقت ہوگا۔ تاب نہ تھی۔ مگر حاکمِ حقیقی کے امر کے سامنے کیا مجال۔

فخر یارے جوشِ رحلال میں ہائیں ہائیں یہ کیا کر رہے ہو؟ اسی وقت معین خان بھی بحالتِ بخار پہنچے تو بے ہوش ہو گئے۔

دو بج کر چالیس منٹ علی الصبح آپ کے وصال کی خبر ہر جگہ پہنچ گئی۔ صفِ ماتم بچھ گیا۔ سب دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے کہ دنیا کی نعمتیں چھن گئیں۔

؎ گوری سوئے سیج پر منہ پر ڈارے کیس

آپ کا غسل مولوی محمد دین میکھڈی نے دیا ۔ (جنھوں نے حضور رحیمؒ
کو بھی غسل دیا تھا) نو بجے دن نمازِ جنازہ اور تقریباً دو بجے دن حقیقی مسکن پر۔
بعد وصال وتدفین حضرت خواجہ قطب الدین تشریف لائے ۔
آپ نے آہ دلکا اور اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے ۔ اور بار بار دورے
بے ہوشی کے پڑتے رہے ۔

تیسرے روز فخر جہاں کی دستار بندی ہوئی ۔
آپ کا فرمان تھا کہ میری مزار دروازہ کے باہر دائیں طرف ہو۔
مگر نواب درمحمد خان خاکوانی نے ایسا نہ کیا ۔

نوٹ یہ حوض والا کمرہ کا پچھلا حصہ جہاں آپ واصل باللہ ہیں یہ وہی
مقام جہاں حضرت خواجہ کریمؒ حضرت خواجہ اللہ بخش کا وصال ہوا تھا ۔
اور اب یہ وہی منگل کی شب ہے جبکہ حضور رحیمؒ نے اس رات کو وصال فرمایا تھا
اور یہی وہ ساعت صفر ہے جبکہ حضور اعلیٰ حضرت شاہ سلیمانؒ کو بلاوا آیا تھا ۔
لہذا تدفین کے بعد ایک بادل آیا جس نے انتہائی شور مچایا چلایا ۔
ساتھ ہی بارش ہوئی ۔ ژالہ باری ہوئی صرف تونسہ شریف میں ۔

باز گفتم ماہ من آں عارضِ گلگوں مپوش
ورنہ خواہی ساخت مارا خستہ مسکیں غریب

Marfat.com

گفتۂ او

غلام نازک نظامی مقدم زراعت تھا ۔ حضور فرمایا کرتے ۔ غلام نازک کب انسپکٹر زراعت بن رہے ہو ۔ غلام نازک عرض کرتے ۔ حضور مڈل پاس ہوں ۔ انسپکٹر کیسے لگ سکتا ہوں ۔

حضور کے وصال کے بعد غلام نازک کو میٹرک کرنے کا خیال آیا ۔ غلام نازک اور اور ان کے بیٹے نے ایک ساتھ میٹرک کا امتحان دیا اور پاس ہو گئے ۔ (جبکہ سفید ریش تھے) انسپکٹر زراعت بن کر ریٹائر ہوئے ۔

گل محمد بلوانی کا مکان تونسہ شریف میں رودکوہی کے بہاؤ (ڈھوری) پر تھا ۔ یار محمد ٹھیکیدار کا اینٹوں کا بھٹہ قریب تھا ۔ اس کی راکھ خاصی اکٹھی ہو گئی تھی ۔ اتفاق سے رودکوہی زیادہ آئی ۔ بھٹہ کی راکھ کی رکاوٹ سے پانی اکٹھا ہو گیا ۔ جس سے گل محمد بلوانی کا مکان گر پڑا ۔

گل محمد نے رمضان کھونہارا مزارعہ حضرت صاحب پر مقدمہ دائر کر دیا ۔ کیونکہ وہ ڈھوری حضرت صاحب کی زمین سے تعلق رکھتی تھی

یار محمد ٹھیکیدار نے اینٹیں دینے کا کہا و نیز حضرات فخر و معین خان نے مقدمہ ختم کرنے کے لیے بھی کہا مگر وہ نہ مانا ۔

رمضان کھونہارا حضور کے پاس گیا ۔ آپ نے تشفی دی ۔ تاریخ سماعت سے پہلی رات گل محمد نے حضور کو خواب میں دیکھا ۔ فرمان ہوا مقدمہ

Marfat.com

واپس لو۔ تم شرعی جواز پر نہیں ہو۔

صبح گل محمد نے راضی نامہ لکھ دیا۔

محمد نواز، غلام مصطفیٰ پسران غلام سرور پٹھان سکنہ سرگودھا پر قتل کا مقدمہ ہوا۔ وہ حضور کے مرید تھے۔ خط لکھا کہ حضور کو گواہ صفائی میں لکھوایا ہے کہ آخری وقت آپ کی زیارت نصیب ہو۔ پیش نہیں کرینگے۔

خط جب مجلس میں پڑھا گیا تو حضور نے فرمایا۔ انھوں نے بڑی آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ سب دوست دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں بری فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ بری ہو گئے۔ آپ نے مقتول پارٹی کو اس کے بعد خون بہا دلوایا تاکہ شرعی حد پوری ہو۔

حضرت ملتان سے تونسہ شریف کار پر تشریف لا رہے تھے۔ قصبہ لصیرہ کے قریب ایک لڑکا گدھے ہانکے جا رہا تھا۔ جو ڈرائیور کو نظر نہ آیا۔ گدھوں کو بچاتے بچاتے لڑکا کار کی زد میں آکر ہلاک ہو گیا۔

حضور لصیرہ کے ذیلدار کے ہاں تشریف لے گئے۔ تھانہ تریستی اطلاع کرائی۔ تھانے کا انچارج ہندو تھا۔

اس نے کہا یہ بڑے آدمی کار خود چلاتے ہیں جب کوئی حادثہ ہو جائے تو ڈرائیور کا نام کر دیتے ہیں۔ بہرحال قانونی کاروائی کے بعد آپ کو رخصت کر دیا اور ڈرائیور کو دوسرے دن پیش ہونے کو کہا۔

دوسرے روز میں (کاتب منشی غلام فرید) مولوی غلام علی صاحب

Marfat.com

(وزیر حضرت صاحب) اور ڈرائیور تھانہ پہنچے۔

مولوی غلام علی صاحب لڑکے کے والد کو رقم (جو کہ پہلے طے کرلی گئی) دینے لبصیرہ چلے گئے۔ میں اور ڈرائیور تھانہ میں تھے۔

تھانہ میں حضرت صاحب کے آدمی کا بلاوہ ہوا۔ میں حیران کہ ڈرائیور کی بجائے مجھے کیوں بلایا گیا ہے۔ میں تھانہ کے اندر گیا۔ تھانے دار نے میرے پاؤں پر ہاتھ رکھ کر کہا میں چھوٹا تھانیدار ہوں اور مسلمان ہوں۔ وہ ہندو تھانیدار راتوں رات تبدیل ہوگیا ہے۔ آپ ڈرائیور کی ضمانت دے دیں۔

میں ضامن بنا اور اس طرح قصہ صاف ہوا۔

دوست محمد خان بلغانی سکنہ سوکڑ نے تونسہ شریف کے ایک ہندو کے متروکہ مکان پر قبضہ کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے وہ مکان ایک غریب شیخ اللہ وسایا کو دے دیا۔ مکان شکستہ تھا۔ شیخ اللہ وسایا نے پانچ چھ صد روپیہ خرچ کرکے اسے رہنے کے قابل بنا لیا۔

کچھ عرصہ بعد دوست محمد خان کے لالچ ہوا۔ اور مکان کی واپسی کا تقاضہ شروع کردیا۔ شیخ اللہ وسایا نے حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی حضور سردی کا موسم ہے چھوٹے چھوٹے بچے کہاں لے جاؤں۔

آپ نے دوست محمد خان کو بلوایا۔ فرمایا غریب آدمی ہے۔ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ خدا کا خوف کرو اور اس پر ترس کھاؤ۔ وہ نہ مانا۔

کچھ عرصہ بعد دوست محمد خان نے ایک عورت کو اغوا کرلیا۔ عورت کے ورثاء نے دوست محمد خان کو قتل کردیا۔

Marfat.com

جہان خان میٹرک پاس گیم واچر تھا۔ آپ نے فرمایا ۔
جہان خان تجھے انسپکٹر شکار ہونا چاہیئے ۔
اس نے کہا ۔ حضور! ایف اے ۔ بی اے پاس درخواستیں دیئے ہوئے ہیں ۔ میں تو میٹرک ہوں ۔
آپ نے فرمایا ۔ تم ضرور انسپکٹر بنو گے ۔
کچھ دن بعد جہان خان کو تین ۳ ماہ کا کورس کرنے اور اس کے بعد امتحان دینے کے لئے کہا گیا ۔
جب امتحان کا وقت آیا تو پرچہ ڈاکخانہ کی عمومی معلومات سے متعلق تھا ۔ جہان خان جو پہلے ڈاکخانہ میں کام کر چکے تھے، نے خوب لکھا ۔ مفصل اور مدلل لکھا ۔ نتیجہ کہ پاس ہو کر انسپکٹر شکار بنے ۔ بی اے پاس فیل ہو گئے ۔

Marfat.com

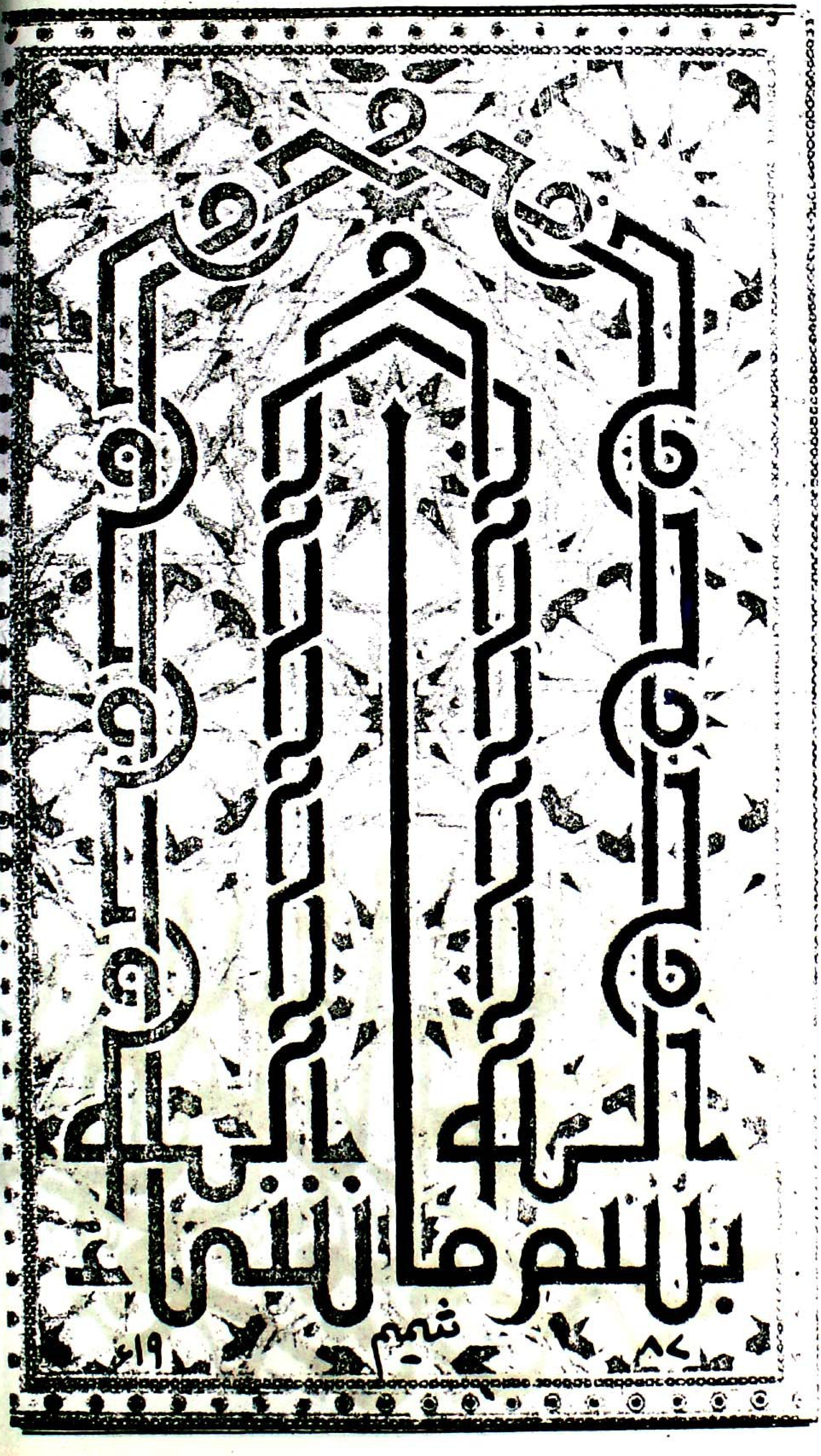

Marfat.com

میری طرف سے حافظ شیرازی کے گلشن سے چنے ہوئے چند پھول

دیدمش دوش کہ سرمست وخراماں میرفت
میں نے اس کو کل دیکھا کہ مستی میں خراماں جا رہا تھا۔

جامِ مے برکف و در مجلسِ رنداں میرفت
ہتھیلی پر جام شراب رکھے رندوں کی مجلس میں جا رہا تھا۔

می شد آنکس کہ چو او جان سخن کس نشناخت
وہ جا رہا تھا جسطرح بات کی روح کو کسی نے نہ پہچانا۔

من ہمی دیدم و از کالبدم جاں میرفت
میں یہ دیکھتا تھا اور میرے جسم سے جان جا رہی تھی۔

گفتم اکنوں سخن خوش کہ بگوید با ما
میں نے کہا اب پیاری پیاری باتیں ہم سے کون کرے گا

کاں شکر لہجۂ خوشگوئے سخنداں میرفت
کہ وہ شیریں لہجے والا، خوش گو سخنداں جا رہا تھا۔

لابہ بسیار نمودم کہ مرو سود نداشت
میں نے بہت خوشامد کی کہ نہ جا۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔

زانکہ کار از نظر رحمتِ سلطاں میرفت
اس لئے کہ کام بادشاہ کی نظر رحمت سے گزرا جا رہا تھا۔

بادشاہا! ز کرم از سرِ جرمش بگذر
اے بادشاہ کرم کرکے اس کی خطا معاف کردے۔

چہ کند سوختہ از نہایت حرماں میرفت
وہ سوختہ کیا کرے انتہائی مایوسی سے جا رہا تھا۔

چوں بشد آں صنم از دیدۂ حافظ غائب
جب وہ صنم حافظ کی آنکھ سے غائب ہوا۔

اشک ہموارہ ز رخسار بداماں میرفت
آنسو برابر رخسار سے دامن کی طرف جا رہے تھے۔

Marfat.com

اگر خدائے کسے را بہ ہر گناہ بگیرد	اگر خدا کسی کو ہر گناہ پر پکڑے
زمیں بہ نالہ برآید زمانہ آہ بگیرد	زمیں رو پڑے زمانہ آہ کرنے لگے
گنہ بروئے زمیں میکنی و ہیچ نترسی	تو روئے زمیں پر گناہ کرتا ہے اور ہرگز نہیں ڈرتا
کہ ماہ بر فلک از شومئ گناہ بگیرد	کہ آسماں پہ چاند گناہ کی بدبختی پہ پکڑا جاتا ہے
شبے زِ شرمِ گناہ آنچناں بسجدہ بگریم	کسی رات گناہ کے شرم سے سجدہ میں ایسا روؤں گا
کہ سجدہ گاہ من آں شب ہمہ گیاہ بگیرد	کہ اس رات میری سجدہ گاہ میں گھاس اگ آئے گی۔
برابر است کہ و کوہ پیش حضرت سلطاں	حضرت بادشاہ کے سامنے تنکا اور پہاڑ یکساں ہے
گہے بکوہ نگیرد گہے بہ کاہ بگیرد	کبھی پہاڑ کے بدلے نہیں پکڑتا کبھی تنکے کے بدلے پکڑتا ہے
گہِ وداع بگریم بداں مثابہ کہ یارم	رخصت کے وقت ایسا روؤں گا کہ میرا دوست
بہ ہر زمیں کہ برود آبدیدہ راہ بگیرد	جس سرزمیں پر جائے گا آنسو راستہ روکیں گے۔
چو شاہ قصدِ دل بیدلاں نماید حافظؔ	اے حافظ جب بادشاہ بیدلوں کے دلوں کا ارادہ کرے
کہ است زہرہ و یارا کہ پیش شاہ بگیرد	کس کی طاقت ہے کہ اس کا راستہ روکے

Marfat.com

حلقۂ پیرِ مغانم ز ازل در گوش است
ما ہمانیم کہ بودیم و ہماں خواہد بود

میں ازل سے پیرِ مغاں کا حلقہ بگوش ہوں
ہم وہی ہیں جو تھے اور وہ اسی طرح رہے گا ۔

بر سرِ تربتِ ما چوں گذری ہمت خواہ
کہ زیارتگہِ رندانِ جہاں خواہد بود

جب تو ہماری قبر کے سرہانے گزرے تو دعا مانگ
کہ وہ دنیا کے رندوں کی زیارت گاہ رہے گی ۔

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ گہِ صاحب نظراں خواہد بود

جس زمیں پر تیرا نقشِ قدم ہوگا ۔
وہ سالوں صاحب نظر لوگوں کی سجدہ گاہ رہیگی ۔

عیب مستاں مکن اے خواجہ کزیں کہنہ رباط
کس ندانست کہ رحلت بچساں خواہد بود

اے خواجہ مستوں پر تہمت نہ لگا کہ اس پرانی سرائے سے
کوئی نہیں جانتا کہ کس طرح کوچ ہوگا

چشم آں دم کہ ز شوقِ تو نہد سر بلحد
تا دمِ صبحِ قیامت نگراں خواہد بود

جب میری آنکھ تیرے شوق میں قبر پر سر رکھے گی
قیامت کی صبح تک منتظر رہے گی ۔

Marfat.com

روشن از پرتوِ رویت نظرے نیست کہ نیست
کوئی ایسی نگاہ نہیں ہے جو تیرے چہرے کے پرتو سے روشن

منتِ خاکِ درت بر بصرے نیست کہ نیست
کوئی ایسی بینائی نہیں جس پر تیرے در کی خاک کا احسان نہیں ہے

ناظرِ روئے تو صاحب نظرانند و لے
تیرے چہرے کے دیکھنے والے تو صاحب نظر ہیں ہی لیکن

سرِ گیسوئے تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست
کوئی ایسا سر نہیں جس میں تیرے گیسوؤں کا خیال نہیں ہے۔

تا بدامن نہ نشیند ز نسیمت گردے
نسیم کی وجہ سے تیرے دامن پر کوئی گرد اڑ کر نہ بیٹھے

سیلِ اشک از نظرم ہر گزرے نیست کہ نیست
کوئی رستہ ایسا نہیں جس پر میری آنکھوں کا سیل اشک نہیں ہے

من ازیں طالعِ شوریدہ برنجم ورنہ
میں اپنی سیاہ بختی سے رنجیدہ ہوں ورنہ

بہرہ مند از سرِ کویت دگرے نیست کہ نیست
کوئی دوسرا ایسا نہیں جو تیرے کوچے سے بہرہ مند نہ ہو

آبِ چشمم کہ برو منتِ خاکِ درِ تست
میرے آنسوؤں پر تیری خاک در کا احسان ہے

زیرِ صد منت او خاک درے نیست کہ نیست
کسی دروازے کی خاک نہیں جس پر اس کے ستوا احسان نہ

از وجودِ آں قدرم نام و نشا نیست کہ ہست
میرے وجود کا صرف اس قدر نام و نشان ہے کہ وہ ہے

ورنہ از ضعف در آنجا اثرے نیست کہ نیست
ورنہ کمزوری کا کوئی ایسا اثر نہیں ہے جو اس میں نہیں ہے۔

شیر در بادیۂ عشق روباہ شود !
تیرے عشق کے جنگل میں شیر بھی لومڑی ہے

آہ ازیں راہ کہ در وے خطرے نیست کہ نیست
آہ کوئی ایسا خطرہ نہیں جو اس راہ میں نہ ہو۔

مصلحت نیست کہ از پردہ افتد راز
مصلحت نہیں کہ راز پردے سے باہر آئے

ورنہ در مجلسِ رنداں خبرے نیست کہ نیست
ورنہ رندوں کی محفل میں ایسی کوئی خبر نہیں جسکی خبر نہ ہو

بجز ایں نکتہ کہ حافظ ز تو ناخوشنود ست
سوائے اس نکتہ کہ حافظ تجھ سے ناراض ہے

در سراپائے وجودت ہنرے نیست کہ نیست
ورنہ ایسا کوئی ہنر نہیں ہے جو تیرے وجود میں نہیں ہے

Marfat.com

زلفت ہزار دل بیکے تارِ مو بہ بست	تیری زلف کے ایک بال نے ہزاروں دل باندھ دئے
راہِ ہزار چارہ گر از چار سو بہ بست	ہزار چارہ گروں کا راستہ چاروں طرف سے روک دیا ۔
تا عاشقاں ببوئے نسیمش دہند جاں	تاکہ عاشق اس کی نسیم کی خوشبو پر جان دے دیں ۔
بکشود نافہ و درِ ہر آرزو بہ بست	اس نے نافہ کھول دیا اور ہر آرزو کا دروازہ بند کر دیا ۔
شیدا ازاں شدم کہ نگارم چوں ماہِ نو	میں دیوانہ بن گیا کہ محبوب نے پہلی رات کے چاند کی مانند
ابرو نمود و جلوہ گری کرد و رُو بہ بست	ابرو دکھایا، جلوہ گری کی اور چہرہ چھپا لیا
دانا چوں دید بازیٔ ایں چرخِ حُقّہ باز	عقلمند نے جو اس بازیگر آسمان کی بازیگری دیکھی
ہنگامہ باز چید و درِ گفتگو بہ بست	ہنگامہ ختم کر دیا اور گفتگو کا دروازہ بند کر دیا
مطرب چہ نغمہ ساخت کہ در پردۂ سماع	مطرب نے کیا نغمہ چھیڑا کہ سماع کے پردے میں
بر اہلِ وجد و حال درِ ہا ؤ ہو بہ بست	اہل وجد و حال پر ہاؤ ہو کا دروازہ بند کر دیا ۔
گفتم کہ حُسنِ چہرۂ او را صفت کنم	چاہا کہ اس کے چہرے کے حسن کی خوبی بیان کرد
او روئے خود نمود و درِ گفتگو بہ بست	اس نے چہرہ دکھلایا اور بات کا دروازہ بند کر دیا
حافظ ہر آنکس عشق نورزید و وصل خواست	حافظ جس نے بلا عشق وصل چاہا
احرامِ طوفِ کعبۂ دل بے وضو بہ بست	اس نے گویا بے وضو کعبۂ دل کے طواف کا احرام باندھا

Marfat.com

اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست — اے نسیم سحر یار کی آرامگاہ کہاں ہے۔

منزل آں مہ عاشق کشِ عیار کجاست — اس عاشق کش عیار چاند کی منزل کہاں ہے۔

شب تار است و رہ وادی ایمن در پیش — رات سیاہ ہے اور وادی ایمن کا راستہ درپیش ہے

آتشِ طور کجا وعدہ دیدار کجاست — طور کی وہ آگ اور دیدار کا وعدہ کہاں ہے۔

آنکس است اہلِ بشارت کہ اشارت داند — اہل بشارت وہ ہے جو اشارہ سمجھے

نکتہا ہست بہ محرمِ اسرار کجاست — نکتے تو بہت ہیں محرم راز کہاں ہے۔

عاشقِ خستہ ز دردِ غمِ ہجرِ تو بسوخت — عاشقِ خستہ تیرے فراق کی آگ میں جل گیا۔

خود نپرسی تو کہ آں عاشقِ غمخوار کجاست — تو نہیں پوچھتا کہ وہ غمخوار عاشق کہاں ہے؟

بادہ و مطرب و گل جملہ مہیا است — گویا شراب اور پھول مہیا ہیں لیکن

عیش بے دوست میسر نشود یار کجاست — دوست کہاں ہے جس کے بغیر عیش حرام ہے۔

باز پرسید ز گیسوئے شکن بر شکنش — اس کی پرپیچ زلفوں سے پھر پوچھو

کیں دلِ غمزدہ اش گشتہ گرفتار کجاست — کہ وہ غمزدہ دل جو اس کا گرفتار ہے کہاں ہے؟

حافظ از بادِ خزاں در چمنِ دہر مرنج! — اے حافظ زمانے کے باغ میں بادِ خزاں سے غمگین نہ ہو

فکرِ معقول بفرما گلِ بے خار کجاست — صحیح بات کر! بدوں کانٹے کے پھول کہاں ہے؟

Marfat.com

تاکے بدردِ ہجر کنی ناتواں مرا !
ہجر کے درد میں مجھے کب تک ناتواں کرے گا

یک دم بوصلِ خویش بکن شادماں مرا
تھوڑی دیر کے لئے اپنے وصل سے مجھے خوش کر

میخواستی ہمیشہ گرفتارِ ہجرِ خود
تو ہمیشہ مجھے اپنے ہجر میں گرفتار رکھنا چاہتا تھا

دیدی بکامِ خویشتن آخر چناں مرا
آخر تو نے اپنے مقصد کے مطابق مجھے دیکھ لیا

نبود ہیچ وجہ دمے از تو ام گریز
ایک لمحہ کیلئے بھی کسی صورت تجھ سے گریز نہ ہو سکا

زاں رو کہ نیست جز تو کسے در جہاں مرا
کیونکہ اس جہاں میں تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے

در حیرتم کہ بے تو چساں زندگی کنم !
حیران ہوں کہ تیرے بغیر کیسے زندہ رہوں

چوں نیست خواب و خور ز غم یکزماں مرا
جب کہ تیرے غم میں ایک لمحہ بھی مجھے سونا اور کھانا میسر نہیں۔

افتادہ ام بکنجِ غم و جز فغان و آہ
میں غم کے گوشے میں پڑا ہوں اور آہ و فغاں کے بغیر

نے یارے غمگسارے و نے ہمزباں مرا
میرا کوئی نہ کوئی یار ہے نہ غمگسار اور نہ ہمزبان

بودم ہمیشہ شاد ز وصلت ولے کنوں
میں ہمیشہ تیرے وصل سے خوش تھا مگر اب

کارے ز ہجرِ تو نبود جز فغاں مرا
تیرے ہجر میں سوائے فریاد کے کوئی کام نہیں۔

Marfat.com

دور از رخ تو دمبدم از گوشۂ چشم
سیلابِ سرشک آمد و طوفانِ بلا رفت
از پائے فتادیم چو آمد شبِ ہجراں
در دردِ بماندیم چو از دست دوا رفت ،
دل گفت وصالش بدعا باز تواں یافت
عمریست کہ عمرم ہمہ در کارِ دعا رفت
احرام چہ بندیم کہ آں قبلہ نہ اینجا ست
در سعی چہ کوشیم کہ از مروہ صفا رفت
دی گفت طبیب از سرِ حسرت چو مرا دید
ہیہات کہ دردِ تو زِ قانونِ شفا رفت

تیرے چہرے سے دور میری آنکھ کے گوشے سے دمبدم
آنسوؤں کا سیلاب آیا اور بلا کا طوفان اٹھا
جب شب ہجر آئی تو ہم لوٹ پوٹ ہو گئے۔
جب ہاتھ سے دوا نکل گئی تو ہم درد میں مبتلا ہو گئے
دل بولا دعا سے اس کا وصال حاصل ہو سکتا ہے
زمانہ گزر گیا میری تمام تر عمر دعا میں صرف ہو گئی۔
ہم کیا احرام باندھیں کہ وہ قبلہ یہاں نہیں ہے
سعی میں کیا کوشش کریں کہ صفا و مروہ چلے گئے۔
کل جب طبیب نے مجھے دیکھا تو حسرت سے کہا
افسوس کہ تیرا درد قانونِ شفا سے گزر گیا۔

Marfat.com

آپؒ کے ارشادات

- اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کی دنیا بارونق ہوتی ہے۔
- ہمارے لئے محبوب خدا کی تابعداری دین و دنیا کی کامیابی ہے۔
- پاک پیغمبر کیلئے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے علم کا اقرار دراصل اقرار رسالت ہے۔
- نماز باجماعت ادا کرنے سے رزق میں بیحد برکت ہوتی ہے۔
- جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارے مریدوں میں شامل نہیں۔
- بے نمازیوں کی نحوست سے آبادیوں میں اجاڑ آجاتا ہے۔
- زکوٰۃ نہ دینے سے بے برکتی کا دور شروع ہوجاتا ہے۔
- روزہ رکھنے سے جسم تندرست اور سرسبز و شاداب رہتا ہے۔
- حج کرنا فرض اور بارگاہِ رسالت کی حاضری عین فریضہ ہے۔
- جذبۂ جہاد فرزندانِ اسلام کا پشتینی سرمایہ ہے۔
- محفل میلاد شریف منعقد کرنا مسلمانوں کا مقبول شعار ہے۔
- درود شریف کی کثرت سے بلّیات دور اور حضوری حاصل ہوتی ہے۔
- نعرۂ رسالت محمدی کہلانے کا قدیمی معمول ہے۔
- آنجناب کے ذکر ولادت پر قیام کرنا مشائخ کبار کی سنّت ہے۔
- بزرگانِ دین کے دست و پا چومنے سے بڑی برکتیں ہاتھ آتی ہیں۔
- مزاراتِ اولیاء سے بے پناہ فیض ملتا ہے۔

Marfat.com

- محافلِ میلاد سے رحمت باری کا لگاتار نزول ہوتا ہے۔
- بارہ ۱۲ ربیع الاوّل کا جلوس سنتِ ملائکہ اور شوکت اسلامی کا مظہر ہے۔
- اصحابِ رسولؐ کی طرف میلی آنکھ دیکھنا پر لے درجے کی بدنصیبی ہے۔
- پنجتن پاک ماننے سے ایمان تر و تازہ ہو جاتا ہے۔
- خاندانِ نبوت کی عزت و تکریم کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔
- بندگانِ خدا کی قبور چومنے سے دل کی کلفتیں مٹ جاتی ہیں۔
- آئینِ اسلامی کیلئے جدوجہد کرتے رہنا ہر مسلمان کا مذہبی حق ہے۔
- بدعقیدہ لوگوں کے میل جول سے دل میلا ہو جاتا ہے۔
- مخلوقِ خدا کی مشکلات حل کرنے میں دلچسپی لینا بیحد ثواب ہے۔
- مشاہیر اسلام کی آستان بوسی سے غرور کی گردن ٹوٹ جاتی ہے۔
- دینی مدارس دورِ حاضر میں اسلام کے محفوظ قلعے ہیں۔
- علمائے کرام کی محبت دین دوستی کی نشانی ہے۔
- انگوٹھے چومنا صدیوں سے مسلمانوں کا شیوہ اور نورِ بصارت کیلئے تیر بہدف نسخہ ہے۔
- عید ؟ عید الخلائق میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
- سچا عقیدہ وہی ہے جس پر صوفیا کرام عمل کرتے آئے ہیں۔
- وہابیہ کی امامت ناجائز اور بیعت قابلِ فسخ ہے۔
- ساداتِ صوفیہ کے سماع پر کوئی ذی عقل اعتراض نہیں کر سکتا۔
- طاقت ور کو منہ پر سچی بات کہنا مومن کی میراث ہے۔
- مال و دولت سے محبت کرنا جوانمردی کے خلاف ہے۔

Marfat.com

- شرعی قوانین کیلئے سیاست میں حصہ لینا جہادِ عظیم ہے۔
- سادگی و کفایت شعاری اسلام کے اعلیٰ آداب ہیں۔
- خواتین کیلئے پردہ پاسبانی اور دینی تعلیم عفت مآبی پیدا کرتی ہے۔
- بہادرانہ زندگی کے چند لمحے، بزدلی و بے ضمیری کے سالوں سے بھلے ہیں۔
- مدارسِ اہلِ سنت کے لئے فیاضی سے کام کرنا چاہیئے۔
- احکام شریعت پر عمل کرنے کا نام پیری اور فقیری ہے۔
- "سلسلہ چشتیہ نظامیہ" کا وظیفہ دافع مہمات ہے۔
- سچے عقیدے کی اشاعت کیلئے قربانی کا جذبہ ہونا ضروری ہے۔
- سادہ دل، سادہ خوراک آدمی جنتی ہوتے ہیں۔
- جمعیت علمائے پاکستان کے پروگراموں میں دلچسپی لینا موجب ثواب ہے۔
- سائل کو منہ مانگا دینا سخاوت ہے۔
- مہمان کو خلوص و محبت سے کھانا دینا عبادت ہے۔
- مزارات پر روشنی کرنے سے دل کی دنیا روشن ہوتی ہے۔
- مغربی تہذیب کی تقلید ہمارا ملی تشخص مجروح کر رہی ہے۔
- کشمیر و فلسطین جہاد کی بدولت حاصل ہوں گے۔
- میرے جیتے تونسہ شریف لہو و لعب کا اڈہ بنا تو ترک سکونت کر جاؤں گا۔
- پیر پٹھان کا لنگر زمانہ لوٹ رہا ہے مگر سنگھڑ والوں کو لینے کا ڈھب نہیں آتا۔
- جناب رسالتمآبؐ کے حاضر و ناظر کا انکار تو نبوت کا انکار ہے۔
- ختم خواجگان چشت اہل بہشت، حل المشکلات کیلئے محبوب وظیفہ ہے۔

Marfat.com

- اکابر علماء اہلِ سنّت انبیاء کے فکری سرمایہ کے وارث ہیں ۔
- مسلکِ احناف ہی درحقیقت دینِ حنیف ہے ۔
- سائل سلیقے والا ہو تو مقبولانِ خدا امداد کو آتے ہیں ۔
- جی حضوری مولوی اور بے ضمیر پیر معاشرے کا ناسور ہیں ۔
- خوشحالی اس وقت آئے گی جب اپنے آپ کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں گے ۔
- بچوّں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم سے بھی آراستہ کیا جائے ۔
- اولیاء کرام میں حضرت پیر پٹھان کی یہ انفرادیت ہے کہ مرید نہیں مرادِ مرشد بنائے گئے ۔
- بھولے بھالے لوگ جنت کے متلاشی ہوتے ہیں ۔
- مذہبی غیرت مندی خداداد عظمت کہلاتی ہے ۔
- خلیفۂ اوّل سیدنا صدیق اکبرؓ ملتِ اسلامیہ کے عزت مآب نانا جان ہیں ۔
- غیر اسلامی حکومت کے خلاف جدوّجہد کرنا مسلمان کا خاصہ ہے ۔
- میرا ایمان برداشت نہیں کرتا کہ کوئی گستاخِ رسولؐ تونسہ میں قدم رکھے ۔
- حضرت امیر معاویہ کو کوئی شریف آدمی گالی نہیں دے سکتا ۔
- ایشیاء میں مسلمانوں کے واحد محسن و مرشد سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ غریب نواز ہیں ۔
- نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا مستحسن اور آج کل ضروری ہے ۔
- حضرت قبلہ عالم مہارویؒ علم وعمل کے آفتاب تھے ۔
- کوئی شریف آدمی یزید کے بارہ میں نرم گوشہ نہیں رکھ سکتا ۔
- پیارے پاکستان کی ترقی کے لئے شاندار کردار ادا کیجئے ۔

Marfat.com

دین کا تھا نظام آپ کے نام

حضرت عزیز حاصلپوری

ذاتِ والا صفات آپ کی ذات تھی مخزنِ معرفت، معدنِ آگہی
آپ تھے عابد و زاہد و متقی کوئی تعریف کیا کر سکے آپ کی

نازشِ اہلِ جود و کرم آپ تھے
قابلِ رشک تھی آپ کی زندگی

پا گئے آپ فکر و نظر میں عروج آپ کو دی خدا نے یہ بالیدگی
خاندانِ سلیمانؒ و اللہ بخشؒ آپ کے دم سے روشن ہوا اور بھی

دین و ملّت کی خدمات کے روپ میں
کر گئے آپ مخدومی و صاحبی

سینکڑوں لوگ حاجی کئے آپ نے آدمی بن گئے سینکڑوں آدمی
کوئی محتاج در سے نہ خالی گیا اللہ اللہ یہ فیضان و دریا دلی

دین کا تھا نظام آپ کے نام میں
اہل دیں میں ہے دھوم آپ کے نام کی

صحبتِ اہلِ عرفاں ملی آپ کو قول ہے "کی شناسد ولی را ولی"
کرنے لگ جاؤ تم بھی عزیز آج سے مدحتِ پیر میجانہ تونسوی

۱۹۷۶ء

مرشدِ امام

عابد نظامی

پاک باز و نیک سیرت خوش ادا

اھلِ دل، صاحب نظر، مردِ خدا

رہبرِ راہِ حقیقت، عبدہٗ

پاک فطرت، پاک طینت، پاک خو

جانشینِ مصطفےٰ عالی مقام

چشتیوں کے راہبر مرشد امام

تیری الفت سے یہ دل آباد ہے

ترا کردارِ حسینی یاد ہے

نور برسے قبر پر تیری سدا

فیض پائیں لوگ سب صبح و مسا

Marfat.com

خواجہ کی نظر

آلام و مصائب کی جہاں دھوپ کڑی تھی
خواجہ کی نظر وقت کے سورج سے لڑی تھی

صحرائے سیاست میں وہ اخلاص کے بادل
وہ نور کی آنکھوں میں صحیح فکر کے کاجل

وہ غیرتِ دیں خوگرِ تسلیم و رضا بھی
وہ زندۂ جاوید، شہادت پہ فدا بھی

وہ ناصرِ دیں اسوۂ آباء کے امیں تھے
انگشتریٔ حسنِ ولایت کے نگیں تھے

وہ حسنِ تصوف سے سجائے ہوئے دلبر
وارفتہ کہیں دیکھ کے اللہ اکبر

ظالم کیلئے سنگِ گراں آگ فشاں تھے
مظلوم کے حق میں گل و گلزار جناں تھے

وہ پیار کے سنگیت محبت کی صدا تھے
محبوبِ نظر اس کے وہ محبوبِ خدا تھے

قائد وہ بہاروں کے تھے خاروں کے وہ نقاد
اس مرشدِ عالم پہ یہ فیاض فدا باد

کاوش
پروفیسر فیاض
تھرپارکر

Marfat.com

حجّتِ پروردگار

مرحبا اے شیخِ ملت آخذِ حبلِ متیں
دہر میں آتا نظر تجھ سا مجاہد ہی نہیں

تو نہ حق گوئی سے باز آیا کسی میدان میں
تجھ پہ باطل کا کبھی خوف و خطر چھایا نہیں

سب مفسّر سب محدّث اور فقیہہ روزگار
سائلاں تھے تیرے اے خواجہ نظام ملک و دیں

عہدِ حاضر میں تھا تو اک حجّتِ پروردگار
تیرے ہمعصروں میں کوئی تیرا ہمسر ہی نہیں

تیرا سینہ ہے منوّر معرفت کے نور سے
اتباعِ مصطفٰے سے تیری روشن تھی جبیں

فیض کا چشمہ ہے تونسہ میں ترا دارالعلوم
جس سے پاتے ہیں مسلماں دولتِ علم و یقیں

تیرے منہ سے نکلا اک اک حرف تھا باطل کی موت
شیخ پا چیں بر جبیں ہوتے ہیں اعدائے دیں

خوب ہوتے تھے عیاں اس وقت اسرارِ حیات
جب بیاں کرتا تھا مجلس میں تو قرآنِ مبیں

علامہ قریشی کندیاں

Marfat.com

شہیر خاندانِ چشت

دریغا پیکرِ صدق و صفا رفت
دریغا منبعِ جود و سخا رفت

دریغا نائبِ محمود عالمؒ
شہیرِ خاندانِ چشتیا رفت

نشانِ شوکتِ شاہِ سلیمانؒ
نظامِ رشتۂ مہر و وفا رفت

دلیر و حق پرست و مردِ میداں
معینِ سنّتِ خیرالوریٰ رفت

نہ خم شد پیشِ باطل ہیچ وقتے
دریغا ایں چنیں مردِ خدا رفت

ہزاراں رحمتِ حق بار بر وے
عجب مردانہ از دارِ فنا رفت

بگو سنِ وصالش فیض با سوز
رئیس الاصفیاء آں صفا رفت

حضرت علامہ
فیض احمد صاحب
گولڑہ شریف

Marfat.com

پیرانِ پیر

اک طرف جبر و ستم تھا اک طرف پیرانِ پیر
اک طرف جاہ و حشم تھا اک طرف مردِ فقیر

گفتگوئے مردِ مومن کا عجب انداز تھا
کانپتے تھے سن کے اقلیمِ سیاست کے وزیر

گنبدِ خضریٰ کے آگے خم ہوئی جس کی جبیں
پوچھ لو لیبیا ہے شاہد اور اس کی سرزمیں

دبدبۂ باطل کے آگے جھکا نہ عمر بھر
حق کی خاطر اڑ گیا یہ بہادر ناموَر

شہریارانِ دوراں ہر بزم میں ڈرتے رہے
چپکے چپکے احترامِ شیرِ حق بھی کرتے رہے

ڈھونڈتا ہوں ہر جگہ لیکن کہاں وہ مہ جبیں
سو گیا محمودؒ کے پہلو میں وہ زیرِ زمیں

آج رو تو خوب رو تونسہ شہر کی سرزمیں
چھپ گیا اپنی نظر سے روٹھ کر مہرِ مبیں

بے سہاروں کا سہارا بے سہارا کر گیا
روٹھ کر خالدؔ سے مولا اب کنارا کر گیا

خالدؔ تونسوی

Marfat.com

وہ بیٹھے ہیں

کیوں بانگِ سحر میں دیر ہوئی اے چاند ستارو دیکھو تو
کیوں آج تہجد روتی ہے اے شب بیدارو دیکھو تو

کیسی یہ بربادی آئی کیسے سب کچھ راکھ ہوا
ہائے ہائے کیسے نصیبہ پھوٹا یارو دیکھو تو

اس منزل کے ہم سفروں کو آس تمہاری تھی لیکن
تم بھی چھوڑ گئے مشکل میں دل کے سہارو دیکھو تو

کس نے بزم کی رونق لوٹی کیوں چہرے مرجھائے ہیں
اپنے دل کی اجڑی دنیا دل افگارو دیکھو تو

رنگ و بو کی دنیا والے یہیں کہیں تھی کیسی ہوئی
پھول کہاں ہے مالی کہاں ہے اجڑی بہارو دیکھو تو

شاید ان تک جا پہنچیں ہم ان سے ابھی تو بچھڑے ہیں
یہیں کہیں تھے قافلے والے راہگزارو دیکھو تو

رونا ہو تو رو تصدق وہ تو ہر دم زندہ ہیں
وہ بیٹھے ہیں یہ بیٹھے ہیں ماتم دارو دیکھو تو

حکیم تصدق حسین تصدق
پسیلاں

Marfat.com

پیر طریقت

مرشدِ کاملؒ

محمد یوسف خان
تونسہ شریف

ماہِ منور نور سراپا شب کے نظارے کدھر گئے
دوڑو ڈھونڈو بتلاؤ اے چاند ستارو کدھر گئے

فخرِ تہجد نازِ عبادت شاہِ حریصِ کارِ ریاضت
ابھی ابھی تھے ساتھ تمہارے شب بیدارو کدھر گئے

ساتھ ہمارا دو مشکل میں وقت کا ساتھی اچھا ہے
ڈھونڈ کے لادو آج خدارا دیکھو یارو کدھر گئے

یہ دنیا ہو یا عقبیٰ ہو وہ ہمدرد ہمارے ہیں
ہر حالت میں نگراں ہیں وہ دل نہ ہارو کدھر گئے

یوسف زور سے دو آوازیں شاید سن کر لوٹ پڑیں
مرشدِ کامل، پیرِ طریقت، نام پکارو کدھر گئے،

Marfat.com

رحمتِ خدا

مچا کہرام پاکستان کے دینی اداروں میں!
مساجد میں مدارس میں سبھی ایمانداروں میں

وہ سورج معرفت کے اور چاند اہل تصوّف کے
اجل کو کہہ گئے لبیک وہ منبع تصرّف کے

وہ علم و فضل میں گوہر کے تلمیذ مفصّل تھے
جو ارضِ ہند میں اک آفتابِ دیں مکمّل تھے

تصوّف خواجہ محمودؒ سے خود نے کیا حاصل
اکابر اولیاء کے زمرۂ مخصوص میں داخل

وہ حضرت شاہ سلیمانؒ کے صحیح قائم مقام ہو کر
نکلتے تھے صفِ باطل شکن میں بے نیام ہو کر

نئے سر سے کیا تھا آکے چشمہ آپ نے جاری
ہوئی سیراب اس چشمہ سے دھرتی ہند کی ساری

Marfat.com

خدا کے دین کو اس شیخ نے کیا خوب پھیلایا
ہزاروں گمرہوں کو مسئلہ عرفان سمجھایا

وہ اٹھے اور دعوت حق گوئی دی سب کو
دیہاتوں اور شہروں میں یہی تبلیغ کی سب کو

تصنّع اور تکلّف سے مبرّا ذات تھی ان کی
حقائق اور معارف سے بھری ہر بات تھی ان کی

اٹھے طوفان باطل کے ہوئی پھر خوب بمباری
مگر اس مرد مومن نے نہ تھی ہمت کبھی ہاری

وہ اپنے کام میں مصروف ہر دن رات رہتے تھے
نہایت بے خطر ظالم کو حق کی بات کہتے تھے

خدا رحمت کند بر مرقد ایں شیخ روحانی
کہ عمرش وقف کردہ از برائے دین ربانی

علامہ امیر احمد ہاشمی - کندیاں

Marfat.com

خواجہ خدا کے واسطے

لٹ گئی کائناتِ ہوش مر گئی حیائے سکوں
درد کچھ اس قدر بڑھا رونے کا ہو گیا جنوں

ساقی لطفِ بے پناہ بزمِ نظر میں جب نہ ہوں
پھر نہ ہوں کس لیے بھلا دونوں جہان سرنگوں

ہائے حریمِ زیست میں شاہِ نظامؒ کیوں نہیں
پھر یہ نمودِ صبح کیوں؟ دائمی شام کیوں نہیں

آگ سی اک لگا گئے دنیائے خار و خس کو تم
اور ہوا ہی دے گئے آتش زدہ قفس کو تم

سنتے تو ہو گے ماتمی قافلہ جرس کو تم
دنیائے درد و کرب کے اکھڑے ہوئے نفس کو تم

باندھ سکو تو باندھ دو جوڑ سکو تو جوڑ دو
خواجہ! خدا کے واسطے ایسے سماں کو توڑ دو

تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں
دل میں کوئی تڑپ نہیں آنکھوں میں روشنی نہیں

مرگ تمہاری حشر ہے بات یہ کہنے کی نہیں
ہائے پیامِ مرگ کی بجلی کہیں گری نہیں

حیف رخِ ستم نے توڑ دی لیتے جہاں یہ برقِ غم
تم نے جو آنکھ موند لی دنیا ہوئی ہے غرقِ غم

مرتبۂ وصال میں مثلِ قدیمؒ کر گئے
جلوۂ وفات میں ادا حقِ کریمؒ کر گئے

شامِ وداع میں نسبتِ مثلِ رحیمؒ کر گئے
ایسے میں روحِ زیست کو آپ یتیم کر گئے

ہر سہ صفات آ گئیں ایک میرے نعیمؒ میں
اللہ رے کیا کمال تھا ابنِ شہہ رحیمؒ میں

Marfat.com

عرس شہ پٹھانؒ میں عرسِ نظامؒ آگیا — مسئلہ تو من شدی زیر کلام آگیا

مرتبۂ ندیمِ حق بر سرِ عام آگیا — آپ سلیمانؒ بن گئے ایسا مقام آگیا

ایک وجودِ پاک کے عرس بھلا ہوں دو تو کیوں

فرق میانِ من و تو ایسی فضا میں ہو تو کیوں

موت سے شرق و غرب میں حشر سا ایک اٹھ گیا — سارے جہاں کو درد نے بڑھ کے محیط کر لیا

چاروں طرف سے ہائے ہا اٹھی یہ شور انتہا — دنیا کے بے نوا کا باپ آج یہاں سے چل دیا

شاہِ شہاں نہیں رہے شاہنشاہی مر گئی

روح دعا کے ساتھ ساتھ ساری خدائی مر گئی

جس کی جبیں جھکی رہی شاہِ عجم کے سامنے ۔ اس کی نظر نہ جھک سکی دارا و جم کے سامنے

جو نہ جھکے کسی طرح جاہ و حشم کے سامنے — کلمہ حق جو کہہ گئے جبر و ستم کے سامنے

قرباں میں ایسے شاہ پر ایسے نظامؒ پر نثار

فیضیؔ بہ لحظہ لحظہ میں ایسے امام پر نثار

حضرت فیض محمودی لونسوی

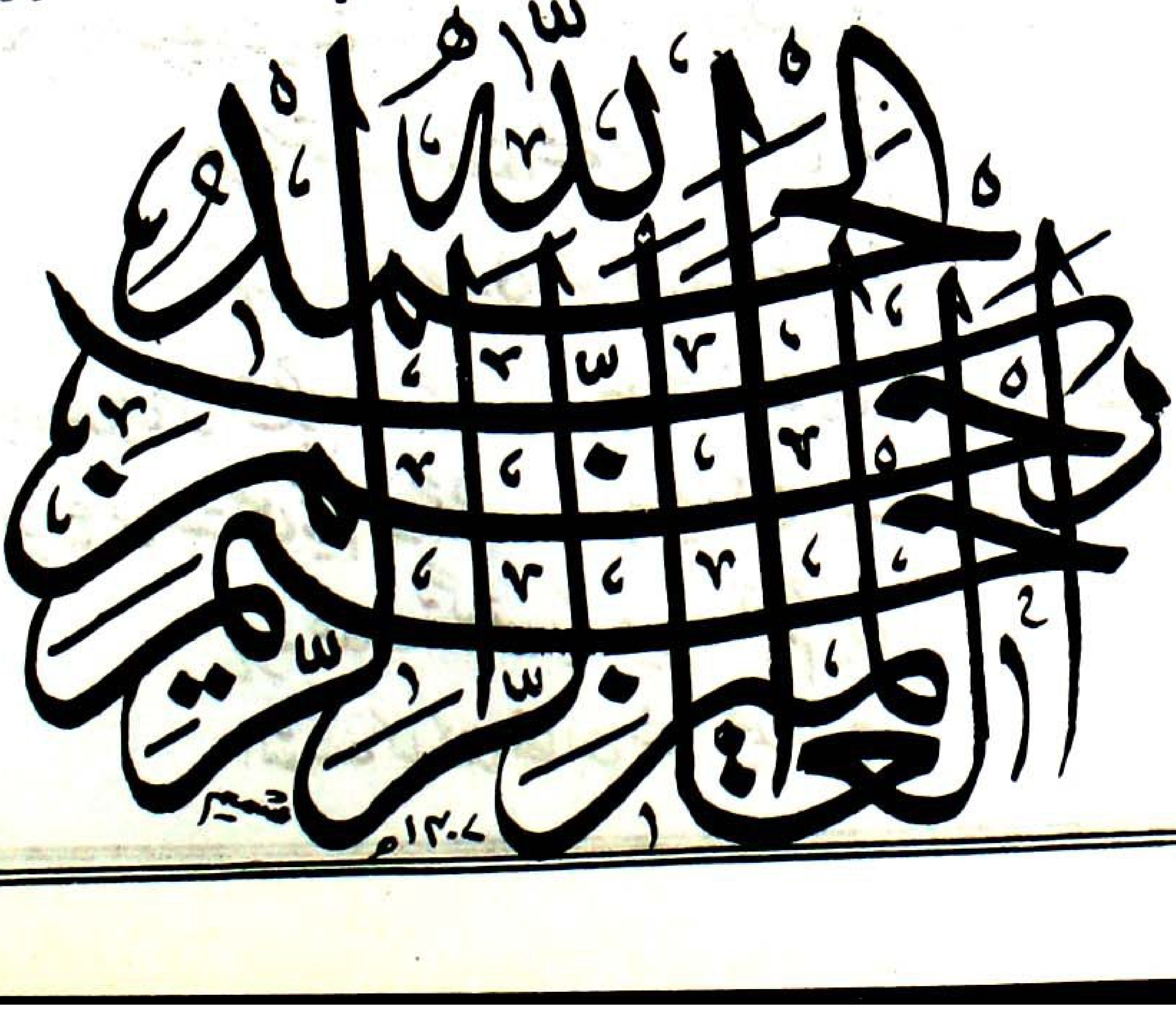

Marfat.com

مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ

از قلم :- مولانا شیخ غلام محمد راشد نظامی ایم اے عربی

خواجۂ ملت، صدر المشائخ، محسن اسلام، داتا تونسہ شریف، ثانی سلیمان جی، ساگی پیر پٹھان رح حضرت شاہ نظام الدین تونسوی نور اللہ مرقدہٗ چودھویں صدی کے وہ "رجل رشید" ہیں جن پر مسلمانان برصغیر کو بھرپور اعتماد اور کامل فخر و ناز تھا اور فی الواقع خدائے بزرگ و برتر نے حضرت خواجہ کو خوبیوں کا مجسمہ بنایا تھا۔ "صاحب دلے بمدرسہ آمد ز خانقاہے" والے نے ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کیلئے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اس نے ہر طبقہ کے دل موہ لئے۔

٥ ـ جنگ آزادی کے متوالوں سے جا کر پوچھیے وہ "پیر نظام ہمارا امام" کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔

٥ ـ ہندو پاک کے مشائخ سے سوال کیجئے وہ اپنا داتا اور پیرخانہ بتاتے ہیں۔

٥ ـ وسط ایشیاء کے چوٹی کے علماء سے استفسار کیجئے وہ آپ کو علوم کا سمندر اور جزئیات کا ماہر مانتے ہیں۔

٥ ـ عامۃ المسلمین کے پاس جائیے وہ آپ کو غریب نواز اور کروڑوں دلوں پر حکمرانی کرنے والا بادشاہ تصور کرتے ہیں۔

٥ ـ غیر مسلموں سے بات کیجئے بیک زبان ان کی ایک ہی بات ہے "وہ امن کا دیوتا اور گرو کا خاص جلوہ ہیں۔

انہی اوصاف کو دیکھ کر دلی کے روشن ضمیر فقیر نے عرض کیا تھا۔

؎ اثر بہلنے کا پیارے! ترے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ کا جادو تری زبان میں ہے

خدا جانے عزت مآب خواجہ میں کیا کشش پائی جاتی تھی کہ نگر نگر سے مخلوقِ خدا دیوانہ وار آئی اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ منزل عشقیہ لاہور میں جب پہلی مرتبہ مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے آپ کو دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا "سبحان اللہ! صورت و سیرت قدرت کا شاہکار ہے" دیکھنا تو نسہ شریف کے یہ بلند اقبال شہزادے بہت بڑے روحانی مقام کے مالک ہوں گے۔

نواب فتح اللہ خان علیزئی آف ڈیرہ اسمٰعیل خان سے اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ سرکاری ملازمت کے سلسلے میں بے شمار مرتبہ ملک و اندرون ملک جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں جہاں جانا ہوا خواجہ نعیم کے نام لیواؤں کو موجود پایا بے شک یہ

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں۔

فی الواقع آپ مرشد عالم اور محبوب عالمیان ہیں۔ ایسے محبوب الخلائق کے ذکر خیر سے جگر ٹھنڈا اور ایمان تروتازہ ہوتا ہے۔ حضوری کے متلاشی کہاں ہیں آئیں اور ساگی سلیمان سے سنگت کا سلسلہ جوڑ لیں۔

؎

آئیے دلدار کی باتیں کریں
مونس و غمخوار کی باتیں کریں

ولادت ے اے جاہ و شان والے آنا ہیزا مبارک

آج سے پون صدی قبل جب مشرق میں امام احمد رضا خاں بریلویؒ کے علم و فضل کا ڈنکا بج رہا تھا تو مغربی کنارے کوہ سلیمان کے دامن میں محمود المشائخ حضرت چراغ تونسویؒ کا طوطی بولتا تھا۔ آپ حجۃ الاسلام حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش کریم تونسویؒ سجادہ نشین غوثِ زماں حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ کے جگر دار فرزند اور محبوب دل بند تھے۔ حضرت کریمؒ فرمایا کرتے تھے "محمود نڑ سونہڑے دی ہک لحظہ جدائی وی گوارا نہیں"۔ آپ کو سفر و حضر میں ساتھ رکھتے۔ حتیٰ کہ ہندوستان کے طویل سفر اور حرمین شریفین کی زیارت کے لئے بھی ساتھ لے گئے۔ تذکرہ نویس لکھتے ہیں آپ کو بارگاہِ رسالت مآب میں پیش کر کے خاص الخاص فیضانِ آقا سے مالا مال کرایا۔ تختِ سلیمانی کے مسند نشین اور حضرت اعلیٰ تونسویؒ کے اسی محرم راز پوتے خواجہ رحیم چراغ تونسویؒ کے گھر اسلامی سال کے چھٹے مہینے جمادی الآخر میں چھٹی شریف والے خواجہ غریب نواز اجمیریؒ کا منظورِ نظر پیدا ہوا۔ اس وقت چاند کی ۲ اور ہجری مقدس کا سن ۱۳۲۸ھ دن ہفتے کا تھا۔ جولائی کی ۲ مطابق ۱۹۰۸ء تھی۔

بادشاہ چشت خواجہ رحیم تونسویؒ کو خواب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے تاجدار حضرت محبوب الٰہیؒ کی زیارت ہوئی۔ اور فرمایا جو آرہا ہے وہ ہمارے سلسلہ کا آخری بادشاہ ہے۔ اس کی ریاست روئے زمین ہوگی۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ واقفانِ حال جانتے ہیں حضرت محبوب الٰہیؒ کی پیش گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی اور تھوڑے عرصہ میں حضرت خواجہ نظام الدین محبوب عالم ہو گئے

Marfat.com

سائنسی ایجادات سے جوں جوں فاصلے سکڑتے جارہے ہیں یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوتی جارہی ہے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے فرمان کے مطابق مرشد عالم کے نام لیوا روئے زمین کے چپہ چپہ پر دکھائی دیتے ہیں۔ خیر المقال فی تراجم الرجال کے فاضل مصنف اسی نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وکان عالماً صالحاً فاضلاً جمیلاً جواداً ولہٗ اجازۃ تامۃ فی الطریقۃ الجشتیۃ النظامیہ بل انتھت الیہ ریاسۃ الجشتۃ فی زمانہ۔

تعلیم و تربیت خاندانی دستور کے مطابق چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں آپ کی تعلیم کا آغاز کرایا گیا۔ آستانہ عالیہ کے نامور استاد حافظ عبدالرسول سلیمانی حفاظ آستانہ سے قرآن مجید پڑھا اور دینی علوم علامہ احمد جراح اور مولانا علی گوہر تونسوی سے حاصل کئے۔ خدا نے حافظہ خوب بخشا تھا۔ اس پر مستزاد ذاتی لگن اور والہانہ پن نے تھوڑے عرصہ میں آپ کو علوم عقلیہ و نقلیہ کا ماہر بنا دیا۔ اساتذہ فن کا بیان ہے:۔

" جناب صاحبزادہ نظام الدین تونسوی عام صاحب زادگان کی روش سے ہٹ کر ہیں۔ اپنے کام سے کام رکھنا آپ کا شیوہ ہے۔ علوم الٰہیہ میں تحقیق و تفتیش آپ کا اوڑھنا اور بچھونا ہے۔"

سیرت محمود کے نقاد مؤلف اور سب ڈویژن تونسہ شریف کے بابائے اردو جناب الف۔ ب بلوچ سوکڑی تحریر فرماتے ہیں:۔

" حضرت صاحبزادہ موصوف بے پناہ خوبیوں کے مالک ہیں۔ شوکت سلیمانی اور

Marfat.com

محمودی دبدبہ آپ میں کمال کا پایا جاتا ہے۔ طرزِ تحریر، طریقِ گفتگو، حسنِ اخلاق تو قابلِ رشک ہیں۔ علم و حکمت کا کیا کہنا۔ بڑے بڑے جغادری لاجواب کر دیتے ہیں۔ اللہ علم و عمرِ خضروی بخشے۔"

خوش نصیب ہیں وہ ساتھی جنھوں نے حضرت خواجۂ ملت کی رفاقت میں علوم و فنون پر عبور حاصل کیا۔ ان خوش قسمت افراد میں خطیبِ اسلام علامہ عبدالعزیز نظامی کے والدِ محترم مولانا اللہ بخش ہیروی، مولانا حامد جراح جو جامعہ سلیمانیہ تونسہ شریف کے پرنسپل علامہ خدا بخش جراح محدث تونسوی کے پوتے ہیں۔ اسی طرح مولانا احمد بخش بزدار، مولانا عطاء اللہ منگروٹھوی، مولانا محمود صاحب لودو والا، مولانا محمد موسیٰ بہارٹی، علامہ پشاوری، مولانا شاہ محمد تونسوی قابلِ ذکر ہیں۔

ہم سبق ساتھیوں نے بتایا حضرت کا بچپن بھی پاکیزہ اور شاندار تھا۔ دارالعلوم کے نادار طلبہ کی تو قسمت جاگ اٹھی۔ طلبہ کے ساتھ آپ کی مہربانیاں ناقابلِ فراموش ہیں۔ تذکرہ اولیائے چشت میں ہے۔

"حضور اپنے ہوش کے زمانے میں باوضو رہا کرتے تھے۔ مرید لوگ آپ کی جیب میں چاندی کے روپے ڈال دیتے تھے۔ گھر تشریف لانے سے قبل اپنے ہم عمر لڑکوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ سخاوت کی یہ عادت کبھی بھی ترک نہ فرمائی۔ طفولیت کے بعد شباب آیا تو سخاوت بھی شباب کو آن پہنچی۔"

ستّرہ سال کی عمر میں آپ نے علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی۔

مجاہدات بحرالعلوم علامہ الحاج مولانا حافظ محمد یوسف صاحب نظامی

Marfat.com

کے والد محترم استاذ العلماء مولانا محمد اسحٰق تونسوی روایت فرمایا کرتے تھے۔

" سالانہ امتحان کے لئے مختلف اضلاع سے نامور علماء بلائے گئے جنھوں نے مرشد عالم کا تحریری و زبانی امتحان لیا۔ ممتحن حضرات نے دارالعلوم کے رجسٹر کارروائی میں رپورٹ تحریر کرتے ہوئے لکھا۔

"صاحبزادہ صاحب تفسیر و حدیث میں اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوئے ہیں۔ فقہ کی ہزاروں جزئیات زبانی یاد ہیں۔ طبعی میلان تصوّف کی جانب ہے۔ نحو کی مشہور کتاب کافیہ کو تصوّف کا کاشہ پارہ قرار دینے میں دلائل کا انبار ذہن نشین ہے۔"

قبل اس کے کہ علم حجاب اکبر بنتا آپ نے معرفت کی طرف توجہ فرمائی۔ دور جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ خود گھر میں ہی علم و عرفان کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ حضور قبلہ عالم مہاروی سے معرفت کی دیگ جو پیر پٹھان لے آئے تھے اس کے قاسم و مختار حضرت خواجہ تونسوی تھے۔ آپ نے فرمایا۔ پیارے نظام! سنبھل کے رہو۔ رات کو تنہائی میں اپنے رب کو یاد کیا کرو۔ اور انسانیت کی خدمت میں اپنا سب کچھ قربان کر دو۔ اس کا نام فقیری اور ولایت ہے۔ سعادت مند بیٹے نے اپنے عزت مآب باپ کا فرمان اس طرح مانا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ اہل مشاہدہ بیان کرتے ہیں شہزادہ نظام کی سخت سردی کی راتیں کبھی قیام میں گزر جاتیں کبھی سجدہ میں۔ نازنین محبوب کے پاؤں متورم ہو گئے۔ آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب اور زبان پر ذکر جلی۔ کبھی کوہ سلیمان کی وادیوں میں یا کریم کا وظیفہ، کبھی دریائے سندھ کے کنارے پہ "لطف حمید باد بر بندہ نظام" کا استغاثہ۔ مجاہدے پر مجاہدہ۔ اللہ بس باقی

Marfat.com

ہوس کا نعرۂ مستانہ ۔ گویا کہ ؎

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تابِ رازی

اکتیس ہزار ساعتیں جان لیوا ریاضتوں میں گزارنے کے بعد نعمتِ سلیمانی کے حقیقی وارث حضرت رحیم کو رحم آ ہی گیا ۔ "من تو شدم تو من شدی" کا سہرا گلے میں ڈالا ۔ باقی روداد سیرتِ محمودیہ کے مصنّف کی زبانی ملاحظہ فرمائیے ۔

" تونسہ شریف میں اہلِ دل جمع تھے ۔ ہندوستان کے علماء و مشائخ کا ہجوم تھا ۔ متولی اعظم اجمیر شریف ، دیوان صاحب پاک پتن شریف ، حضرات کریم مہار شریف ، فاتح قادیانیت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف بمعہ حضرت بابو جی رونق افروز تھے ۔ محرم راز مصاحبین سرگوشیوں میں کہہ رہے تھے آج کچھ ہونے والا ہے ۔ حضرت چراغ تونسوی نے فرمایا نظام بیٹے میں چاہتا ہوں جو نعمت حضرت ثانی خواجہ کریمؒ نے مجھے عنایت کی تھی وہ امانت میں تیرے سپرد کر دوں ۔ پھر آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں تبرکات منگوائے اور حضرتِ اعلیٰ غوثِ زماں کی کلاہ شریف صاحبزادہ نظام الدینؒ کے سر پر رکھی اور تاجِ خلافت سے نوازا ۔ "

جاننے والے جان گئے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے ۔ دردمندوں کی دھاڑیں نکل گئیں ۔ محفل پر گریہ کی کیفیت طاری تھی ۔ حضرت

Marfat.com

صاحبزادہ صاحب نے کمال انکساری سے وہی جواب دیا جو اسّی سال پہلے خواجہ کریمؒ نے جدّامجد کے حضور عرض کیا تھا ۔

" بابو از تو ہیچ چیزے نخواہم بس ہمیں مے خواہم کہ
نعلین فقیرانِ ترا راست مے کنم ۔"

مل بیٹھنے والے بیان کرتے ہیں ۔ حضرت چراغ تونسویؒ سعادت مند صاحبزادے کا جواب سن کر وجد مسرت میں آ گئے اور زبان حال سے فرمایا ۔

؎

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی بتن

Marfat.com

از قلم
شیخ غلام محمد راشد
نظامی
ایم اے - عربی

مرشدِ عالم

نصف صدی پہلے کی بات ہے کہ داتا کی نگری لاہور میں منزل عشقیہ پر اہلِ دل کا ایک پاکیزہ اجتماع تھا ملک بھر کے درد مند کسی اہم قومی مسئلہ کو نمٹانے کے لئے جمع ہو رہے تھے اسی دوران مفکرِ پاکستان علامہ اقبال بھی تشریف لے آئے اچانک ان کی نظر ایک نوجوان پر پڑ گئی —— بے ساختہ فرمایا سبحن اللہ! کیا بلند اقبال شہزادہ ہے جس صورت پہ قربان جائیں حسین صورت کیا پائی ہے بس ذرا تھیور دیکھو تو سہی کس قدر باطنی پاکیزگی اور کمال کی متقناطیسی ہر ابھی سے یہ عالم ہے تو آگے کی کیفیت کیا ہوگی دیکھنا مستقبل میں یہ شہزادے بہت بڑے روحانی مقام کے مالک ہوں گے : یہ عظیم المرتبت شہزادے حضرت شاہ نظام الدین تونسوی تھے جو آگے چل کر مرشد اہلسنت شیخ عرب و عجم صدر المشائخ خواجہ تلت مظہر پیر پٹھان والی تونسہ شریف سلطان المشائخ ثانی حضرت نعیم کے حسین القاب سے موسوم و منسوب ہو کر یوں تو روزانہ لاتعداد بچے پیدا ہوتے ہیں نثار جائیں اس لنعیم الجی رحیم پر جس کی ولادت انسانیت کے لئے موجب خیر و برکت ہوئی شجرہ عالیہ کے مطابق آپکی ولادت باسعادت ۱ رجادی الآخر بروز ہفتہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۸ جولائی ۱۸۵۵ء تونسہ شریف میں ہوئی والد ماجد کا اسم گرامی محمود اولیاء حضرت خواجہ محمد محمود چراغ سلیمانی تھا جو زبردست عالم دین اور کامل عارف طریقت تھے جدِ امجد حجۃ الاسلام حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی تھے جن کی روحانی عظمت کا ایشیا میں ڈنکا بج رہا ہے خیر آباد کا علمی خاندان آپ کے ان

Marfat.com

سر پا اُن سے وابستہ تھا جدِ اعلیٰ سے کون واقف نہیں جن کے فیضان سے بر اعظم مالا مال ہے جسے عجم والے فخر الاولیاء کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اہل عصر ہوشیخنا و امامنا" کے حسین خطاب سے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں علامہ لغزی پشاوری نے قصیدہ مدحیہ میں کیا حقیقت کی نشاں دہی فرمائی ہے۔

سلطان چار طاق سلیمان زمن ردائی ۔ خانِ جہان وجانِ جہانبان جن میں ہاس ایسے تقدس مآب چمنستان طریقت میں جس پھول کی نشو و نما ہو اسکی خوشبو آفاقی کیوں نہ ہو گی اور اس کی دلموہ عنبر آمیزی سے عالم اسلام کیوں نہ سرشار ہو گا۔ دردمندانِ محبت بیان کرتے ہیں حسنِ اتفاق دیکھئے سادات بخارا کے فرزند فرید پیر جو شاہ بخاری حسن، ہادی حجۃ الاسلام خواجہ کریم تونسوی کے خلیفہ اعظم اور محبوب مرید تھے ہم عصر

> از محمد تا بہ محمود الانام
> لطف جملہ باد بر بندہ نظام
> آں نظام ابن رحیم ابن کریم
> باد بر وے فضل رحمٰن و رحیم
> (تبرکات حضور نعیم صلی اللہ علیہ وسلم)

اولیائے کرام انہیں قطب زمانہ شمار کرتے تھے جس سال حضرت بخاریؒ کا وصال ہوا اسی سال خواجہ نعیم تونسوی دنیائے رنگ و بو میں تشریف لے آئے گویا کہ قطب زماں کیا گئے کہ قطب الاقطاب دنیا میں آ رونق افروز ہوئے بچے پیدا ہونے کی خوشی کے نہیں ہوتی یہاں بھی جی بھر کے خوشیاں منائی گئیں مگر یہ بچہ بھی نرالا تھا حسین و سادہ چہرہ مگر آنکھیں جلال و جمال کی سرمستی سے مخمور تھیں غریبوں کی قسمت جاگ پڑی ناتوانوں کو طاقت مل گئی دنیا لٹائی جا رہی تھی اپنے پرائے فیضیاب ہو رہے تھے جب آپکو حضرت ثانی تونسوی کی زیارت کے لئے جایا گیا تو منظر دیدنی تھا دیکھنے والے وہ نظارہ آج تک نہیں بھولے اجمیر شریف کے مست قلندر

Marfat.com

اور غزنی کے عشاق معصوم معصوم کر کہہ رہے تھے کہ اے آمدنت باعث آبادی ما
خواجہ رحیم نے فرمایا ساتھیو مبارک ہو منظوری مل گئی ہے ہمارا نظام سلیمان ثانی ہوگا
اور روئے زمین کے تاجدار اس کے لئے دیدۂ و دل فرش راہ کریں گے مگر اس کے
لئے کوئی فخر کی بات نہیں یہ ہمیشہ غریبوں میں بود و باش رکھے گا اور انکی دلجوئی کے
لئے بھرپور کوشش کرے گا خاندانی روایت کے مطابق جب آپ کو مکتب بھیجا
گیا تو درویشوں کی بھی خدا نے سُن لی صبح و شام انہیں وہ نعمتیں میسر آئیں جو شاید
ان کو خواب میں بھی نصیب ہوئی ہوں گی۔ اساتذہ پہ انعام و اکرام کی بارش ہو
گئی گویا بزبان دل بول رہے تھے ؎
بہارِ رفتہ کی یہ مستیاں جو لوٹ آئیں؛ مجھے گمان یہ گزرا کہ آپ آئے ہیں
آپ کی پہلی استادی کا شرف حافظ عبدالرسول سلیمانی علامہ احمد جراح
مولانا علی گوہر صاحب تولسوی کو ہوا مختصر مدت میں آپ نے دینی تعلیم مکمل کر لی
جس سے زبان میں فصاحت طرز تکلم میں محکم استدلال اور مواد میں استحکام پیدا
ہوگیا جب آپ بولتے گویا کہ علم کا بحر بے کنار ٹھاٹھیں مار رہا ہے سینکڑوں
احادیث متعدد مع سند زبانی ازبر تھیں ہزاروں فقہی جزئیات آپ کے
سامنے ہاتھ باندھے کھڑی تھیں اور لطف دیکھئے کتاب کا متن مع سطر و مطبع
یاد تھا اس کے باوجود آپ نے اپنی منزل مقصود کی طرف رفتار تیز کر دی اور
علم کو بار کی بجائے بلد بنانے کا پروگرام طے کر لیا۔ دُور جانے کی تو ضرورت ہی
نہیں تھی خود گھر میں ہی علم و عرفان و آگہی کا دریا موجزن تھا اپنے والد ذی وقار
سے بیعت ہوگئے اور خلافت عظمیٰ کا تاج سر پہ پہنا مصاحبین بیان کرتے ہیں
سالکان طریقت جو منزلیں برسوں کی بادیہ پیمائی کے بعد بھی حاصل نہیں کر پاتے
آپنے معمولی مدت میں ان کو عبور کر لیا مولانا خدا بخش جراح جو حضرت ثانی " کے ہمیشہ

امام اور مبارک نام تھے آپ کو دیکھتے ہی فرماتے شاباش پیارے بچے کمال کا ظرف پایا ہے کیا ریاضت کیا مجاہدہ باتوں باتوں میں لے لیا سب کچھ سمیٹ کر رکھ دیا پیر مغاں کے میخانہ کا سارا شراب دردد پی گئے اور ڈکار تک بھی نہیں دیا اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں آپ نے زندگی بھر جس حوصلہ مندی اور استقامت سے سنگین حالات کا مقابلہ کیا کوئی اور ہوتا تو اس کا جگر پھٹ جاتا مگر شبر دل باپ کے شیر دل بیٹے پہ قربان جائیں ملتھے پہ شکن اور چہرے پر ناگوار اثرات بھی پیدا نہیں کئے ساری عمر ایک ہی نعرہ رہا ۔

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم ‌‌ از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس ،

ثقہ راوی بیان کرتے ہیں ایک بار کچہری لگی ہوئی تھی شہنشاہِ زماں حضرت خواجہ رحیم تونسوی نے فرمایا نظام بیٹے! زندگی کی خبر نہیں اب میں بہت تھک چکا ہوں فرنگی بہت جلد یہاں سے بوریا بستر سمیٹے گا جب یہ دھرتی اس کے منحوس قدموں سے پاک ہو جائے تو میری قبر پہ آکے مبارکباد دینا پھر تھوڑا عرصہ بعد حضرت کا وصال ہو گیا اور اکیس برس کی چھوٹی سی عمر میں حضور نعیم والئ تونسہ شریف نے مسندِ ارشاد پہ قدم رکھا ماحول ناساز گار اپنے بدخلوں بیگانے طمع پرست ان حالات میں ارادتمندوں کی تشویش ناقابلِ فہم تھی مگر خدا جانے اس مردِ خدا پرست میں کون سی مقناطیست اور کشش رکھی ہوئی تھی کہ
ہر شیدائی کو کھل آئی خدائی ساری !

السلام اے ابنِ محمودُ الانام ”
السلام اے حضرتِ خواجہ نظام ”
السلام اے مظہرِ خلقِ نبیؐ ،
السلام اے پرتوِ فقرِ علیؑ ،
(سید برکات احمد اجمیری)

بیگانے یگانے بنتے گئے ماحول کی کثیدگی خود بخود مدھم پڑتی گئی مسندِ سلیمانی کا صحیح وارث آسمانِ روحانیت پر بدرِ منیر کی طرح چمکتا چلا گیا علماء نے اپنا قائد مقرر کیا، پیرانِ عظام نے صدر المشائخ کا خطاب دیا مسلمانوں نے مرشد کامل منسوب کیا غرض آج جہاں جاؤ نظام کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے۔

آپ کے رفیق خاص روایت کرتے ہیں اچانک ایک دن آپ نے فرمایا مشائخ کرام کی زیارت کے لئے دہلی چلنا چاہئے ضروری انتظامات کے بعد ہفتہ عشرہ سے پہلے دہلی کے لئے روانہ ہوئے جب ریلوے اسٹیشن پہنچے تو پلیٹ فارم کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور ہر ایک کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا امن کے دیوتا زندہ باد نظام کو نسرہ پائندہ باد میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا ہے؟ فرمایا حضور محبوب الٰہی کی نگری ہے اور اس کے نام کی بالا جپ رہے ہیں، میں کیا ادھر تم کیا میں سمجھ گیا کہ محبوب الٰہی کی جانب سے محبوب عالم

ذات والا صفات آپکی ذات تھی
مخزن معرفت معدن آگہی
دین کا تھا نظام آپکے نام میں!
اہلِ دنیا میں ہے دھوم آپکے نام کی

کے استقبال کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ ۔ ۔ — دنیا میں ایسے کم خوش نصیب ہوں گے جنہیں ہر کہ و مہ تسلیم کریں مگر یہ مقبولیت دلبند محمود میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی مسلم تو مسلم غیر مسلم بھی اس شمع سلیمانی پر جان نثار کرنے پر آمادہ و تیار رہتے سردار چیتن داس چاولہ نے فتح آباد حصار سے تحریر کیا جب آپ دہلی میں آرونق افروز ہوئے تو دو بار میں نے آپ کی زیارت کی خدا نے آپ کو ظاہری حسن و جمال وہ بخشا تھا کہ انسان بس دیکھتا ہی رہ جائے اور باطنی جاہ و جلال کا کیا کہنا بڑے بڑے راجے اور والیانِ ریاست آپ کی محفل میں چوں نہیں کر سکتے تھے اندر

کی پاکیزگی اس قدر جاذب تھی کہ لوگ دیوانہ وار پیچھے چلے جا رہے تھے۔ میرے سامنے سینکڑوں آدمی فقط چہرہ دیکھ کے مسلمان ہو گئے یہ تو بھلا ہو بھگوان کا کہ آپ نے وہاں سے جلدی رخت سفر باندھا ورنہ ہندومت بری طرح پٹ جاتا اور ہند دونوں میں آپ سلطان الہند معین الدین اجمیری دالانتہ قائم کر دیتے اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ یہ وارفتگی فقط ہند و پاک کے مسلمانوں کے حصہ میں نہیں آئی بلکہ اس سے بڑھ کے جزیرۃ العرب والے آپ کے دل و شیدا تھے جب بھی آپ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے جاتے سینکڑوں افراد کو اپنے خرچ پر ان مقامات مقدسہ کی زیارت سے فیضیاب کرتے ان زائرین میں سے بے شمار آدمی ابھی تک بقید حیات ہیں اور بالتواتر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے لوگ محبت کرنا کیا جانیں مرشد نظام کے ساتھ جس طرح عرب پیار کرتے تھے اس کو الفاظ کا لباس پہنایا نہیں جا سکتا کبھی شیخ المسلمین کعبہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور کبھی شیخ الشیوخ کے دل موہ لعاب سے آپ کے تحفہ تسلیم پیش کرتے مدینۃ الرسول والے تو عموماً آپ کو "سید المشرق" کے خطاب سے یاد کرتے تھے۔ قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کے سسر حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی خلیفہ مجاز سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلی دامت برکاتہم العالیہ تو آپ کے جی جان سے فدائی تھے

تو محمد ابن محمود چراغ
شہ نظام الدین محمودی مقام
زندہ کردی اثر سلف صالحین
زندہ باشی تا ابد شاہ نظام
[illegible]

ایک مکتوب گرامی میں فرمایا خدا پرستی جگر داری۔ فیاضی و حوصلہ مندی کا نام پیر نظام ہے الحاج سردار عزیز الرحمن خان تونسوی مکہ مکرمہ سے رقمطراز ہیں حرم شریف میں بندہ ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا ایک وضع قطع سے قدیم عربی میرے پاس

Marfat.com

آ بیٹھا شکل و صورت کے لحاظ سے خدا رسیدہ معلوم ہوتا تھا خیر خیریت کے بعد جب بات
چل نکلی تو میں نے کہا میں پیر نظام کی نگری کا رہنے والا ہوں تو عرب اچھل کر بولا ۔
واللہ یو مرشدنا وکریمنا ـــــــ اور بے ساختہ میرے ہاتھوں کو چومنے چاٹنے
لگ گیا آپ کی نوازشوں پر بھی نثار جائیں کہ شہنشاہ اعظم رسول بے سایہ کے
سایہ میں سراپا رحم و کرم بن جاتے خزانوں کی جھولیاں لٹائی جا رہی ہیں بے مانگے
دیئے جا رہے ہیں اور دروازوں پہ دستک دے دے کے پہنچا رہے ہیں ساتھ ہی
یہ التجائی کلمات بھی کہ محبوب کی ہمسائیگی میں بسنے والے خوش
نصیبو تم نے کرم کیا کہ ہمارا پیش کرنا قبول کیا
ورنہ عجم کہاں ہم اور کہاں تم سے
بھلے لوگ ! اس طرح دنیا میں
بسنے والے پیر بچھو لاکھوں نظر آئیں
گے جن کی نگاہیں ہر وقت مُرید کے
ہاتھ اور جیب پر پڑتی ہیں مگر دینے
والے خال خال، اِن مٹھی بھر فیاض پیرانِ
طریقت میں ثانی سلیمان کا نام صفِ اول میں گنا جا
سکتا ہے وطنِ عزیز کے لاتعداد بندگانِ خدا اس بات کے شاہد ہیں آپ نے حاجت
مندوں کو ایسے دیا کہ ان کی مشکل بھی رفع ہو گئی اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ
ہوئی بلاکشانِ محبت نقل کرتے ہیں کہ بے پناہ جود و سخا آپ کی رگ رگ میں رچا ہوا
تھا بچپن میں والد ذیشان نے بیش قیمت کپڑے کے بیس جوڑے آپ کے لئے تیار
کرائے اور خوشی خوشی ایک جوڑا آپ کو پہنایا باقی سپرد کر دیئے پھر گزرنے
سے پہلے خواجہ رحیم کو کسی نے آکر اطلاع دی کہ شہزادہ نظام لے وہ سب گ

نشانِ شوکتِ شاہ سلیماںؒ
نظامِ رشتۂ مہر و وفا رفت
دلیر و حق پرست و مردِ میداں
معینِ سنتِ خیر الوریٰ رفت

(علامہ فیض احمد مہروی)

Marfat.com

سب لوگوں میں بانٹ دیئے ہیں۔ بلا دھوا آپ بارگاہ رحیمی میں حاضر ہوگئے فرمایا۔
بیٹے کیا کر دیا یہ تو میں نے دلہ سے آپکے لئے بنوائے تھے۔ عرض کیا ابا حضور!
میں نے اچھی طرح تحقیق کی ہے جن کو میں نے دیئے ہیں وہ مجھ سے زیادہ مستحق تھے کہ
ان قیمتی پارچہ جات کو زیب تن کریں۔

غازی تحریک تقدیس رسالت سید دبیر علی چشتی بیان کرتے ہیں برسوں پہلے کی بات ہے ہندوستان میں مجھ سے ایک سکھ نے آپکے نام ایک عریضہ لکھوایا کہ ناچیز ہے تو غیر مسلم مگر مصیبت زدہ اور حاجت مند ہے کاروبار کے لئے رقم درکار ہے ارسال کرکے کرم بخشی فرمائیں چند دن بعد مطلوبہ رقم پہنچ گئی اس نے عیاشی میں اڑا دی پھر مجھ سے خط لکھوایا میں نے پتہ نوٹ کر کے آپ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ حضور یہ تو بالکل آوارہ اور نکما ہے رقم ضائع کر دیا ہے آپ سوچ سمجھ کے قدم اٹھائیں تھوڑے دنوں بعد اسکی طرف رقم اور میری جانب جناب کا پہلا نوازش نامہ تشریف لایا تحریر فرمایا۔ شاہ جی! حقیقت حال کی وضاحت کا شکریہ مگر یہ بات جچتی نہیں کہ غیر مسلم کی زبان پر یہ الفاظ آجائیں کہ رسول عربی کے ماننے والے کیسے ہیں اس کے نام پر جان تو کیا چند سکے بھی دینا گوارہ نہیں کرتے۔

> پاک باز و نیک سیرت خوش ادا،
> اہل دل صاحب نظر مرد خدا
> تیری الفت سے یہ دل آباد ہے
> تیرا کردار جبینی یاد ہے،
>
> عابد نظامی۔ لاہور

ملا امیر احمد ہاشمی تحریر فرماتے ہیں وسط ایشیا میں یہ بات بطور مثال استعمال ہو رہی ہے۔ اگر ایک دوسرے سے کوئی چیز مانگتا تو مخاطب فوراً کہہ

Marfat.com

دتا بھائی تونسہ شریف چلے جائیے پیر نظام دنیا کو نثار کرکے اسے راہ خدا میں لٹا رہا ہے " لطف تو دیکھئے جس نے جو مانگا اسے بات ختم ہونے سے پہلے بخش دیا ان گنہگار آنکھوں سے دیکھا کوئی نقد رقم لے کر جا رہا ہے کسی کو گھوڑا مل گیا کوئی کپڑوں کے تھان سمیٹے ہوئے ہے کسی کو بیش قیمت بیلوں کی باگ ہاتھ میں تھما دی گئی لنگر خانہ میں صبح و شام ہزاروں افراد کو پیٹ بھر کر کھانا مل رہا ہے فصلات پر سائلین غلے کی بوریاں اٹھائے جا رہے ہیں بے شمار بیوگان و بے سہارا افراد ماہانہ رزینے وصول کر رہے ہیں۔ ملک بھر کے مدارس عربیہ کے نادار طلبا۔ کی امداد و اعانت کے لئے ہزاروں روپے نقد اور غلے کے ٹرک بھیجے جا رہے ہیں برصغیر پاک و ہند کے کونے کونے میں جدید تعلیم کے شائقین کو کورس کی کتابوں کی قیمت اور ماہانہ وظائف کی ترسیل ہو رہی ہے غرض کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس میں مہر منیر کے نظام کا دخل نہ ہو آپکے ایک کٹر مخالف نے تحدیث نعمت کے طور پر یہ بات سنائی کہ عید کا موقعہ تھا اور گھر میں بھی کچھ نہ تھا بال بچے اس وجہ سے سخت اداس اور پریشان تھے مجھ سے یہ صورت حال نہ دیکھی گئی میں بلا تامل بارگاہ نظامیہ میں حاضر ہوا اور اپنی مشکل پیش خدمت کی قربان جاؤں اس جگر دار داتا پر میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی ریش مبارک پر لے گئے اور اندرون خانہ ہو کر واپس ایک لفافہ لائے میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا بھائی ناراض نہ ہونا میں آپکی صحیح خدمت نہیں کر سکا خدا گواہ ہے اس وقت گھر میں یہی کچھ تھا میں نے واپس آکر گنا تو وہ چھ سو روپیہ نکلا جو اس وقت میری ضروریات سے زائد بلکہ بہت زائد تھا علامہ سدیدی کتنے پیارے انداز میں خراج عقیدت پیش کیا ہے ؎ باب العاش ہمیشہ باز بود: جود داد و اللہ حاتم ساز بود

تمام پیران عظام سے جس چیز نے آپکو امتیازی مقام کا مالک بنایا وہ آپ کی نظام مصطفوی سے والہانہ محبت تھی اس کے مقابلے میں آپ کسی حکمت عملی یا در

مصلحت کوشی کو ناج از لغت قرار دیتے تھے جنگِ آزادی کے متوالے جب ہتھیلی پہ سر رکھ کے انگریز و ہندو سامراج کیخلاف جدوجہد کر رہے تھے شیر دل باپ جی دار بیٹے بھی صفِ اوّل میں نمایاں تھے مشہور احراری خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری فرمایا کیا کرتے تھے، فرنگی جاتے جاتے اپنی معنوی اولاد کو ایک فہرست دے گیا جن میں ان آزاد اسلامی ریاست کے لئے انتھک کام کرنے والے جانبازوں کے نام تھے کہ خبردار یہ لوگ حکومتِ وقت کے لئے ہمیشہ سردردی کا باعث ہوں گے ان میں

> تو نے کلمہ ذرہ ذرہ ضیا بار کر دیا
> اس سرزمیں کو منبع انوار کر دیا !
> شاہِ نعیم تو ! تو فدائے حسینؓ ہے
> تیرے عمل میں حسنِ شہ مشرقین ہے
>
> نور صابری عیاد

میر کارواں خواجہ نظام الدین تونسوی کی ذاتِ گرامی تھی جب برطانیہ کے سگِ دم بریدہ آنجہانی مرزا قادیانی کے خلاف تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو آپ ضیغم اسلامی کی طرح کچھار سے نکلے ملک بھر کا طوفانی دورہ کر کے تحریک میں جان پیدا کر دی آپکے رفیقِ خاص حضرت مولانا خان محمد تونسوی صدر مدرس دار العلوم محمودیہ روایت کرتے ہیں ہم اچھے بھلے لوگ ہمت ہار بیٹھے مگر آپ کا جذب جنون جوبن پر جا رہا تھا صبح کہیں اور شام کہیں عشق رسالتمآب کی سرمستی میں دیوانہ وار کام کیا کہیں تحریک کی اعلیٰ قیادت سے گفتگو کر کے ان کے حوصلے بڑھا رہے ہیں کہیں مشائخ کو غیرت دلا کے انھیں خانقاہوں سے کھینچ کر لا رہے ہیں مجاہد تحریک پاکستان علامہ عبد الستار نیازی نے جلسہ عام میں انکشاف کرتے ہوئے فرمایا جب مجھے پھانسی کا حکم ملا تو آپنے حزن و ملال میں خوبصورت گھنگرو سی زلفیں منڈوا لیں اور چارپائی پر سونا چھوڑ دیا کہ جب تک نیازی بھائی رہا ہو کر نہیں آتا ہمارے لئے زندگی

Marfat.com

کی ہر آسائش بے سود دبے از رت ہے نواب آف کالا باغ جب مغربی پاکستان کے خود مختار گورنر تھے تو اسلامی نظام کے قیام کے لیے انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق پہنچایا صدارتی الیکشن کیلئے سلطان جابر ایوب خاں نے کراچی میں مشائخ کانفرنس منعقد کرائی آپ نے بطور خاص دعوت شرکت دی اور صدر المشائخ کی حیثیت سے کانفرنس میں متعارف کرایا اپنی اسلامی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا اسلامی نظام کے نفاذ سے ہمیں کون سی دشواریاں پیش آئیں گی متحدہ پاکستان کے پیران عظام اس طرح خاموش بیٹھے تھے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو آپ نے شیر کی طرح گرجتے ہوئے فرمایا بس کیجئے مسٹر صدر آپکے سارے بہانے عذر گناہ بدتر از گناہ کے ترجمان ہیں سیدھی بات سن لیجئے آپ لوگ اسلامیان پاکستان کو حیلوں بہانوں سے وقتی طور پر ٹال تو سکتے ہیں مگر ہمیشہ کے لئے ان کو اسلامی برکات سے محروم نہیں کر سکتے یاد رکھنا جب جذبات کا طوفان بہہ نکلا تو آپکا تخت و تاج بھی اس میں خس و خاشاک کی طرح نذر طوفان ہو جائے گا مصاحبین بیان کرتے ہیں صدر اقتدار کا ماتھا پسینے سے تر ہو گیا زبان گویائی سے گنگ ہو گئی اس نے بزعم خویش سمجھ لیا تھا کہ یہاں سب مجھے امیر المومنین کہنے والے جمع ہیں قومی اخبارات کے فائل گواہ ہیں سینکڑوں نہیں ہزاروں پیر روٹ پرمٹ لے کے ایوب خاں کے حامی ہو گئے مگر اسلامی نظام کے نفاذ کی جنگ جس سج دھج سے پیر نظامؒ نے لڑی وہ ہماری ملی تاریخ کا کا ایک ایسا روشن باب

خدا کے نام لیواؤں کے جو ہیں مرشد کامل
نبی کے نام لیوا ہیں نظام الدین محمودیؒ
وہ ہو نواب کالا باغ یا ایوب خاں کوئی
بس حق گوئی کا دعویٰ ہے نظام الدین محمودی

(راجہ رشید محمود لاہور)

Marfat.com

جس کے بغیر بیسویں صدی کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکے گی۔ خدا کی بے پناہ بخشش دیکھیئے اپنی زندگی کا گوشہ گوشہ شریعت اسلامی سے روشن روشن ارادتمندوں اور ساتھیوں کو بھی تلقین کہ خبردار بے نماز ہمارے مریدوں میں شمار نہیں ہوگا ۔ ان بیٹھنے والے بیان کرتے ہیں آپنے زندگی کی آخری نماز بھی باجماعت ادا فرمائی۔

آپکا ارشاد گرامی ہے نماز کا دینی پہلو تو ظاہر و واضح ہے بجتر کے طور پر اس کی ادائیگی سے افلاس و تنگدستی قریب نہیں آتی فی الجملہ نصف صدی مسند ارشاد پر رونق افروز ہو کے ایسی جوانمردی و بلند حوصلگی سے نظام مصطفوی کے لئے کام کیا جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائیگا کہنے والے نے کتنے پتے کی بات کہی ہے ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے ؛ یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

چشم بینا سے یہ بات مخفی نہیں کہ جس طرح ظالم و جابر کا ہاتھ پکڑنے کے لئے خواجہ بغیم کا پنجہ مضبوط تھا اسی طرح عامۃ الناس کی خدمت کیلئے آپ بہت کشادہ دست تھے محتاط اندازے کے مطابق اس وقت لاکھوں افراد ایسے ہیں جو آپکے وسیلہ جلیلہ سے ملک کی اعلیٰ و ادنیٰ اسامیوں پر متعین ہو کے برسر روزگار ہیں آپ اپنے ایک کھلے خط میں فرماتے ہیں جو مخلوق خدا کی خدمت نہیں کرتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسی طرح خدمت انسانیت کے سلسلہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی آپ سے ایسے کام صادر ہوئے جو عادتاً محال اور فکر انسانی کے دائرہ سے باہر دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ یہ آپکی بین کرامت شہرۂ آفاق ہے جسکی جانب نگاہ اٹھا دیتے اسکی دنیا بدل جاتی ہزاروں غیر مسلم خاندان آپکی اس دزدیدہ نگاہ کے شکار ہو کے مشرف با اسلام ہو گئے جس میں راقم الحروف کا پورا قبیلہ شامل ہے لاعلاج مریضوں کے لئے آپ کی ایک پھونک پیغام شفا تھی مصیبت کے بادل

کے لئے آپ کا ایک دلنواز تبسّم مژدۂ جانفزا تھا اس فنافی اللّٰہی رعب و دبدبہ سے آپ نے بحر و بر پہ حکومت فرمائی ۱۹۸۶ء میں جب رود کوہی کا وحشیانہ طوفان آیا تو تونسہ شریف کے جنوبی حصہ کو پہاڑی پانی کے ریلے نے زبردست نقصان پہنچایا اور لمحہ بہ لمحہ پانی کی خونی موجیں تیز اور کاٹ دار ہوتی گئیں لوگوں نے بارگاہ نظامیہ میں آ کر فریاد کی غریب نواز! توجہ فرمائیے ورنہ شہر کی خیر نہیں آپ نے مٹی کی ٹھیکری پہ کچھ لکھ کے فرمایا اسے پانی میں ڈال آئیے اور ساتھ یہ کہیے "شاہ سلیمان کی نگری کو سلام محبت پیش کرنے والے تیرا سلام اب قبول ہو چکا بغیر کسی کو نقصان پہنچائے واپس چلے جائیے زمانہ گواہ ہے گیارہ بجے جس پانی کی ہولناک موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں، بارہ بجے ایک چھوٹی سی ندی کا شکل اختیار کر گیا جس میں معصوم بچے خوشی خوشی کھیل کود کر کے نہا رہے تھے۔

فاتح سرحد مولانا عزیز الرحمٰن خان نظامی بیان کرتے ہیں مجھے آشوب چشم کی شدت سے تکلیف ہوئی بے شمار علاج کرائے مگر افاقہ نہ ہوا کسی نے کہا بارگاہ خواجہ میں جائیے بات بن جائے گی میں نے حاضر ہو کر روداد سنائی، فرمایا دکھاؤ ذرا، میں قریب ہو گیا فرمایا مجھے تو تیری آنکھوں میں کوئی تکلیف نظر نہیں آتی۔ — خدا شاہد ہے اسی وقت مصیبت ٹل گئی اور آج تک اس بیماری سے محفوظ ہوں۔ —

آلام و مصائب کی جہاں دھوپ کڑی تھی
خواجہ کی نظر وقت کے سورج سے لڑی تھی
قائد وہ بہاروں کے تھے خاروں کے وہ نقاد
اس مرشد عالم پہ یہ فیاض فدا تھا

حضرت مولانا خان محمد تونسوی فاضل دارالعلوم دیوبند بیان کرتے ہیں کوہ سلیمان کے سفر میں آپ کے

ہم رکاب تھا آپ نے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا پروگرام بنایا عین تیاری کے وقت مجھے درد گردہ شروع ہوا جو پہلے بھی ہوا کرتا تھا کسی نے آپ کو جاکر اطلاع دی کہ مولانا درد سے لوٹ پوٹ رہے ہیں مسیحائے زماں میرے پاس تشریف لائے فرمایا مولانا مسافروں کا امتحان نہ لیجئے کہاں ہے درد میں نے نشان دہی کی آپ نے، ہاتھ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا چہرے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اچھے بھلے ہیں اور بخدا آپ کے الفاظ ختم کرنے سے پہلے درد کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

مولانا محمد حیات صاحب نظامی فاضل دیوبند لکھتے ہیں دارالعلوم میں ایک گروپ ایسا بھی تھا جو طلباء کو مولانا مدنی کی بیعت کے لئے آمادہ کرتا تھا مجھے بھی دعوت بیعت دی گئی میں نے کہا فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے سلسلہ میں میرے کچھ اشکال ہیں جو شبہات دور کر دے گا میں اس کی بیعت ہو جاؤنگا حقیقت یہ ہے کہ مولانا مدنی کی زبردست کوشش کے باوجود بھی مطمئن نہ ہو سکا اس لئے بیعت کا چکر بھی خود بخود ختم ہو گیا فارغ ہو کر وطن مالوف آیا تو خواب میں مجھے والی تونسہ شریف کی شبیہہ نظر آئی زیارت کے ارادہ سے تونسہ مقدسہ حاضر ہوا ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ حضرت نے فرمایا مولانا ادھر تشریف لائیے مجھے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے چند مقامات سمجھ نہیں آ رہے ہیں میں نے اپنی سوچ کے مطابق ان کا یہ حل ڈھونڈا ہے کہاں تک درست ہے! میں قدموں میں گر پڑا اور عرض کی حضور بس اپنے دامن میں پناہ دیجئے!

مشہور مناظر مولانا عبدالستار تونسوی فاضل دیوبند نے آستانہ عالیہ کی جامع مسجد میں تقریر کے دوران انکشاف کرتے ہوئے کہا لوگ مجھے کچھ کا کچھ سمجھتے ہیں میں تو کچھ بھی نہیں یہ سب شاہ نظام ؒ کی کرامت اور پیر پٹھان کے لنگر شریف کی برکت ہے کہ اپنی بساط کے مطابق خدمت دین کا فریضہ سر انجام

Marfat.com

دے رہا ہوں حقیقت یہ ہے میری پیدائش انہی بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے میری تعلیم کی تکمیل ان مقبولانِ خدا کی نگاہِ کرم سے ہوئی اور انہی غیرت والے مشائخ کی خداداد ہمت کے طفیل سر میدان دشمنانِ صحابہ کو للکارتا ہوں آخر میں بلند آواز سے کہا انشاء اللہ دیکھنا۔ ان خدا رسیدہ مشاہیر کے جوڑوں کے واسطے میدان محشر میں بھی سرخرو ہوں گا۔

علامہ امیر احمد ہاشمی فاضل دیوبند بیان کرتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے تین بیٹیاں عطا کیں میں نے بارگاہِ نظامیہ میں عرض کیا فرمایا: اللہ تعالیٰ! رحم فرمائے گا پھر چوتھی اور پانچویں بھی لڑکی ہوئی میں نے دوبارہ درخواست کی فرمایا اس بار اگر آپ کو ربّ نے لڑکا نہ دیا تو کندیاں آنا چھوڑ دوں گا عرض کیا حضور یہ بھی میرے لیے حزن و ملال کا موجب ہوگا فرمایا بس کہہ دیا ہے۔ بچے کی پیدائش سے قبل آپکا مکتوب گرامی موصول ہوا "عزیز از جان سلکم الرحمن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عزیز نومولود کی مبارک نام تو محمد تجویز کر دیا خدا اسے سعادت مند کرے" اور دوسرے دن خداوند تعالیٰ نے اپنے محبوب کی لاج رکھتے ہوئے ناچیز کو لڑکا عطا کیا خدا پاک اسے نظر بد سے بچائے

اک طرف جبر و ستم تھا اک طرف پیرانِ پیر
اک طرف جاہ و حشم تھا اک طرف مردِ فقیر
شہر یاران دول ہر بزم میں کرتے رہے
چھپکے چھپکے احترام فقر بھی کرتے رہے

شیخ دیوبند مولانا عبداللہ درخواستی کہا کرتے تھے بڑے بڑے مشائخ کی زیارت کی مگر اس پٹھان نوجوان پیر کی نرالی سج دھج ہے سبحان اللہ جہاں بھی جاتا ہے لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع ہو

Marfat.com

جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے اپنی چادر کی ٹب میں یہ مخلوق کو باندھے رکھتا ہے جہاں بھی گیا ٹب کو کھول کر مجمع کو نکال لیا حضرت سعدی بابا نے شاید ایسے لوگوں کے لئے کہا ہے

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

نواب فتح اللہ خاں علیبنری تحریر کرتے ہیں میرے والد محترم جو حضور نظامؒ کے ماموں جان تھے سخت علیل ہوگئے اور بچنے کی امید جاتی رہی آپ عیادت کے لئے تشریف لائے تو

خواجہ تونسوی نظام الدینؒ
بندۂ ایزدی نظام الدینؒ
بے سہاروں کو غم کے ماروں کو!
تو نے بخشی خوشی نظام الدینؒ
(قاضی محمد غوث صاحب منصور نزیل مدینہ منورہ)

ماموں جان نے بے ساختگی سے کہا پیر پٹھانؒ کے لاڈلے! مجھے موت سے خوف نہیں مگر چند اہم امور ایسے باقی ہیں جن کے لئے میری موجودگی ضروری ہے آپ دُعا فرمائیں حضور نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا ماموں جان! انشاء اللہ آپ دس برس اور زندہ رہیں گے اور ایسا ہی ہوا والدِ محترم مزید دس سال زندہ رہے۔

برسوں پہلے راقم الحروف کا وہابیہ سے اٹھنا بیٹھنا تھا اور کچھ اساتذہ بھی انہی میں سے تھے متاثر ہونا لازمی امر تھا بحث و تمحیص میں اعلیحضرت عظیم البرکت شیر بریلی کو سب و شتم کرنے پر بات آ ٹوٹتی ایک دن مکتبہ قاسمیہ ملتان پر بحث چل پڑی اور اعلیحضرت کو گالیاں دی گئیں۔ بعد میں دل میں تاسف ہوا کہ ہم لوگ محض اساتذہ و ماحول کی وجہ سے بلا وجہ ایک عالم دین کو گالیاں دیتے رہے ہیں رات کو تصور شیخ

Marfat.com

کرکے سویا اور عرض کیا آج رات اٹل فیصلہ بتا دیں کہ صحیح مسلک اور راہِ حق کس جانب ہے بخدا خوش خوش عالم رؤیا میں دیکھا جامع مسجد سلیمانیہ تونسہ شریف میں مخلوقات کا زبردست اژدہام ہے۔ اور اعلان ہو رہا ہے ابھی ابھی اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی تشریف لانے والے ہیں پھر یکایک نعروں کی گونج شروع ہو گئی اور لوگ جنوبی دروازہ کی جانب دیکھنے لگ گئے ناچیز بھی منظر دیکھنے گیا شیوخ ثلثہ تشریف لا رہے ہیں دائیں جانب خواجۂ پاکستان فخر الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی بائیں جانب سلیمان زماں مظہر پیر پٹھان حضرت خواجہ شاہ نظام الدین تونسوی ہیں اور درمیان میں سبز پگڑی پہنے سرکار اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ شریف بمطابق کتب سیرت تشریف لا رہے ہیں اس اثناء میں جاگ آگئی طبیعت میں فرحت اور دل کا روحانی سکون پایا بحمد اللہ اپنے مشائخ کرام کی کرامت سے راہِ حق نصیب ہو گیا اور اسی دن سے آج تک یہی سر میں سودا ہے کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ بتا سکوں کہ مال کس دکان میں کھرا اور سودا سستا ملتا ہے۔ دیوبندی مکتبۂ فکر کے فیضیاب استاد فیض صاحب محمودی نقل کرتے ہیں ڈسٹرکٹ بورڈ کے آخری الیکشن میں خواجہ ملت کے نامزد امیدوار کے مقابلے میں دیگر خواجگان تونسہ شریف نے اپنا امیدوار کھڑا کیا مین روڈ تک الیکشن رہا مخالفین نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا پہلے دن آپ کا نمائندہ اکاون ووٹوں سے جیت گیا میں

> مرحبا اے شیخ ملت آخذ حبل متین !
> دہر میں آتا نظر تجھ سا مجاہد ہی نہیں !
> تیرے منہ سے نکلا اک اک حرف تھا باطل کی موت
> سینکڑوں پا چیں بر جبیں ہوتے رہے اعدائے دین
>
> (علامہ قریشی آف کندیاں)

نے آپکو اطلاع دی دوسرے دن بھی اسی طرح جیت ہوئی اور میں نے گوش گزار کیا آپ نے شیر کی طرح بپھر کے فرمایا اکاون، اکاون! کی بھی کوئی جیت ہے اگر یہ لوگ کل میدان چھوڑ گئے تو نظام کو کرلا کے دینا رب العزت کی قسم تیسرے دن فی الواقع میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اس سلسلہ میں مخالف گروپ کے ایک بزرگ خواجہ صاحب ووٹ ڈالنے آئے آپ کو زمین پر دوزانو بیٹھا ہوا دیکھا تو فرمایا جب تک زمین پہ گھٹنے گاڑے بیٹھا ہے کسی کو نہیں جیتنے دے گا میں ان کے مخالف کو ووٹ دے کے اپنا ووٹ ضائع نہیں کرتا چنانچہ بغیر ووٹ ڈالے واپس چلے گئے۔

اس طرح مخالف گروپ کا ایک پختون خادم ووٹ ڈالنے کے لئے اندر گیا تو باہر ادھم مچاتے ہوئے آیا خواجہ نظام صاحب اندر صندوق پر بیٹھا ہے اور ووٹروں سے پرچیاں لے کر اپنے کی صندوق میں ڈالتا ہے مخالف دھڑے کے کرتا دھرتا نے اسے چپت رسید کرتے ہوئے کہا دیکھ تیرا باپ تو وہ باہر بیٹھا ہے اس نے کہا خدا کا قسم وہ ادھر بھی ہے اور اندر بھی بیٹھا تھا تم لوگ میرے ساتھ آؤ میں دکھا دیتا ہے بالآخر اسے پکڑ کر کمرے میں بند کر دیا گیا تاکہ پیر کامل کی کرامت کا راز عام نام نہ ہو جائے۔

ڈاکٹر غلام فرید صاحب نظامی لکھتے ہیں میں ۹ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ کو تونسہ شریف حاضر ہوا حضور جب ڈیوڑھی سے باہر تشریف لائے تو قدم بوس ہوا فرمایا ڈاکٹر صاحب میں بہت دکھی ہوں اور اپنی تکلیف کا تفصیل سے قصہ بیان فرمایا رات کا ایک بج چکا تھا نوکر نے مجھے کھانے کے لئے بلایا حضور نے فرمایا اس وقت جاکر کھانا کھالو ورنہ کئی وقت فاقے سے گزاریں گے میں ولی تو نہیں ہوں مگر قیافہ بتاتا ہے کہ بس میری چند گھڑیاں باقی ہیں پھر

Marfat.com

وہی ہوا دو بج کر چالیس منٹ پر لکھ پال نے جام وصال نوش فرمایا۔

مشاہیر کی معاصرانہ چشمک تاریخ میں ایک مستقل باب کی حیثیت رکھتی ہے مگر عزت والے خواجہ کے نثار جائیں جس فراخ دلی سے آپ کو ہم عصروں کا بڑے چھوٹوں کا گلدستۂ عقیدت پیش کیا ہے وہ آپ کی عظمت و خدا رسیدگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

عالم اسلام کے بطل جلیل محافظ الحرمین شریفین شاہ فیصل شہید مرحوم کو آپ سے والہانہ محبت تھی اور کہا کرتے تھے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آجاتا ہے۔ مختلف مواقع پر آپ کو شاہی محل میں دعوت دی اور ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل کے باہمی تبادلہ خیال کیا۔

والیٔ افغانستان امیر امان اللہ خاں تحریر فرماتے ہیں سیرت کی کتابیں پڑھنے سے بندگان خدا کا ایک تصور بیٹھ گیا جب آپ کی زیارت کی تو وہ تصور ایک ظاہری شکل کی حیثیت سے سامنے آگیا بلا مبالغہ کہتا ہوں ؎

آنچہ خوباں ہمہ دارند این تنہا دارد

حضرت متولی اعظم اجمیر شریف نے فرمایا: میری دلی تمنا تھی کہ جب موت آئے تو میرا جنازہ آپ پڑھائیں۔ مگر شومئی قسمت ؎

خلد کو خواجہ چلے اور ہم رہے منہ دیکھتے

کاش میری عمر اس لکھ پال کو مل جاتی بس اسی کی یادوں کے سہارے اور حضرت غریب نواز کی ہمسائیگی میں دن کاٹ رہے ہیں۔

حضرت دیوان صاحب پاکپتن شریف کا ارشاد گرامی ہے حضرت خواجہ نظام الدین مرحوم تونسوی مجمع الاوصاف اور مشائخ چشت کی آن تھے انھوں نے آخر وقت تک جس طرح ہمارے ساتھ تعلق خاطر نبھایا اور مشکلات کا بھی اس لحاظ سے میں انھیں اپنا دلنواز محسن سمجھتا ہوں۔

Marfat.com

حضرت قبلۂ عالمؒ کے سجادہ نشین حضرت میاں نور جہانیاں صاحب مدظلہ اپنے
مکتوبِ گرامی میں فرماتے ہیں: آپ کا وجود مسعود عامۃ المسلمین کے لئے نشانِ رحمت
اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ والوں کے لئے باعث سکون و اطمینان تھا،
خداوند جل مجدہٗ الکریم نے انھیں جو وافر انداز میں خوبیاں بخشی تھیں آپ نے انکو
چار چاند لگا دیئے اور صحیح مستحق قرار پائے۔

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مرکزی صدر جماعت
اہلسنت پاکستان و مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان نے فرمایا پاک و ہند میں
بیشمار مشائخ کرام کی زیارت کی مگر آپ میں جو روحانی کشش تھی اس کا کیا
کہنا برسوں نیازمندانہ تعلقات رہے ہر موقعہ پر انکساری فیاضی علم دوستی میں
بڑھ چڑھ کر پایا آپ نے جس وسیع القلبی سے مدارس اہلسنت کی سرپرستی
فرمائی اگر ان مشکلات میں آپکی اخلاقی اور مالی اعانت نہ ہوتی تو میں جو عرض کر
رہا ہوں ہمارا مذہبی شخص نصف النہار تک کبھی نہ پہنچ سکتا تھا خداوند تعالےٰ
آپکے درجات بلند فرمائے اور آپکے فیوضات سے ہمیشہ ہمیں بہرہ ور رکھے۔

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صدر ورلڈ اسلامک مشن نے
رقم کرتے ہوئے فرمایا "حضرت خواجہ صاحب علیہ رحمتہ سے ہمارے دیرینہ خاندانی
تعلقات ہیں بلغیر لائم کہہ رہا ہوں وہ اپنے سلسلۂ اسلاف کی آخری کڑی
تھے نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
تحفظ کے لئے آپکا بے لوث جذبہ اور ہمت اس بات کا کھلا ثبوت ہے اگر قدرت انہیں
کچھ اور موقعہ دیتی تو آج مملکت خداداد کا کچھ اور نقشہ ہوتا۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین صاحب پیر آف سیال شریف نے فرمایا
"ناچیز اس سلیمان زمانی کے بارے میں کیا عرض کر سکتا ہے جس کی خاک پا مل جائے

اور یہ نصیب فقیر اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالے شاید مسلمانانِ پاکستان کو علم نہ ہو حضرت کریم ابن کریم مجیب الطرفین اور مجمع البحرین تھے

مجاہد تحریک پاکستان علامہ عبدالستار خاں نیازی نے بھرے مجمع میں فرمایا، جو مقدس تحریک حضرت خواجہ مرحوم اپنے مقدس ہاتھوں سے شروع کر گئے بحمداللہ ہم اسی کی تکمیل کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں آپ کی غیورانہ اسلام کے لئے فداکاری اور جانبازی خاندان سلیمانیہ چشتیہ کے لئے روشنی کا مینار ہے۔

غازیٔ اہلسنت حضرت علامہ شاہ محمد عارف اللہ صاحب قادری مرحوم نے ایک انٹرویو میں بتایا میری حضرت تونسوی سے دو بار ملاقات ہوئی میں نے انہیں انتہائی متواضع اسلامی نظام کے لئے سچے و پکے شیدائی اور خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار پایا تحریک ختم نبوت میں آپ نے جس سج دھج سے کاروانِ مشائخ کی قیادت فرمائی اس سے آپ کا انتہائی اخلاص دربارِ رسالت مآب سے حقیقی عشق نکھر کر سامنے آجاتا ہے ۔۔۔۔ سید گل بادشاہ صاحب بخاری سجادہ نشین اکوڑہ خٹک مرحوم نے حضرت پیر پٹھان کے مرمریں گنبد کے زیر سایہ فرمایا، میرے ساتھ خواجہ غریب نواز کی جو مہربانیاں تھیں ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ایک بات جو ان کا نشانِ امتیاز تھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول کے لئے محبت اور بغض تھا۔ پھر آپ نے دوست بنایا تو محض رضائے خداوندی اور مدنی محبوب کی خوشنودی کے لئے اگر کسی سے عداوت رکھی تو اسی معیار پر، یہ وہ اعلیٰ ترین وصف ہے جو عموماً مشائخ حاضرہ میں مفقود ہوتا جا رہا ہے **وصال مبارک:** ۵ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ کو حضرت اعلیٰ تونسوی کے عرس مبارک پر میر محفل کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ ۷ صفر المظفر جو حضرت اعلیٰ تونسوی کے وصال کی رات تھی جام وصال نوش فرمایا، اور یہ حقیقت ثبت ہو گئی کہ فی الواقع آپ مظہر شاہ سلیمان ساگی پیر پٹھان تھے۔

دُعا

از
ڈاکٹر غلام فرید

- میں زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف یکسو ہو کر اپنا منہ کرتا ہوں میں اس کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔
- میری بدنی عبادتیں اور مالی صدقے۔ میرا جینا میرا مرنا جہان کے مالک و پروردگار کے لئے ہے۔ بیشک مجھے حکم ہے کہ میں کسی کو پروردگار کے برابر نہ سمجھوں۔ اور اپنے سر کو اس کی درگاہ پر رکھوں۔
- اے خدا، اے بادشاہوں کے بادشاہ، پالن ہار! تیرے سوا کوئی بھی نہیں جس کی بندگی کی جائے۔ میں تیرا بندہ ہوں۔
- اپنی جان پر ظلم کر چکا ہوں۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔ کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔
- اے مالک! مجھے اچھے سجھاؤ اور نیک عادتوں پر چلا۔ بیشک ایسی ہدایت تو ہی دے سکتا ہے۔ اے مالک! مجھے برے سجھاؤ اور بد خلقی سے بچائیو۔ بیشک تو ہی مجھے اس سے بچا سکتا ہے۔ میں تیرے حضور میں حاضر ہوں اور تیرا حکم ماننے کو تیار ہوں۔
- اے مالک! بہتری اور نیکی کی سب قسمیں تیرے ہاتھ میں ہیں اور بدی کو تیری طرف لگاؤ نہیں۔ اے مالک! بڑی برکتوں اور بلندیوں والے! میں تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔

Marfat.com

- الٰہی! میں تجھے سجدہ کرتا ہوں۔ تجھ پر ایمان رکھتا ہوں۔ تیرے سامنے اپنے سر کو جھکاتا ہوں۔ میرا چہرہ اسے سجدہ کرتا ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور میری صورت بنائی۔ جس نے چہرہ کے ساتھ سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھیں لگائیں۔

خدا بڑی برکتوں والا ہے۔ پیدا کرنے کی طاقت اس میں اعلیٰ واحسن ہے۔

- الٰہی! میرا ظاہر، میرا باطن تجھے سجدہ کرتا ہے اور میرا دل تجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔
- الٰہی! میں تجھ سے چاہتا ہوں کہ کاروبار میں مجھے استقلال دے۔ اور ارادہ میں نیکی عطا کر۔ مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح بجا لاؤں۔ الٰہی! میرے دل کو عیبوں سے پاک کر دے۔ اور زبان کو سچائی سکھا دے۔
- الٰہی! میرے دین کو سنوار دے۔ اس میں میرا پورا بچاؤ ہے۔ میری دنیا کو سنوار دے۔ اس میں میری گزران ہے۔
- الٰہی! مجھے رزق دے جو پاک ہو۔ علم دے جس کا نفع ہو۔ عمل دے جسے تو قبول کرے۔
- الٰہی! میں تجھ سے عاجزی، کاہلی، بے ہمتی، بخیلی، حد درجہ کی کمزوری و ضعیفی اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔
- الٰہی! میرے دل کو پرہیزگاری دے۔ اسے پاک کر دے۔ تو ہی سب سے بڑھ کر اسے پاک بنا سکتا ہے۔ اور تو ہی میری جان کا والی و کارساز ہے۔

Marfat.com

- الٰہی! جس علم میں نفع نہ ہو۔ جس دل میں تیری بزرگی نہ ہو۔ جس نفس میں قناعت نہ ہو۔ جو دعا قبول نہ ہوتی ہو میں ان سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔
- الٰہی! ہمارے دلوں میں الفت بھر دے۔ ہماری حالتوں کو درست بنا دے۔ ہم کو سلامتی کی راہ پر چلا۔ ہم کو اندھیرے سے نکال کر روشنی دکھا۔
- الٰہی! ہم کو کھلے اور چھپے فحش سے پاک کر دے۔ اور ہم کو ہمارے کان، آنکھ، دل، بیوی، بچوں میں برکت دے۔ تو ہم پر رحمت رکھ۔ اور اپنی نعمتوں کو پورا فرما۔
- الٰہی! اس ملک پاکستان کا صرف تو ہی پاسبان ہے۔ اندرونی، بیرونی لیٹروں، رہزنوں، خود نمائی دکھانے والوں، ذاتی منفعت پر سب کچھ لوٹنے والوں سے بچا۔

الٰہی! اس کو اسلام کا گہوارہ بنا۔ صرف اور صرف تیرا ہی حکم چلے۔

- الٰہی! افغانستان کے مسلمانوں پر کرم فرما تاکہ با عزت اپنے گھروں کو لوٹیں۔
- الٰہی! ہندوستان کے مسلمانوں پر کرم فرما۔ ان کی پریشانیاں دور فرما۔

غلاموں کا غلام

غلام فرید

۱۷ر جنوری ۱۹۸۷ء ڈیرہ غازی خان

Marfat.com

مؤلف
ڈاکٹر غلام فرید

Marfat.com